بسم اللہ الرحمن الرحیم

ان الفضل بید اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ واسع علیم

روزنامہ

الفضل ربوہ

The Daily
ALFAZL
RABWAH

قیمت ۱۱ پیسے

فون نمبر ۲۹

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۲۵۴

شرح چندہ

سالانہ	۲۶ روپے
ششماہی	۱۳ ۰
سہ ماہی	۸ ۰
ماہوار	۳ ۰
خطبہ نمبر	۶ ۰
فی پرچہ	۱۱ پیسے

جلد ۵۶ / ۲۱ — ۱۳ صلح ۱۳۴۶ ہش — ۵ شوال ۱۳۸۶ھ — ۲۰ جنوری ۱۹۶۷ء — نمبر ۲۰

خلافتِ ثالثہ کے مبارک دور کا پہلا جلسہ سالانہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ ۲۶ دسمبر ۱۹۶۶ء کو اپنے مبارک دور کے پہلے جلسہ سالانہ کا افتتاح فرما رہے ہیں

شمعِ احمدیت کے پروانوں کا روح پرور اجتماع

خلافتِ ثالثہ کے مبارک دور کے پہلے جلسہ سالانہ کا ایک منظر

جامع مسجد ربوہ کا سنگِ بنیاد رکھنے کی تقریب

(۲۸ اکتوبر ۱۹۶۶ء بروز جمعۃ المبارک)

حضرت امیر المومنین اپنے دستِ مبارک سے بنیادی اینٹیں نصب فرما رہے ہیں

سنگِ بنیاد رکھنے کے بعد اجتماعی دعا کا منظر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سنگِ بنیاد کی تقریب میں حضور خطاب فرما رہے ہیں ـــــ اور ـــــ سامعین ہمہ تن گوش ہیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مقالہ الفضل ربوہ

احمدیت ــــــ اسلام کی نشأۃ ثانیہ

شریعت کامل نازل ہو چکی ہے۔ تمام نبوتوں کے کمالات سیدنا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر اختتام پذیر ہو چکے ہیں۔ نبوت جہاں اللہ تعالیٰ کی ہستی پر حق الیقین پیدا کرتی ہے وہاں وہ انسانوں کے دلوں میں نیکی، خداشناسی اور انسانی ارتقاء کے لئے جوش و خروش، ولولہ اور اولوالعزمی کے جذبات کو بھی عروج تک پہنچاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ خود نبی اللہ اور اس کے صحابہ کرام جو کارنامے سرانجام دیتے ہیں وہ ایک مدت کے بعد آنے والے لوگ خواہ دینی علوم میں کتنے ہی ماہر ہوں ایسی تیز رفتاری اور جوش اسلوبی سے سرانجام نہیں دے سکتے جیسے کہ زمانہ نبوت کے قرب میں آنے والے مومنین سرانجام دیتے ہیں۔

مرور زمانہ کے ساتھ جوش و خروش کی یہ آگ رفتہ رفتہ ٹھنڈی ہوتی جاتی ہے۔ شریعت پر عمل تو ہوتا ہے مگر اس کے ساتھ بعض دنیوی مفاد لپٹ جاتے ہیں۔ اسی طرح جس طرح کڑوی بیل ہرے بھرے درخت پر پھیل جاتی ہے اور درخت رس چوستی رہتی ہے۔ دین کا ڈھانچہ تو کھڑا رہتا ہے مگر اس کی روح نکل جاتی ہے۔

آج دنیا میں اس کی بہت سی مثالیں موجود ہیں۔ یہودی۔ ہندو، عیسائی اور خود اسلام کے نام لیوا بھی اندر سے کھوکھلے ہو چکے ہیں۔ صرف شریعت کا ڈھانچہ دکھاوے کے لئے رہ گیا ہے روح مفقود ہو گئی ہے۔ آج بھی بے شک اکثر لوگ خدا کے وجود کو مانتے ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ وہ حقیقت میں نہیں مانتے۔ کیونکہ حق الیقین کی جو اساس ہے ان کے دلوں میں ہمت قائم نہیں رہ سکتی۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اب کوئی ایسا نبی نہیں آ سکتا جو نبوت کے محل میں ایک بھی نئی اینٹ لگائے۔ تاہم یہ ضروری تھا کہ جو بگاڑ سیدنا حضرت خاتم النبیین کے زمانے کے بُعد کی وجہ سے امت محمدیہ میں پیدا ہونا تھا اس کو دور کرنے کا کوئی الٰہی پروگرام معرض وجود میں آتا۔ سو اللہ تعالیٰ نے سیدنا حضرت محمد رسول اللہ کی نبوت میں ایک یہ اضافی وصف رکھا کہ ایسے حالات میں ایسی ہستیاں مبعوث ہوں جو زندہ نبوت کے عکس کی حامل ہوں اور مومنوں میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اُسوۂ حسنہ کا زندہ نمونہ پیش کرتی رہیں یہ لوگ مجدد دین ہیں آخری زمانے کا مجدد مسیح موعود اور الامام المہدی کے نام سے سیدنا حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کی ذات میں مبعوث ہوا ہے۔ آپؑ نے خاتم النبیینؐ کے فیض سے نبوت کا درجہ پایا اور از سر نو ایک طرف اللہ تعالیٰ کا حق الیقین اور دوسری طرف نیکی، خداشناسی اور ارتقائے انسانیت کا جوش و خروش اور ولولہ پیدا کیا جو مُردوں کو زندہ کرنے کے لئے ضروری ہے چنانچہ جماعت احمدیہ ہی آج دنیا میں ایک ایسی جماعت ہے جس کو اللہ تعالیٰ کے وجود پر حق الیقین ہے اور جس میں اسی وجہ سے خداشناسی کا وہ ولولہ اور اولوالعزمی کا وصف موجود ہے جس کی آج ضرورت تھی چنانچہ جماعت احمدیہ نے آپ کی حیاتِ طیبہ کے ختم ہونے کے بعد بھی آپ کے خلفاء کی رہنمائی میں ایمان کا صحیح معیار قائم رکھا ہے اور اس پودے کی جسے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے لگایا تھا اپنی قربانیوں سے آبیاری کی ہے۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے نہایت حسن طریق سے زمین کو تیار کر کے اس میں الٰہی بیج بویا اور اپنا مفوضہ کام سرانجام دے دیا۔ آپ کے بعد سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الاول نے اس پودے کی کماحقہ نگہداشت کی اور اس کی جڑیں مستحکم کیں۔ آپ کے بعد سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود المنصور رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس پودے کو پروان چڑھایا شاخیں پھیلیں پتے اضعافاً مضاعفہ لگے۔ پھول نکلے اور پھلوں کی صورت میں نمودار ہوئے اور شجرۂ طیبہ تمام دنیا میں پھیل گیا اور لوگوں نے اس کے پھل بھی چکھے ہیں۔ اب سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث اس پودے کو پروان چڑھانے میں دن رات مصروف ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کا حامی و ناصر ہو۔ آمین

حق کا زندہ ظہور بھی دیکھیں

آنکھ وا ہو تو نُور بھی دیکھیں
جلوۂ کوہِ طور بھی دیکھیں

قادیاں سے زمین ربوہ تک
شانِ ربِّ غفور بھی دیکھیں

دین! قصّے کہانیاں تو نہیں!
حق کا زندہ ظہور بھی دیکھیں

دیدنی ہے ہمارا عجز و نیاز
اپنا کبر و غرور بھی دیکھیں

موجزن ہے جو آج چاروں طرف
بحرِ فسق و فجور بھی دیکھیں

اہلِ توحید کے صنم خانے
سجدہ ہائے قبور بھی دیکھیں

ہم پہ تُو کستے ہیں جو طعنہ طراز
اپنے نزدیک و دُور بھی دیکھیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دُعائیہ مبارکباد ختمِ قرآن

رقم فرمودہ حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی

بہت عرصہ گزرا جب میرے لڑکے محمد احمد خان نے قرآن شریف ختم کیا تو میں نے حضرت خلیفۃ المسیح ثانیؓ سے کہا کہ چند شعر کہہ دیں اس کے لئے دُعائیہ۔ آپ غالباً اس وقت کہیں باہر جا رہے تھے۔ اسی وقت یہ مندرجہ ذیل اشعار کھڑے کھڑے لکھ کر مجھے پرچہ پکڑا دیا اور فرمایا کہ اب اس وقت اتنا ہی ہو سکتا ہے۔

ختمِ قرآن مبارک ہو محمد احمد
فضلِ رحمٰن مبارک ہو محمد احمد
علم و عرفان مبارک ہو محمد احمد
تم کو ایمان مبارک ہو محمد احمد
شکر صد شکر کہ یہ نعمتِ عظمیٰ پائی
فضل صد فضل کہ یہ دولتِ عقبیٰ پائی

(از حضرت خلیفۃ المسیح ثانیؓ)

میں نے سوچا تھا کہ اسی وزن بحر میں ایک دو اور شعر لگاؤں گی مگر وہ سلسلہ تو رہ گیا۔ کیونکہ چند اشعار جو لکھے تھے ان کی کاپی گم ہو گئی۔ اور یہ پھر ویسے ہی رکھے رہے۔ پہلے کبھی اخبار وغیرہ میں نہیں دیئے۔ ایک دو بار بعض لڑکیوں نے کاپیوں پر لکھ لی یا کسی اور جلسہ میں کچھ پڑھوایا تو ان میں سے ایک دو شعر یاد آ جانے پر لکھے ہیں۔

یہ چند اشعار بطور نصیحت ہی ہیں جو حاضر ہیں اپنے بچوں کے لئے لکھے تھے خدا تعالیٰ سب احمدیوں کے لئے مؤثر اور اپنی درگاہ میں مقبول بنائے آمین

مبارکہ

سب عزیزوں کے نام

بدتریں دشمنِ انسان ہے ہشیار رہو
کبھی شیطان کے پھندے میں نہ آنا ہرگز

چور آتا ہے اندھیرے میں ذرا یاد رہے
نورِ ایمان کی شمعیں نہ بجھانا ہرگز

ہمنوائی ہے اصواتِ سما سے ہر دم
راگ ابلیس کے سازوں پہ نہ گانا ہرگز

راستی نسخۂ تریاق ہے بہرِ دل و جاں
ہے گنہ زہر نہ اس زہر کو کھانا ہرگز

تم کو دولت ہے مسیحائے زماں نے بخشی
غفلتوں سے یہ خزانے نہ گنوانا ہرگز

تم نے اسلام کا دیکھا ہے جو روشن چہرہ
گرد آلود نہ پھر اس کو بنانا ہرگز

اس نے دکھلائی ہے جو راہِ ہدایت تم کو
تا دمِ مرگ نہ اب اس کو بھلانا ہرگز

دیں کو ہر حال میں دُنیا پہ مقدم رکھنا
خدمتِ دین سے تم جی نہ چرانا ہرگز

عہدؔ[1] مولا سے کیا ہے یہ رہے پیشِ نظر
روزِ پُرسش کو کبھی بھول نہ جانا ہرگز

راہِ حق میں جو قدم آگے بڑھا دو اک بار
سر بھی کٹ جائے تو پیچھے نہ ہٹانا ہرگز

تم خدا کو نہ کسی وقت بھلانا دل سے
پھر نہ بھولے گا کبھی تم کو زمانہ ہرگز

[1] عہدِ بیعت کہ "دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا"

مبارکہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ارشادات عالیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

اسلام کا زندہ مذہب ہونا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی صداقت کی ایک دلیل ہے

"آپ (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) کی حقانیت پر ایک اور دلیل بھی عجیب تر ہے جس کی نظیر دوسرے مذاہب میں پائی نہیں جاتی اور وہ آپ کے پیش کردہ مذہب کا زندہ مذہب ہونا ہے۔ زندہ مذہب وہ مذہب ہوتا ہے جس کی زندگی کے آثار ہر وقت ثابت ہوتے رہتے ہیں۔ اس کے ثمرات اور برکات اور تاثیرات کبھی مردہ نہیں ہوتے۔ بلکہ ہر زمانہ میں تازہ بتازہ پائے جاتے ہیں۔۔۔۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہر صدی کے سر پر اللہ تعالیٰ ایک مجدد کو بھیج دیتا ہے جو نئے سرے سے دین کو تازہ کرتا ہے۔ پس یہ مجدد کا اور اسلام کا تازہ بتازہ رہنا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور اسلام کی حقانیت کی دلیل ہے۔ کیونکہ اسی سے اس مذہب کی زندگی ثابت ہوتی ہے۔ غور کرو کہ جن باغوں کے لئے خریف ہی ہو اور ربیع میں وہ اپنا کوئی نمونہ نہ دکھائیں۔ اور ان میں تازگی اور شگفتگی پیدا نہ ہو پھر وہ کیا بچیں گے۔ آخر وہ کاٹ کر جلائے جائیں گے۔ یہی حال اس وقت دوسرے مذاہب کا ہو رہا ہے۔ ان پر خزاں کا اثر تو ہو چکا۔ مگر ربیع کا دَور ان میں نہیں آتا۔ اور خود ان کے ماننے والے تسلیم کرتے ہیں کہ ان میں وہ برکات تاثیرات اور ثمرات جو ایک زندہ مذہب میں ہونے چاہئیں نہیں ہیں پھر ان کی اپنی شہادت کے موجود ہوتے ہوئے کسی اور دلیل کی کیا حاجت ہے۔" (ملفوظات جلد نہم صفحہ ۱۴۲)

ساقی نامہ

ساقی سے مراد سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں

یہ نظم ۱۹۱۴ء میں بیعت کے چند ماہ بعد لکھی گئی۔

پلا ساقیا بادۂ خود نگر — رم بال جبریل سے تیز تر
پلا ساقیا مجھ کو ایسی پلا — کہ نازل ہو میری خودی میں خدا
پلا وہ جو مجھ سے اڑا دے مجھے — جو میرا تماشہ دکھا دے مجھے
پلا ساقیا ساقیٔ حسن فام — جسے پی کے ہے لا تکرانا حرام
پلا ساقیا ساقیا مشک بو — جو کھولا دے میری رگوں میں لہو
پلا ساقیا ساقیا ذوق گداز — کہ جو مجھ پہ کر دے مجھے آشکار
پلا دے کہ جو ہوش انگیز ہو — مگر ہوش وہ جو جنوں خیز ہو
پلا ساقیا ساغر خود شناس — مرے ہاتھ آجائیں میرے حواس
ابھی تک میں اپنے سے ہوں منتشر — مجھے ساقیا فاش کر فاش کر
میں ہوں آپ اپنے سے کھویا ہوا — میں ہوں اپنی دنیا میں سویا ہوا
عطا کر مجھے ایسی بیتابیاں — کہ میں دیکھ لوں اپنی بیتابیاں
عطا کر مجھے زندگی کا سرود — کہ پا جاؤں میں آپ اپنا وجود
پلا ساقیا خود فراموش ہوں — وہ بس فنا سے ہم آغوش ہوں
پلا ساقیا مجھ کو آب حیات — کہ ہو جائے زندہ مری کائنات
مرے دل کی رگ رگ تڑپنے لگے — مرا گلشن روح مہکنے لگے

فنا کر گیا ہے تغافل مجھے
مٹا کر اٹھا لے تغافل مجھے

ابھی ساقیا جام کا دَور دے — ابھی اور دے اور دے اور دے
دوا ہوں بہت دیر سے تشنہ کام — اجب سے تڑپ کا عشق ستم
اتر کر کشمیر وحدت قضا — اٹھا ر کہ خضر طریق فنا
اٹھا لے مشاق: صد مکر و فن — بظاہر طبیب اصل میں گورکن
جنہوں نے کھلا کر دوا پر دوا — مرض کو مرے تن میں محکم کیا
مری روح سے زندگی چھین لی — مجھے بے خودی دی خودی چھین لی
پلا ساقیا جام تحقیق حق — کہ باقی ہے میرے بدن میں رمق

حقیقی نہ مجھ کو مجازی پلا — مجازی پلا مجھ کو نازی پلا
پلا مجھ کو شرب کی خالص ہے جو — نہ دُرد و مجوس اس میں ہو نام کو
پلا ساقیا آب زمزم کا جام — کہ شیراز کی مے ہے مجھ پر حرام
پلا مجھ کو بطحا کا جام حلال — عجم ہے فقط عنکبوتوں کا جال
نہ قیصر رہا اور نہ کسریٰ رہا — محمدؐ کا پر دور چلتا رہا
محمدؐ وہ پیر مغان عمل — کیا جس نے برپا جہان عمل

وہ جس نے مساق کو بلائے الست
مجھے تشنگی سے کیا مے پرست

پلا ساقیا مجھ کو آب زلال — صفر شمالی اذان بلال
عرب کی مے ناب دے ساقیا — مجھے جان بے تاب دے ساقیا
زمیں کھو گئی آسماں کھو گیا — یہ غفلت سے میرا جہاں کھو گیا
مرے دین و دنیا ہیں بے بود خواب — فضا میں پراگندہ مثل سحاب
عمل جو کہ ملبوس اخلاص تھے — فقط ان کے اب چیتھڑے رہ گئے
یہ مردے کے تن سے اترتے نہیں — مرے چاک پیچھے کہیں سے کہیں

مرا قبلہ زندگی پھر گیا
فروعات کی جنگ میں گھر گیا

پلا ساقیا آب سادہ پلا — ابھی کیا مزا ہے زیادہ پلا
نئے ہوش سے مست کر دے مجھے — خدا کی مرادی سے بھر دے مجھے
نہ رنگیں بلوریں کٹورے میں دے — مجھے صرف کورے سکورے میں دے"

پرانا تکلف ہی کیا ساقیا
پلا اوک سے ہی پلا ساقیا

غزل

زمانہ بدلتا رہے ساقیا — ترا دَور چلتا رہے ساقیا
صراحی ہمیشہ چھلکتی رہے — یہ چشمہ ابلتا رہے ساقیا
پلا ایسی دلکش کہ پینے پہ اور — مرا دل مچلتا رہے ساقیا
نہ ہو ختم انجام افلاک کا — یونہی وقت ٹلتا رہے ساقیا

پچھاڑ رہے نور تنویر کو
یہ فانوس جلتا رہے ساقیا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ملفوظات حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے

دین کی راہ میں فدا ہونے والی ایک مخلص جماعت پیدا کردی

اس جماعت کا ہر فرد اپنی ذات میں اسلام اور احمدیت کی صداقت کا ایک نشان ہے

"دیکھو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کاموں نے کس طرح دین کی راہ میں فدا ہونے والی ایک مخلص جماعت پیدا کردی ہے کوئی اور بھی ایسی جماعت پیدا کر کے دکھا دے۔ پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کسی ایک ملک میں نہیں بلکہ دنیا کے مختلف ممالک میں ایسے انسان پیدا کر دیئے۔ یہی ایمان افریقہ کے حبشیوں میں پیدا کیا یہی کردستان کے لوگوں میں بھی پھیلا دیا۔ اسی کی بخارا۔ افغانستان۔ یورپ اور دیگر ممالک میں تخم ریزی کردی۔ غیر ہم اپنے ایمان کے تقاضہ سے جو کچھ کہتے ہیں۔ وہ زبانی ہی نہیں بلکہ کر کے بھی دکھاتے ہیں۔

بھائیوں اور صحابیوں نے دیوانگی پیدا کر کے محبت پیدا کی۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عقل پیدا کر کے محبت پیدا کی دیکھو صاحبزادہ عبد اللطیف صاحب نے جو کابل میں شہید کئے گئے۔ یہ پہلے ہی کہہ دیا کہ میرے ساتھ یہ واقعہ گزرے گا۔ اور میرے بعد اس ملک پر یہ آفت آئے گی۔ یہ دیوانگی نہیں تھی عقل تھی کہ سب کچھ جانتے ہوئے اور ہر ایک کام کے نتائج سے آگاہ ہوتے ہوئے پھر وہ ایمان حاصل کیا جس کے بعد یہ بات پیدا ہوئی کہ شہید ہو گئے۔

ہم سب میں یہ باتیں دیکھی جاتی ہیں۔ حضرت مرزا صاحب نے اپنی جماعت کو بھی صاحب نشان بنا دیا ہے۔ اس کا ہر فرد اپنی ذات میں اک نشان رکھتا ہے۔ لیکن دوسرے ایسا دعوے نہیں کر سکتے۔ پس جب دوسرے ایسا دعوے نہیں کر سکتے تو اس کا یہی مطلب ہے کہ اس قسم کی خوبیاں ان میں نہیں اور جب اس قسم کی خوبیاں ان میں نہیں اور صرف احمدی جماعت میں ہیں تو ماننا پڑے گا کہ جس نے یہ پیدا کی ہیں وہ خدا کا خاص انسان تھا۔"

(الفضل ۲۲ ستمبر ۱۹۲۵ء)

فضل عمر فاؤنڈیشن کے افتتاح کے موقعہ پر

(یہ نظم مکرم عبد السلام صاحب اختر نے فضل عمر فاؤنڈیشن کے افتتاح کے موقعہ پر پڑھ کر سنائی۔)

اے محوِ دور کرشمۂ تقدیر آکے دیکھ
اسلام کی حیات کی تصویر آکے دیکھ

اس کی عطائے خاص نے کیا کیا بنا دیا
"میں خاک تھا اسی نے ثریا بنا دیا"

یہ سرزمیں تھی اپنے مقدر سے بے خبر
یعنی "غریب و بے کس و گمنام" و بے ثمر

لیکن حضورِ مصلح موعودؑ پر سلام
بخشا جنہوں نے ذرّوں کو خورشید کا مقام

اس پر جو اک نگاہِ کریمانہ ہو گئی
ہر شمع آکے خود یہاں پروانہ ہو گئی

اب یہ مقام رونقِ بزمِ جہاں ہے آج
یہ ارضِ پاک خطۂ دار الاماں ہے آج

اہلِ خدا و دیں کا سہارا ہمیں پہ ہے
طوفاں میں ہیں جوان کا کنارا ہمیں پہ ہے

اے رُوحِ پاکِ فضلِ عمرؓ تجھ پہ پھر سلام
یہ عہد کر رہے ہیں یہاں پر تیرے غلام

کانٹوں کو فرشِ راہ بنانا پڑے بھی
"جائیں گے ہم جہاں کہیں جانا پڑے ہمیں"

آتا ہے میرے دل میں کبھی یہ بھی اک خیال
پھیلے بساطِ دہر پہ جب جنگ اور قتال

پائیں گے دل سکوں کا خزینہ اسی جگہ
ٹھہرے گا نوح کا بھی سفینہ اسی جگہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مجلس انصار اللہ مرکزیہ کے گیارھویں سالانہ اجتماع میں

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ایک نہایت اہم تقریر

مومن کا کام یہ ہے کہ وہ اپنے مقام فنا، نیستی اور لاشئے محض ہونے کی حقیقت کو ہمیشہ یاد رکھے

الٰہی جماعتوں کیلئے بعض فتنے اور امتحان بھی پیدا کئے جاتے ہیں

مومنوں کا فرض ہے کہ وہ دلیری کے ساتھ ان فتنوں کو ان ذرائع سے کچلیں جو اسلام اور قرآن کریم نے بتائے ہیں

امام ایک ڈھال ہوتا ہے جو مومنوں کے لئے ایک ڈھارس اور سہارے کا موجب ہوتا ہے

(مرتبہ۔ مکرم مولوی سلطان احمد صاحب پیر کوٹی)

مورخہ ۳۰ ؍اکتوبر ۱۹۶۶ء ساڑھے گیارہ بجے قبل دوپہر سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مجلس انصار اللہ مرکزیہ کے گیارھویں سالانہ اجتماع سے جو اختتامی خطاب فرمایا اس کا مکمل متن ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور نے مندرجہ ذیل آیات قرآنیہ تلاوت فرمائیں۔

إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا
تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةُ أَلَّا تَخَافُوا
وَلَا تَحْزَنُوا وَأَبْشِرُوا بِالْجَنَّةِ الَّتِي كُنْتُمْ
تُوعَدُونَ۔ نَحْنُ أَوْلِيَاؤُكُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا
وَفِي الْآخِرَةِ ۔ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَشْتَهِي أَنْفُسُكُمْ
وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَدَّعُونَ۔ نُزُلًا مِنْ غَفُورٍ رَحِيمٍ۔
وَمَنْ أَحْسَنُ قَوْلًا مِمَّنْ دَعَا إِلَى اللَّهِ وَعَمِلَ صَالِحًا
وَقَالَ إِنَّنِي مِنَ الْمُسْلِمِينَ۔

(حٰم السجدہ آیات ۳۱ تا ۳۴)

اس کے بعد فرمایا:

جس بنیادی مسئلہ کے متعلق

میں اپنے دوستوں سے کچھ باتیں کہنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے انبیاء دنیا میں اسی لئے مبعوث ہوتے رہے ہیں کہ وہ ان لوگوں پر جو ان کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے انہی راہوں کے مطابق اپنی زندگیاں گزارنے کے لئے تیار ہو جائیں خدا تعالیٰ کے قرب کی راہیں کھولیں اور اللہ تعالیٰ کی رضا کے اصول ان کو بتائیں اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں اور اس کی رحمتوں اور برکتوں کا انہیں وارث بنائیں۔ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء سے افضل، اعلیٰ اور ارفع تھے۔ جو کتاب اللہ تعالیٰ نے آسمان سے آپ پر نازل کی وہ تمام دنیا کے لئے اور تمام قوموں کے لئے اور تمام زمانوں کے لئے ہے جو قوت قدسیہ جو روحانی تاثیروں کی قوت اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا کی۔ وہ نہ ختم ہونے والی اور نہ مرنے والی ہے۔ قیامت تک آپ کے فیوض جاری ہیں اور قیامت تک جو چاہیں آپ کے چشمہ سے سیر ہو کر روحانیت کا پانی پی سکتے ہیں' اور آج بھی فیوض کے حصول کے بعد ان راہوں پر گامزن ہو کر جو آپ نے دنیا کو بتائیں (اپنے نمونے) اپنے پیدا کرنے والے اپنے رب کی رضا کو اور اس کی خوشنودی کو حاصل کر سکتے ہیں۔

یہ آیات جو میں نے ابھی پڑھی ہیں

ان میں ایک بنیادی مسئلہ پر تفصیل سے روشنی ڈالی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ یہاں یہ فرماتا ہے کہ

إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا

وہ لوگ جو اپنے قول اور اپنے فعل سے اس بات کا اظہار کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنی مقدس ذات اور ان صفات کے ساتھ ان صفات حسنہ کے ساتھ جس طرح اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں خود کو پیش کیا ہے وہ اللہ ہمارا رب ہے۔ اس نے ہمیں پیدا کیا۔ وہی ہماری ربوبیت کرنے والا ہے جو جسمانی اور روحانی قوتیں اور استعدادیں اس نے ہمیں دی ہیں اگر اس کی ربوبیت ہمارے شامل حال نہ ہو تو ہم ان سے فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔ وہ خود ہمارے ہاتھ کو پکڑتا ہے۔ ہمیں اپنی تربیت میں لیتا ہے اور جس غرض کے لئے اس نے ہمیں پیدا کیا ہے اس غرض کو اپنے فضل

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سے اس طرح پورا کر دیتا ہے کہ میں وہ اپنا کامل اور نیک اور محبوب بندہ بنا دیتا ہے کیونکہ انسانی پیدائش کی غرض ہی یہ ہے کہ انسان خدا کا بندہ بن جائے تو اللہ تعالیٰ نے یہاں فرمایا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے جو لوگ اپنے قول اور اپنے فعل سے اس دعوے کا اعلان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی ذات کو جس صورت اور جس رنگ میں قرآن کریم میں انسان کے سامنے پیش کیا گیا ہے۔ وہ اللہ کا پیدا کرنے والا اور ہماری ربوبیت کرنے والا ہمیں کامیابی تک پہنچانے والا ہے، پھر وہ استقاموا

فطرت صحیحہ کی اس آواز پر

استقامت کے ساتھ قائم رہتے ہیں اور مستقیم الفطرت بنے رہتے ہیں۔ ان کی ہمیشہ یہ کوشش رہتی ہے کہ یہ فطری حیثیت کہ بندہ بندہ ہے اور رب رب۔ اس فطرت صحیحہ پر وہ قائم رہیں اور یقین رکھیں کہ خود وہ کچھ بھی نہیں۔ تو فرمایا کہ جو لوگ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے اس قسم کا دعوے کرتے ہیں۔ ہمارا ان کے ساتھ یہ سلوک ہوتا ہے کہ ہم دنیا کو یہ بتانا چاہتے ہیں کہ یہ محض زبانی دعوے نہیں بلکہ دل کی گہرائیوں سے اور اس عزم کے ساتھ ہے کہ خواہ کچھ ہو جائے ہم استقامت کا نمونہ دنیا کے سامنے ظاہر کریں گے۔ اگر ہم اپنے رب کی راہ میں پیسے جائیں اور غبار بنا دیے جائیں اگر مخالفت کی آندھیاں ہمارے غبار کو اڑا کے دنیا میں اس طرح منتشر کر دیں کہ ہمارا کوئی ذرہ بھی کسی کو نظر نہ آئے، تب بھی ہم اس مقام عبودیت سے ہٹیں گے نہیں۔ یہ کیفیت ان لوگوں کے دلوں کی ہے اور اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ میں تمہیں بتاؤں گا۔ کہ یہ اپنے دعوے میں سچے ہیں۔ تو فرمایا ان کے اوپر ابتلا نازل ہوں گے اور وہ امتحانوں میں ڈالے جائیں گے۔ دشمن ان کو اس رنگ میں پیسے گا ان کو یہ نظر آ رہا ہوگا کہ خدا تعالیٰ کی تائید اور نصرت کے بغیر ان کی کامیابی تو کجا ان کا زندہ رہنا بھی ممکن نہ رہے گا۔ اس وقت ان کی یہ حالت ہوگی کہ اگر اللہ تعالیٰ کے فرشتے ان کو تسلی نہ دیں تو وہ مایوسی سے ہی مر جائیں۔ تو اللہ تعالیٰ کہتا ہے میں انہیں اس قسم کے ابتلاؤں سے گزاروں گا۔ اور جب یہ حالت ہو جائے گی کہ دنیا کی کوئی تدبیر اور سلسلہ باقی نہ رہے گا۔ دنیا کے سارے سہارے ٹوٹ جائیں گے، تب میں آسمان پر فرشتوں سے کہوں گا زمین پر اترو اور میرے بندوں کو سہارا دو۔ تتنزل علیہم الملائکۃ اس وقت

آسمان سے فرشتے نازل ہوں گے

اور ان سے کہیں گے کہ یہ تو ایک حقیقت ہے کہ اس وقت دنیا تمہیں چھوڑ چکی ہے۔ یہ بھی ایک صداقت ہے کہ دنیا کا کوئی سہارا تمہارے پاس نہیں رہا۔ اس میں بھی کوئی کلام نہیں کہ اگر صرف دنیا پر نگاہ کی جائے تو تمہاری ناکامی تمہاری ذلت تمہاری موت تمہارا نیست و نابود ہو جانا یقینی ہے لیکن اس کے باوجود تم تسلی رکھو کہ دنیا کی کوئی طاقت تمہیں مٹا نہیں سکتی۔ کیونکہ ہمیں آسمان سے خدا تعالیٰ نے بھیجا ہے اور اس غرض سے بھیجا ہے کہ تمہیں بشارت دیں کہ ڈرو نہیں خدا کے فرشتے تمہارے ساتھ ہیں۔

پھر فرمایا کہ ہمارا ابتلا ہر قسم کا ہوگا۔

ہمارا امتحان یہ رنگ اختیار کریگا

کہ دنیا کی ہر چیز ان سے چھین لی جائے گی یا خطرے میں پڑ جائے گی۔ اس وقت آسمان سے فرشتوں کا نزول ہوگا۔ اور وہ انہیں کہیں گے وَلَا تَحْزَنُوْا غم مت کرو ان چیزوں پر جو تمہارے ہاتھ سے نکل جا رہی ہیں۔ اس لئے کہ خدا تعالیٰ کی راہ میں جو تم کھوؤ گے اس سے بہتر تم پاؤ گے۔ اگر ایک چیز تم سے چھینی جائے گی اگر ترقی کا ایک قدم تم ضائع کرو گے۔ اگر سکون دنیوی اور اطمینان زندگی تمہارے ہاتھ سے نکل جائے گا۔ تو اس سے بہتر بدلہ تمہیں دیا جائے گا۔ اس لئے جو ہاتھ سے نکل گیا ہے اس پر غم کرنے کی ضرورت نہیں ہو

اَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ۔

ان جنتوں کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے۔ خدا کا وہ وعدہ پورا ہو کر رہے گا۔ خوف اور حزن کی بجائے خوش ہو اور خوشی سے اچھلو کہ خدا تعالیٰ نے تم سے جو وعدے کئے ہیں۔ وہ بہت ہی بلند اور ارفع ہیں اور اتنے وسیع ہیں اتنے خوبصورت ہیں، اتنے حسین ہیں، اتنے پائیدار اور ابدی ہیں کہ دنیا کا ان کے ساتھ کوئی مقابلہ ہی نہیں۔ اس لئے خوف کا مقام نہیں کیونکہ تمہاری تمام کمزوریوں کے باوجود دنیا کی کوئی طاقت تمہیں مٹا نہیں سکتی۔ اور دنیا کا تمہارے ہاتھ سے نکل جانا تمہیں اس لئے غمگین نہیں کر سکتا کہ جو تم سے امتحان کے رنگ میں لیا گیا ہے اس سے بہتر تمہیں انعام کے رنگ میں دیا جائے گا۔ اور وہ فرشتے ان سے کہیں گے نَحْنُ اَوْلِيٰٓؤُكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا

اللہ تعالیٰ نے ہمیں حکم دیا ہے

کہ تم میرے ان بندوں کو یہ بتا دو کہ اس دنیا میں بھی فرشتے ان کے دوست ہیں اور ولی ہیں اور متکفل ہیں اور اخروی زندگی میں بھی وہ ان کا ساتھ نہیں چھوڑیں گے۔ کیونکہ ان کی دوستی خدا کے حکم سے دعا کے تمام پہلوؤں کو مدنظر رکھے ہوئے ہے۔ جس طرح اس دنیا میں وہ فرشتے ان کے ولی ہیں۔ آخرت میں بھی وہ ان کے دوست اور ولی ہوں گے

پھر فرمایا وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَشْتَهِيْٓ اَنْفُسُكُمْ۔ اللہ تعالیٰ مومن کو اس مقام پر کھڑا کر دیتا ہے کہ اس کے دل کی خواہش ہی وہ ہوتی ہے جو نیک اور صالح ہو۔ اور وہ پوری ہو جاتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک جگہ فرمایا ہے کہ بعض لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے مقرب بندوں کو دنیا میں دکھ کیوں پہنچتے ہیں۔ اذیتیں انہیں کیوں اٹھانی پڑتی ہیں۔ آپ نے اس اعتراض کا کیا ہی لطیف جواب دیا۔ آپ نے فرمایا کہ تم کہتے ہو کہ خدا کے بندوں کو خدا کی راہ میں کیوں تکالیف برداشت کرنی پڑتی ہیں۔ تم ان سے تو جا کے پوچھو کہ وہ کیا سمجھتے ہیں۔ جو تمہاری نگاہ میں تکلیف اور ایذا ہے ان کی نگاہ و ان کے احساس میں وہی لذت اور سرور ہے۔ اس لئے تمہارا یہ اعتراض ہی غلط ہے۔ کیونکہ وہ بندۂ خدا اسے دکھ اور ایذا نہیں سمجھ رہا۔ وہ تو کہتا ہے کہ دنیا سمجھتی ہے کہ وہ مجھے ایذا دے رہی ہے مگر ان کی ایذا دہی کے نتیجہ میں

جو لذت اور سرور مجھے مل رہا ہے

اس سے تو دل میں یہ خواہش پیدا ہوتی ہے کہ وہ اس سے دس گنا اس سے بیس گنا اس سے سو گنا اس سے ہزار گنا اس سے بے شمار گنا اذیت مجھے دیں اور دکھ پہنچائیں تا موجودہ لذت سے بے شمار گنا لذت میں حاصل کروں۔ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَشْتَهِيْٓ اَنْفُسُكُمْ ہر وہ خواہش جو تم کرو گے اس دنیا میں بھی اور اس کے بعد اخروی زندگی میں بھی وہ تمہیں دی جائے گی اور جیسا کہ قرآن کریم کی تعلیم ہمیں بتاتی ہے۔ اس مقام پر پہنچ کر ایک مومن بندہ کے دل میں یہی خواہش پیدا ہوتی ہے کہ خدا تعالیٰ کی رضا مجھے مل جائے۔ اور اس کی خواہش اور دلی کیفیت یہ ہوتی ہے۔ کہ اگر اور جب خدا تعالیٰ کی رضا مجھے مل جائے۔ تو اس میں تو اتنی لذت اور اتنا سرور اور اتنا سکون اور اتنا آرام ہے کہ دنیا کے تمام آرام اس کے چھوٹے سے حصہ پر بھی قربان۔

یہ ایک ایسا مقام مومن کو ملتا ہے کہ اس کی ہر خواہش پوری ہوتی ہے کیونکہ اس کی ہر خواہش نیک خواہش ہوتی ہے

وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَدَّعُوْنَ

جو تمنا بھی تم کرو اور جس کسی چیز کے حصول کا تم ارادہ کرو وہ تمہیں مل جائے گی۔ اسی مضمون کو آگے جا کر یوں وضاحت فرمائی۔ نُزُلًا مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِيْمٍ

اور یہ

بڑا ہی پیارا مضمون ہے

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ یہ سلوک جو تمہارے ساتھ کیا جا رہا ہے جس نے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہم خدا کے سامنے اپنے آپ کو پیش کرتے ہیں جن حالتوں میں اور جس طور پر اس دنیا میں یا اخروی زندگی میں وہ ہمیں رکھے ہم اس کی رضا پر راضی رہیں گے۔

یہ مقام جیسا کہ صحابہ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے حاصل کیا اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ماننے والوں نے بھی حاصل کیا۔ اور اس کے نتیجہ میں جیسا کہ صحابہ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم پر آسمان سے فرشتے نازل ہوئے اور مصیبت کے وقتوں میں انہیں یہ کہتے رہے کہ مایوس نہ ہو ہم تمہارے ساتھ ہیں۔ اسی طرح صحابہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر فرشتے نازل ہوتے تھے اور کہتے تھے

تمہیں کیا خوف اور تمہیں کیا غم

تمہارے ساتھ تو خدا ہے اور خدا تعالیٰ نے یہ ظاہر کرنے کے لئے کہ وہ تمہارے ساتھ ہے تمہارے پاس فرشتوں کی ایک فوج بھیجی ہے۔ بعض لوگوں پر فرشتے نازل ہوتے ہیں ان سے مکالمہ مخاطبہ رؤیا اور کشوف کا ایک سلسلہ جاری ہو جاتا ہے۔ صحابہ کرام پر مکالمہ و مخاطبہ اور رؤیا اور کشوف کا سلسلہ بڑی کثرت سے جاری تھا۔ لیکن انہوں نے اپنے مقام کو بھی سمجھا ہوا تھا۔ وہ ان چیزوں کو اس وقت تک ظاہر نہیں کرتے تھے جب تک اسلام کا اس میں فائدہ نہ دیکھیں۔ چنانچہ حضرت عمرؓ جیسے انسان کے متعلق صرف تین یا چار ایسی باتیں احادیث میں آتی ہیں۔ ممکن ہے ایک آدھ اور بات ستر اسی کتب میں مل جائے لیکن عام طور پر تین یا چار باتیں ہی ہیں جن کا کتب میں ذکر آیا ہے۔ اور وہ ساری کی ساری وہ ہیں جن کا اس وقت ساری قوم اور امت مسلمہ سے تعلق تھا۔ ایک دفعہ آپ نے ایک مہم پر ایک فوج بھیجی ہوئی تھی خطبہ جمعہ کے وقت اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس فوج کا نظارہ دکھایا۔ اس فوج کا کمانڈر غلطی کر رہا تھا۔ آپ نے فرمایا پہاڑ کی طرف پہاڑ کی طرف۔ لوگ حیران تھے کہ انہیں کیا ہو گیا ہے خطبہ پڑھ رہے ہیں اور کمانڈر کا نام لے کر کہہ رہے ہیں کہ پہاڑ کی طرف جاؤ پہاڑ کی طرف جاؤ۔ بعد میں جب اس کمانڈر نے بیان کیا کہ میں غلطی کر رہا تھا مجھے آسمان سے یہ آواز آئی کہ پہاڑ کی طرف جاؤ۔ پہاڑ کی طرف جاؤ۔ تب ہم ادھر ہوئے۔ اور اللہ تعالیٰ نے اس طرح ہمیں فتح دی۔ لیکن چونکہ یہ بزرگ اپنے اس تعلق قرب کا اظہار لوگوں میں کرنا پسند نہیں کرتے تھے (جیسا کہ آگے جاکر میں ذرا تفصیل سے بیان کروں گا) سوائے اس کے کہ ایسی باتوں کا بتایا جانا قومی مصالح کے پیش نظر ضروری ہو۔ اس لئے ایسے واقعات کا ذکر کتب میں کم پایا جاتا ہے لیکن

حقیقت یہ ہے

کہ صحابہ کرام پر فرشتوں کا بڑی کثرت سے نزول ہوا کرتا تھا۔ وہ انہیں بشارتیں دیتے تھے وہ وحی والہام کے ذریعہ سے ان کے دلوں کو تقویت پہنچاتے تھے۔ وہ لوگ فرشتوں کے ذریعہ سے سچے رؤیا اور کشوف دیکھنے والے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ میں بھی جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بشارت دی تھی۔ بڑی کثرت سے ایسے لوگ پائے جاتے تھے اور میں سمجھتا ہوں کہ اب بھی بڑی کثرت سے پائے جاتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے الہاماً فرمایا تھا

اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ نَحْنُ اَوْلِيٰٓؤُكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ

(تذکرہ ص ۶۹)

پھر اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایک اور بشارت یہ بھی دی کہ

يَنْصُرُكَ رِجَالٌ نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ

(تذکرہ ص ۵۰)

وہ لوگ جو دنیا چھوڑ کر۔ دنیا کے آرام کو ترک کر کے اپنے نفسوں اور اپنے اموال کے ساتھ تیری مدد اور نصرت کو آئیں گے ان پر یہ

تمہاری تمام تکالیف کو بھلا کر جنت کے تمام لذتوں کو تمہارے لئے جمع کر دیا ہے۔ یہ غفور اور رحیم خدا کی طرف سے بطور مہمانی (نزل) کے ہے۔ اس میں اس طرف اشارہ بھی ہے کہ دنیا کے سارے گھروں کو چھوڑ کر تم نے خدا کے گھر کو پسند کیا۔ دنیا کی تمام راہوں کو ترک کر کے ان راہوں پر چلنا تم نے قبول کیا جو بظاہر تنگ تھیں جو بظاہر کمزوری تھیں جو بظاہر تکلیف دہ تھیں مگر حقیقتاً وہ خدا کی رضا تک پہنچانے والی تھیں۔ دنیا کے سارے دروازوں کو تم نے ٹھکرا دیا۔ اور خدا کے در پر تم نے دھونی رمائی اور وہاں آکر بیٹھ گئے۔ کیسے ہو سکتا ہے کہ اس شخص کو اللہ تعالیٰ چھوڑ دے جس نے اسی کی خاطر دنیا کو چھوڑا تھا اور دنیا کے تمام دروازوں کو ٹھکرا دیا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تم نے میرے در کو باقی تمام دروں پر ترجیح دی اور میرے ہو کر میرے دروازے پر بیٹھ گئے۔ اب میری طرف سے تمہارے لئے ایک مہمانی کا سامان پیدا کیا جا رہا ہے نُزُلًا مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِيْمٍ اور اس مہمانی کا سامان پیدا کرتے ہوئے تمہاری خطاؤں اور غفلتوں پر اپنی مغفرت کی چادر ڈال دوں گا۔

پس یہ خیال نہ کرنا کہ خدا معلوم ہماری ان کوتاہیوں اور غفلتوں اور سرکشیوں کو معاف بھی کیا جاتا ہے یا نہیں۔ کیونکہ جب تم میرے ہو گئے تو پچھلے سارے گناہوں اور غفلتوں اور سستیوں پر میری مغفرت کی چادر ڈال دی گئی اور تمہیں معاف کر دیا گیا۔ اور چونکہ تم نے بار بار کوشش کی کہ تم میری راہ کو نہ چھوڑو۔ اور میرے در سے علیحدہ نہ ہو۔ شیطان نے تم پر بار بار حملہ کیا کہ تمہیں گمراہ کر دے۔ اور تم نے بار بار اس کا مقابلہ کیا۔ اور تم میری خاطر شیطان سے ساری عمر جنگ کرتے رہے۔ تو اب میں بھی بطور مہمان خدا کے اپنا فضل تم پر بار بار کرتا چلا جاؤں گا۔ اور میری یہ مہمانی کبھی ختم نہیں ہو گی۔

یہ وہ مقام ہے

جو نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ نے اللہ تعالیٰ کے فضل اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے فیوض کے طفیل حاصل کیا۔ اور یہ وہ مقام ہے جو امت محمدیہ میں ہزاروں لاکھوں انسان گذشتہ چودہ سو سال میں حاصل کرتے رہے۔ اور یہ وہ مقام ہے کہ جب مسلمان اپنے خدا کو اور اپنے رسول کو اور اپنے قرآن کو بھول گئے۔ اور انہوں نے قرآن کو مہجور کے طور پر بنا دیا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دنیا میں مبعوث فرمایا اور ان رحمتوں اور ان فیوض کے دروازے از سر نو کھول دئیے۔ جن فیوض اور رحمتوں کو ہمارے پیارے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم دنیا کی طرف لے کر آئے تھے۔ اور اللہ تعالیٰ نے آپ سے بھی یہی وعدہ کیا۔ کہ جو لوگ تیری آواز پر لبیک کہتے ہوئے اسلام کو سیکھنے اور

قرآن کریم کا عرفان حاصل کرنے کی کوشش

کریں گے اور پھر اپنی زندگیوں کو اس کے مطابق ڈھالیں گے تو ان سے بھی اسی کے مطابق سلوک کیا جائے گا۔ جیسا کہ صحابہؓ سے سلوک کیا گیا تھا کیونکہ وہ بھی وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ کی تصویر تھے۔ سو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ان لوگوں نے جو تمنا کی۔ اور ان کا جو ارادہ اور خواہش تھی۔ وہ دَعَآ اِلَى اللّٰهِ کی ہی خواہش تھی (مَا تَدَّعُوْنَ) وہ خدا کی طرف بلانے والے تھے۔ اور توحید کو قائم کرنے والے تھے۔ اور (مَا تَشْتَهِيْٓ اَنْفُسُكُمْ) وَعَمِلَ صَالِحًا ان کے نفس میں جو خواہش پیدا ہوتی تھی وہ یہی تھی کہ ایسے عمل کریں جو خدا تعالیٰ کی ہدایت کے مطابق ہو۔ اور جس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کی رضا انہیں حاصل ہو جائے۔ اور ان کا مقام یہ تھا۔ کہ ہم نے اپنی گردنیں بغیر کسی ہچکچاہٹ کے اور بغیر کسی ریزرویشن (Reservation) کے اللہ تعالیٰ کے سامنے جھکا دی ہیں۔ جس طرح وہ چاہے ہم سے سلوک کرے ہم نے اپنے مقام عبودیت کا عرفان حاصل کر لیا ہے۔ اب ہمارا کوئی مطالبہ نہیں۔ ہم خدا کے تھے اور آج ہم علی وجہ البصیرت کہتے ہیں۔ کہ ہم خدا کے ہی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

انعام کریں گے کہ نُنَزِّلُ عَلَيْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ آسمان سے ان پر وحی نازل ہوا کرے گی۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں

"خدا تعالیٰ نے اس گروہ کو اپنا جلال ظاہر کرنے کے لئے اور اپنی قدرت دکھانے کے لئے پیدا کرنا اور پھر ترقی دینا چاہا ہے۔ تا دنیا میں محبت الٰہی اور توبہ نصوح اور پاکیزگی اور حقیقی نیکی اور امن اور صلاحیت اور بنی نوع کی ہمدردی کو پھیلاوے سو یہ گروہ اس کا ایک خالص گروہ ہوگا۔ اور وہ انہیں آپ اپنی روح سے قوت دے گا۔ اور انہیں گندی زیست سے صاف کرے گا۔ اور ان کی زندگی میں ایک پاک تبدیلی بخشے گا۔ وہ جیسا کہ اس نے اپنی پاک پیشگوئیوں میں وعدہ فرمایا ہے۔ اس گروہ کو بہت بڑھائے گا۔ اور ہزارہا صادقین کو اس میں داخل کرے گا۔ وہ خود اس کی آبپاشی کرے گا اور اس کو نشوونما دے گا۔ یہاں تک کہ ان کی کثرت اور برکت نظروں میں عجیب ہو جائے گی اور وہ اس چراغ کی طرح جو اونچی جگہ رکھا جاتا ہے دنیا کی چاروں طرف اپنی روشنی کو پھیلائیں گے۔ اور اسلامی برکات کے لئے بطور نمونہ کے ٹھہریں گے وہ اس سلسلہ کے کامل متبعین کو ہر ایک قسم کی برکت میں دوسرے سلسلہ والوں پر غلبہ دے گا۔ اور ہمیشہ قیامت تک ان میں سے ایسے لوگ پیدا ہوتے رہیں گے۔ جن کو قبولیت اور نصرت دی جائے گی۔"

(تبلیغ رسالت جلد اول صفحہ ۱۵۴، ۱۵۵)

پس آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں بھی جو میں نے ابھی تلاوت کی ہیں، اور ان کے علاوہ دوسری جگہ بھی یہ وعدہ فرمایا ہے کہ آپ کی قوت قدسیہ کے نتیجہ میں

قیامت تک ایسے لوگ پیدا ہوتے رہیں گے

کہ جو اپنے مقام عبودیت اور مقام نیستی کو پہچانتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی رضا کو اور اس کے قرب کو حاصل کریں گے۔ اور اللہ تعالیٰ کے فرشتے ان پر نازل ہوتے رہیں گے۔ دنیا کا ہر خوف ان کے دلوں سے مٹا دیا جائے گا۔ اور دنیا کا کوئی حزن ان کے قریب بھی نہیں پھٹکے گا۔ اور یہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئیوں کے مطابق جماعت احمدیہ میں بھی صحابہ کرام کی مانند اور صحابہ سے ملنے والے لوگ کثرت سے پیدا ہوتے جائیں گے۔ جن پر آسمانی فرشتوں کا نزول ہوگا۔ اور وہ اللہ تعالیٰ سے ہر آن اور ہر دم بشارتیں حاصل کرنے والے ہوں گے یہ مقام جب کسی قوم کو حاصل ہوتا ہے تو بہت سے فتنے بھی اس کے سامنے آتے ہیں۔ اور بہت سے خطرات بھی اسے پیش آتے ہیں۔ اور ان کی طرف ہی میں خاص طور پر اپنے دوستوں اور بھائیوں کو متوجہ کرنا چاہتا ہوں۔

پہلا فتنہ

تو ایسے موقعہ پر یہ پیش آتا ہے کہ جب دنیا دیکھتی ہے کہ ایک شخص اکیلا کھڑا ہوا اور اس نے ایک بہت بڑا دعوے کیا۔ ساری دنیا نے پہلے تو اس کی مخالفت کی۔ اور پھر ایک وقت میں مجبور ہوئی کہ وہ اس کے ساتھ شامل ہو جائے۔ تو ایسے وقتوں میں بہت سے جھوٹے مدعیان نبوت بھی کھڑے ہو جاتے ہیں چنانچہ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے دعوے سے قبل نظر آئے گا کہ کوئی جھوٹا مدعی نبوت عرب میں پیدا نہیں ہوا تھا لیکن جب عرب والوں نے دیکھا کہ ایک شخص اکیلا کھڑا ہوا تھا۔ اور اس نے خدا تعالیٰ کے نام پر ایک آواز کو بلند کیا۔ دنیا نے اس کی مخالفت کی لیکن دنیا کی مخالفت کے باوجود وہ کامیاب ہو گیا۔ تو ان کے دل میں یہ وسوسہ پیدا ہوا کہ خدا تعالیٰ کے نام پر آواز کو بلند کرنے کے نتیجہ میں خواہ وہ جھوٹی آواز ہی کیوں نہ ہو۔ انسان کامیاب ہو جایا کرتا ہے چنانچہ آپ کے بعد بہت سارے مدعیان نبوت پیدا ہو گئے۔ اور ایک وقت میں خصوصاً حضرت خلیفہ اول ابوبکر رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں مدعیان نبوت کا ایک عظیم فتنہ بپا ہوا مگر آپ نے خدا تعالیٰ کے فضل سے کچلا۔ اور اگر آپ لوگ حضرت ابوبکر کے زمانہ خلافت کی تاریخ تفصیل سے دیکھیں آپ کے دل میں بڑی محبت کے جذبات پیدا ہوں گے۔ آپ کو وہ مقام حاصل تھا۔ جو ان آیات میں بیان کیا گیا ہے۔

تاریخ سے معلوم ہوتا ہے

کہ آپ کو کوئی خوف نہیں تھا کوئی حزن نہیں تھا۔ خدا تعالیٰ کے شیر کی مانند آپ ان فتنوں کے مقابلہ میں کھڑے ہوتے ان کا مقابلہ کیا۔ ذرا بھی کمزوری نہیں دکھائی۔ مثلاً نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے جو لشکر باہر بھجوایا تھا بڑے بڑے صحابہ نے بھی اسے واپس بلانے کا مشورہ دیا تھا لیکن آپ نے کہا یہ نہیں ہو سکتا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک لشکر کو باہر بھجوایا ہو۔ اور آپ کا خلیفہ ابوبکر اسے واپس بلا لے۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جب خدا تعالیٰ نے یہ کہا کہ امتی اور ظلی نبی کی حیثیت میں ہم تجھے مبعوث فرماتے ہیں کیونکہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ظل ہونے کی حیثیت میں جو مقام آپ نے حاصل کیا ہے۔ وہ ظلیت میں پہلے انبیاء سے بھی بڑھ کر ہے۔ کیونکہ پہلے انبیاء آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے کامل ظل نہیں تھے۔ تو اس کے بعد دیکھ لیں بہت سارے مدعیان نبوت پیدا ہو گئے کچھ جماعت میں بھی پیدا ہو گئے اور مدعیان نبوت کا پیدا ہونا ایک بہت بڑا فتنہ ہے۔ بعض بدبخت اور بدقسمت انسان اس وقت ٹھوکر بھی کھا جاتے ہیں۔ ہماری جماعت کے بھی دو چار یا پانچ دس ایسے لوگ ہیں جنہوں نے ٹھوکر کھائی بہر حال

ایک تو یہ ابتلا آتا ہے

کہ بہت سے مدعیان نبوت پیدا ہو جاتے ہیں۔ اور بعض کمزور ایمان والوں کی ٹھوکر کا موجب بنتے ہیں۔ اس لئے چوکنا رہنے کی ضرورت ہے۔ اور اسی طرح دفاع کرنے کی ضرورت ہے۔ جس طرح حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کیا۔ یعنی اپنے زمانہ کے حالات کے مطابق بہترین تدبیر اختیار کی۔ تدبیریں بدل جاتی ہیں لیکن ان کی روح نہیں بدلا کرتی۔ اسی اخلاص کے ساتھ اسی درد کے ساتھ اسی جوش کے ساتھ مقابلہ کرنے کی ضرورت ہے جس اخلاص درد اور جوش کے ساتھ حضرت ابوبکر نے اس فتنہ کا مقابلہ کیا۔ یہ زمانہ تلوار کا نہیں۔ ہمارے سارے مقابلے قلم سے ہیں۔ ہمارے سارے مقابلے تحریر سے ہیں۔ ہمارے سارے مقابلے دلائل اور براہین سے ہیں۔ اور دراصل تو ہمارے سارے مقابلے عاجزانہ دعاؤں کے ساتھ ہیں۔ یہ حربے ہیں جو خدا نے ہمیں دیئے ہیں۔ چوکنا رہ کر اور بیدار رہ کر اس قسم کے فتنوں کا جماعت کو مقابلہ کرنا چاہیئے۔ جب بھی ضرورت پیش آئے اور جہاں بھی ضرورت پیش آئے۔

دوسرا خطرہ

جو ابھی الٰہی جماعت کو پیش آتا ہے وہ یہ ہے کہ

إِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا

کی کیفیت پیدا ہو جانے کے بعد بھی پاؤں پھسلنے کا امکان باقی رہتا ہے۔ کیونکہ شیطان اپنے تمام وساوس کے ساتھ ایسے شخص پر حملہ آور ہوتا ہے۔ اور چاہتا ہے کہ وہ اپنے مقام سے پھسل جائے۔ شیطان نے تو خدا تعالیٰ سے یہی کہا تھا کہ جو تیرے قریب آئے گا اس کو بہکانے کی اجازت دے۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ٹھیک ہے تو اپنا زور لگا لے لیکن جو حقیقتاً میرے ہیں وہ تیرے کبھی نہیں ہوں گے۔ تیرے وہی ہوں گے جو حقیقتاً میرے نہیں بنے۔ ایک وقت تک انہوں نے میرا قرب حاصل کیا۔ لیکن وہ میرے کامل بندے نہیں بن سکے۔ جیسے کہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ الَّذِيْٓ اٰتَيْنٰهُ اٰيٰتِنَا فَانْسَلَخَ مِنْهَا فَاَتْبَعَهُ الشَّيْطٰنُ فَكَانَ مِنَ الْغٰوِيْنَ۔ وَلَوْ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

شئنا لرفعنٰہ بھا ولٰکنہ اخلد الی الارض واتبع ھواہ
(اعراف ع ۲۲)

یعنی سننے والوں کو اس شخص کے حالات بھی پڑھ کر سناؤ۔ جس کو ہم نے اپنے نشانات کا ایک خلعت عطا کیا تھا۔ اس نے ہماری راہ میں مجاہدہ کیا اور ہم نے اپنے وعدہ کے مطابق اس مجاہدہ کا اسے انعام دیا۔ اور ہم نے اس پر فرشتوں کا نزول کرنا شروع کر دیا۔ گو اللہ تعالیٰ علام الغیوب ہے۔ اور وہ دلوں کو جانتا ہے۔ لیکن چونکہ لوگوں کو غلطی لگنے کا امکان تھا۔ چونکہ لوگوں کے سمجھنے کا امکان تھا۔ اس لئے جب ظاہر بین نگاہ نے اس کو ربنا اللہ کہتے اور اپنے دعوے پر استقامت سے قائم ہوتے ہوئے دیکھا۔ اور خدا تعالیٰ کی راہ میں بظاہر قربانیاں کرتے ہوئے دیکھا تو اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے کہا۔ چلو۔ اس سے باتیں کرو۔ لیکن چونکہ حقیقی عبودیت اور نیکی ایسے شخص کے دل میں پیدا نہیں ہوئی تھی اس لئے فانسلخ منھا۔ خدا تعالیٰ نے جو خلعت اس کو پہنایا تھا اس نے اس کی بجائے اور کپڑے پہننے چاہے تو اللہ تعالیٰ نے بھی اس سے اپنے انعام کو واپس لے لیا۔

انسلخ کے اصل معنے

یہ ہیں۔ کہ انسلخ من ثیابہ۔ یعنی تجرد۔ اس نے کپڑا اتار دیا۔ اور ننگا ہو گیا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ فانسلخ منھا یعنی ہم نے اپنی آیات اور نشانات اور الہام اور کشوف اور رؤیا کے ذریعہ ایک خلعت اس کو عطا کیا تھا۔ مگر اس نے اللہ تعالیٰ کے دئے ہوئے لباس التقویٰ کو اتار کر لباس نفس۔ لباس فخر اور لباس تکبر پہننا چاہا۔ تو چونکہ لباس التقویٰ کے ہوتے ہوئے دوسرے لباس نہیں پہنے جا سکتے۔ اس لئے اس نے خدا تعالیٰ کے عطا کردہ خلعت کو اتار دیا اور تکبر کا جو چولہ تھا وہ پہن لیا۔ نخوت کا چولہ اس نے اپنے اوپر ڈال لیا۔ جب اس کے دل کی یہ حالت ہوئی تب شیطان کو پتہ لگا کہ یہ تو نیک بندہ نہیں ہے۔ پہلے تو ڈر کے مارے شیطان اس کے پاس نہیں جاتا تھا۔ لیکن جب شیطان نے اس کی انسلخ منھا کی کیفیت دیکھی تو اس نے کہا اوہو غلطی ہو گئی۔ اس کو پہلے ہی شکار کر لینا چاہئے تھا۔ تب شیطان نے کیا کیا؟ فاتبعہ الشیطٰن شیطان نے اس کا پیچھا کرنا شروع کر دیا۔ فکان من الغاوین اور اسے تباہی اور ہلاکت کے گڑھے میں جا پھینکا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ولو شئنا لرفعنٰہ بھا کہ اگر ہمیں یہ بات پسند ہوتی کہ ظاہری تقویٰ کافی ہے تو ہم ایسے لوگوں کا حقیقی روحانی رفع کر دیتے۔ لیکن ہمیں یہ بات پسند نہیں ہے۔ ہمیں تو حقیقی نیکی، حقیقی تقویٰ پسند ہے۔ اس لئے ہم ایسے لوگوں کا رفع نہیں کیا کرتے۔ ولٰکنہ اخلد الی الارض ایسے لوگ زمین کی طرف جھک جاتے ہیں اور نفسانی خواہشات کی پیروی کرتے ہیں۔ ایسے لوگوں کا جو نفسانی خواہشات کی پیروی کرنے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں۔ رفع روحانی نہیں ہوا کرتا۔

یہ ان لوگوں کی مثال ہے

جو ایک وقت تک ظاہری لحاظ سے نیکی اور تقویٰ کی راہوں پر چلتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ دوسروں کو ابتلاء سے بچانے کی خاطر ان کی ظاہری نیکیوں کو دیکھتے ہوئے بھی باوجود اس کے کہ وہ ان کے حالات کو جانتا ہے ان کے ساتھ ایک حد تک فرشتوں کے ذریعہ محبت اور پیار کا سلوک بھی ظاہر کرتا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے علم میں ہوتا ہے کہ ابدی تعلق اس شخص کا میرے ساتھ نہیں ہے اس لئے یہ میری ابدی رضا کا وارث نہیں ہو گا۔ چنانچہ اس علم الغیب پر حقیقی علم کے نتیجہ میں دنیا پھر یہ نظارہ دیکھتی ہے کہ اس شخص نے روحانی چوغے کو اتارا اور دنیوی خوبصورت لباس کو پسند کیا۔ تب وہ خدا تعالیٰ کے دروازہ سے دھتکارا گیا اور شیطان کی گود میں جا بیٹھا۔ پس یہ مقام خطرہ کا مقام ہے۔ خدا تعالیٰ کی ناراضگی اور اس کی لعنت اور اس کے قہر کا مورد ہو جانا کوئی ایسا انسان جس میں ذرہ بھر بھی عقل ہو۔ ایک لحظہ کے لئے بھی برداشت نہیں کر سکتا۔ ظاہری نمود اور نمائش کی خاطر حقیقی خوشیوں کو چھوڑ دینا انتہائی بدبختی ہے۔ ایسے لوگ جن سے اللہ تعالیٰ محبت کا اظہار کرے جب تک انجام بخیر نہ ہو جائے ہر وقت خوف سے لرزتے رہتے ہیں کہ ہماری کسی کوتاہی یا غفلت یا شامت اعمال کے نتیجہ میں کہیں اللہ تعالیٰ کا غضب ہم پر نازل نہ ہو۔ جیسا کہ میں آگے

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعض حوالے

آپ کو پڑھ کر سناؤں گا۔ کہ آپ نے کس رنگ میں ان چیزوں پر کتنی روشنی ڈالی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:-

"چنانچہ بلعم کو الہام ہوتے تھے مگر اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے کہ ولو شئنا لرفعنٰہ ثابت ہوتا ہے کہ اس کا رفع نہیں ہوا تھا۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے حضور میں وہ کوئی برگزیدہ اور پسندیدہ بندہ ابھی تک نہیں بنا تھا۔ یہاں تک کہ وہ گر گیا۔ ان الہامات وغیرہ سے انسان کچھ بن نہیں سکتا۔ انسان خدا کا بن نہیں سکتا جب تک کہ ہزاروں موتیں اس پر نہ آویں اور بیضۂ بشریت سے وہ نکل نہ آئے۔"

(الحکم ۔ ۱۰ اپریل ۱۹۰۲ء)

(بحوالہ ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلد ۳ ص ۲۷۴)

میں سمجھتا ہوں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اردو ادب میں ایک نئے محاورہ "بیضۂ بشریت سے نکل آنا" کا اضافہ کیا ہے۔ اور یہ بڑا ہی لطیف ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انسان کی بشریت کو ایک انڈے سے مشابہ قرار دیا ہے۔ اور فنا فی اللہ کے مقام کو وہ مقام بتایا ہے جب انڈے میں سے بچہ باہر نکل آتا ہے پھر اس خول کے ساتھ اس کا کوئی تعلق باقی نہیں رہتا۔ وہ اس میں واپس جا ہی نہیں سکتا۔ یعنی جب تک انسان کی روحانیت اس مقام تک نہ پہنچ جائے کہ اس کا گند اور گناہ کی طرف ارتداد اور واپس لوٹ جانا عملاً ناممکن ہو جائے اس وقت تک وہ حقیقی معنی میں خدا تعالیٰ کے نزدیک برگزیدہ نہیں بنتا تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ الہام، رؤیا اور کشوف کوئی چیز نہیں۔ ان پر فخر اور ناز نہیں کرنا چاہئے

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بتایا ہے

کہ الہام وغیرہ سے یہ پتہ نہیں لگتا کہ انسان واقعہ میں خدا تعالیٰ کی نگاہ میں ایسا ہی گیا ہے کہ اس کا انجام بخیر ہو۔ پس ایک متقی کے لئے ہر وقت مقام خوف ہے۔

سوال پیدا ہوتا ہے کہ پھر انسان کس طرح اس ابتلاء اور امتحان سے صحت اور کامیابی کے ساتھ نکل سکتا ہے۔ اس تعلق میں یہ یاد رکھنا چاہئے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں دو اصول ایسے بیان کئے ہیں۔ ایک یہ کہ اپنے آپ کو یا اپنے نفس کو کبھی بھی نیک نہ سمجھو۔ اور نہ نیک قرار دو

لَا تُزَكُّوا أَنفُسَكُمْ

اور دوسرے یہ کہ خواہ تم روحانیت میں کتنے ہی بلند مقام تک کیوں نہ پہنچ جاؤ۔ ہمیشہ یہ سمجھو۔ کہ روحانیت کی جو چادر ہمیں پہنائی گئی ہے۔ وہ محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہی پہنائی گئی ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کا فضل ایک لحظہ کے لئے بھی ہم سے جدا ہو جائے تو روحانیت کی یہ چادر بھی فوراً ہم سے جدا ہو جائے گی تو ہر چیز مستعار ہے۔ جب تک کہ انجام بخیر نہ ہو جائے اور انسان ابدی رحمتوں کے دروازہ میں داخل نہ ہو جائے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں

"کبھی یہ دعوے نہ کرو کہ میں پاک صاف ہوں۔ جیسے کہ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے ولا تزکوا انفسکم (پ ۲۷) کہ تم اپنے آپ کو مزکی مت کہو وہ خود جانتا ہے کہ تم میں سے متقی کون ہے جب انسان کے نفس کا تزکیہ ہو جاتا ہے تو خدا اس کا متولی اور متکفل ہو جاتا ہے اور جیسے ماں بچہ کو گود میں پرورش کرتی ہے اسی طرح وہ خدا کی گود میں پرورش پاتا ہے۔ اور یہی حالت ہے کہ خدا کا نور اس کے دل پر گر کر گناہ کی آلودگی کو جلا دیتا ہے اور انسان ایک تبدیلی اپنے اندر محسوس کرتا ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لیکن ایسی حالت میں بھی اُسے ہرگز مطمئن نہ ہونا چاہئیے کہ اب یہ طاقت مجھ میں مستقل طور پر پیدا ہو گئی ہے کیونکہ یہ بالکل ایسی ہی بات ہے جیسے دیوار پر دھوپ ہو تو اس کے یہ معنی ہرگز نہیں ہوتے کہ یہ ہمیشہ ایسی ہی روشن رہے گی۔ اسی پر لوگوں نے ایک مثال لکھی ہے کہ دیوار جب دھوپ سے روشن ہوئی تو اس نے آفتاب کو کہا کہ میں بھی تیری طرح روشن ہوں۔ آفتاب نے کہا کہ رات کو جب میں نہ ہوں گا تو پھر کہاں سے روشنی لے گی۔ اسی طرح انسان کو جو روشنی عطا ہوتی ہے وہ بھی مستقل نہیں ہوتی۔ بلکہ عارضی ہوتی ہے اور ہمیشہ اُسے اپنے ساتھ رکھنے کے لئے استغفار کی ضرورت ہے۔ انبیاء جو استغفار کرتے ہیں اس کی بھی یہی وجہ ہوتی ہے کہ وہ ان باتوں سے آگاہ ہوتے ہیں اور انہیں خطرہ لگا رہتا ہے کہ نور کی جو چادر انہیں عطا کی گئی ہے۔ ایسا نہ ہو کہ وہ چھین جائے . . . .

کوئی نبی جس قدر زیادہ استغفار کرنے والا ثابت ہو گا اُسی قدر اس کا درجہ بڑا اور بلند ہو گا۔ لیکن جس کو یہ حالت حاصل نہیں تو وہ خطرہ میں ہے اور ممکن ہے کہ کسی وقت اس سے وہ چادر حفاظت کی چھین لی جاوے۔ کیونکہ نبیوں کو بھی وہ مستعار طور پر ملتی ہے۔ اور وہ پھر استغفار کے ذریعہ سے دائمی طور پر رکھتے ہیں۔ بات یہ ہے کہ اصل انوار تو اللہ تعالیٰ کے پاس ہیں۔ اور نبی ہو یا کوئی اور سب خدا سے انہیں حاصل کرتے ہیں"

([illegible] صفحہ ۳۲)

اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:۔

"میرے نزدیک پاک ہونے کا بہترین طریق یہ ہے اور ممکن نہیں کہ اس سے بہتر کوئی اور طریق مل سکے کہ انسان کسی قسم کا تکبر اور فخر نہ کرے۔ نہ علمی، نہ خاندانی، نہ مالی۔ جب خدا تعالیٰ کسی کو آنکھ عطا کرتا ہے تو وہ دیکھ لیتا ہے کہ ہر ایک روشنی جو ان ظلمتوں سے نجات دے سکتی ہے وہ آسمان سے ہی آتی ہے۔ اور انسان ہر وقت آسمانی روشنی کا محتاج ہے۔ آنکھ بھی دیکھ نہیں سکتی جب تک سورج کی روشنی جو آسمان سے آتی ہے نہ آوے۔ اسی طرح باطنی روشنی جو ہر ایک قسم کی ظلمت کو دور کرتی ہے اور اس کی بجائے تقویٰ [illegible] اور طہارت کا نور پیدا کرتی ہے آسمان ہی سے آتی ہے۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ انسان کا تقویٰ، ایمان، عبادت، طہارت سب کچھ آسمان سے آتا ہے۔ اور یہ خدا تعالیٰ کے فضل پر موقوف ہے وہ چاہے تو اس کو قائم رکھے اور چاہے تو دور کر دے۔

پس سچی معرفت اسی کا نام ہے کہ انسان اپنے نفس کو مسلوب اور لاشئی محض سمجھے۔ اور آستانۂ الوہیت پر گر کر انکسار اور عجز کے ساتھ خدا تعالیٰ کے فضل کو طلب کرے اور اس نورِ معرفت کو مانگے جو جذبات نفس کو جلا دیتا ہے اور اندر ایک روشنی اور نیکیوں کے لئے ایک قوت اور حرارت پیدا کرتا ہے۔ پھر اگر اس کے فضل سے اس کو حصہ مل جاوے اور کسی وقت کسی قسم کا بسط اور شرح صدر حاصل ہو جاوے تو اس پر تکبر اور ناز نہ کرے۔ بلکہ اس کی فروتنی اور انکسار میں اور بھی ترقی ہو۔ . . .

میں یہ سب باتیں بار بار اس لئے کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے جو اس جماعت کو بنانا چاہا ہے تو اس سے یہی غرض رکھی ہے کہ وہ حقیقی معرفت جو دنیا میں گم ہو چکی ہے اور وہ حقیقی تقویٰ و طہارت جو اس زمانہ میں پائی نہیں جاتی اُسے دوبارہ قائم کرے"

(ملفوظات حضرت مسیح موعود جلد ۴ صفحہ [illegible])

قرآن کریم کی اس آیت میں

جس کو میں نے ابھی پڑھا ہے۔ جس استغفار اور اللہ تعالیٰ کی مدد پانے کا ذکر کیا گیا ہے اس سے بچنے کا طریق یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لئے انسان اپنے نفس اور اپنے نفس کی تمام خواہشات اور ارادوں پر ایک موت وارد کرے اور عاجزانہ دعاؤں کے ذریعہ اور استغفار کے ذریعہ اپنے رب سے قوت حاصل کرے۔ اور ہمیشہ یہ سوچتا رہے اور ہمیشہ اس بات پر قائم رہے کہ مجھے روحانی انوار میں سے جو بھی ملے وہ میری کسی ذاتی خوبی کے نتیجہ میں نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے فضل کے نتیجہ میں وہ مجھے ملا ہے اور دینے والے میں یہ طاقت بھی ہے کہ اگر میں اس کو ناراض کردوں تو وہ ان انوار کو مجھ سے چھین بھی لے۔ تو اللہ تعالیٰ کی پناہ میں اور استغفار کے ذریعہ ہمیں اپنی زندگیوں کے دن گزارنے چاہئیں کیونکہ جو ان حدود کو پھلانگتا ہے وہ اپنے لئے بڑے خطرات مول لیتا ہے۔ پھر

ایک اور خوف اور تشویش

اس جماعت کو رہتا ہے وہ یہ کہ وہ سوچتے ہیں کہ ہم تو اپنی زندگیاں مقام رفعت اور مقام عبودیت پر قائم رہتے ہوئے گزار رہے تھے محض خدا تعالیٰ کے فضل اور احسان کے ساتھ۔ لیکن کہیں ایسا نہ ہو کہ بعد میں آنے والی نسلیں یا بعد میں شامل ہونے والے خدا تعالیٰ کی ان عظیم روحانی نعمتوں کا عرفان نہ رکھنے کی وجہ سے ان سے محروم ہو جائیں۔ پس اس خیال سے بھی وہ پریشان رہتے ہیں اور اس کوشش میں رہتے ہیں کہ خدا کے فضل سے انہوں نے جو حاصل کیا ہے خدا کرے کہ ان کی نسلیں بھی اس کی وارث ہوں۔

جماعت کو اس مقام کو قائم رکھنے کے لئے انتہائی جدوجہد کی ضرورت ہے اور جماعت احمدیہ کو کبھی بھی اس سے غافل نہیں ہونا چاہئیے۔ اس کے لئے علاوہ اور باتوں کے

دو اصولی باتیں بہت ضروری ہیں

اوّل یہ کہ اپنی نسلوں کو اور بعد میں شامل ہونے والوں کو ہمیشہ اس طرف متوجہ کرتے رہنا چاہئیے کہ تمام برکات اور تمام خوبیاں اور تمام رحمتیں اور ہر قسم کی خیر کو صرف قرآن کریم سے ہی حاصل کیا جا سکتا ہے۔ نئے آنے والوں اور نئے پیدا ہونے والوں کے دلوں میں قرآن کریم کے لئے انتہائی محبت کا پیدا کرنا ہمارے لئے ضروری ہے۔ اگر خدا نخواستہ ہم ایسا نہ کر سکے تو پھر کچھ اور قومیں خدا تعالیٰ کھڑی کرے گا۔ جو اسلام اور احمدیت کے جھنڈے کو بلند کرنے والی ہوں گی۔ اور ہماری وہ نسلیں جن کے متعلق ہم یہ خواہش رکھتے ہیں کہ روحانی لحاظ سے بھی ان کو ورثہ میں ملیں بجائے روحانی ورثہ کے محروم کر دی جائیں گی۔ اس لئے میں جماعت کو بار بار اس طرف متوجہ کرتا ہوں کہ قرآن کریم خود بھی سیکھو اور قرآن کریم دوسروں کو بھی سکھاؤ۔ اور اپنے بچوں کے سینوں کو قرآن کریم کے نور سے منور کرنے کی ہمیشہ کوشش کرتے رہو۔ اور دوسری چیز اس کے لئے عاجزانہ دعائیں ہیں کیونکہ ہماری تمام تدبیریں اور ہماری تمام کوششیں اور ہماری ہر قسم کی جدوجہد بے سود اور بے فائدہ ہے اگر اللہ تعالیٰ کا فضل اس کے ساتھ شامل نہ ہو اور اللہ تعالیٰ کے فضل کو عاجزانہ دعائیں ہی جذب کرتی اور کھینچتی ہیں پس عاجزانہ دعاؤں کے ساتھ

قرآن کریم کے علوم کو اپنی نسلوں کے دلوں میں قائم کرو

اور خدا تعالیٰ سے دعائیں کرتے ہوئے قرآن کریم کی تلاوت کچھ اس طرح ان کے گرد ہالے کی شکل میں قائم کردو کہ خدا کے فرشتوں کو جس طرح آپ قرآنی انوار میں لپٹے ہوئے نظر آتے ہیں محض خدا کے فضل سے اسی طرح خدا تعالیٰ کے فرشتے آپ کی نسلوں کو اور نئے آنے والے آپ کے بھائیوں کو انوار قرآنی میں لپٹے ہوئے پائیں۔ اور خدا کے حضور جا کے یہ عرض کریں کہ اے خدا تیرے وہ بندے جو پہلے آئے تھے انہوں نے بھی تیرے فضل سے ایک نورانی مقام حاصل کیا اور تیری محبت کی وجہ سے کوشش کرنے کی خاطر قرآن کریم کو پہچاننے کی وجہ سے انہوں نے قرآن کریم کے انوار کو نئے آنے والوں میں بھی قائم کیا ہے اور ان کی نئی نسلیں بھی ان انوار سے محروم نہیں۔ نئے آنے والوں پر بھی وہ رحمتیں اور فضل اور برکتیں نازل کر جو تو پہلوں پر کر رہا ہے۔

اب دیر ہو گئی ہے میں مختصراً

دو اور خطروں کے متعلق

کچھ بتاؤں گا۔ اور وہ یہ ہیں کہ جب ایسی الٰہی جماعت دنیا میں قائم ہوتی ہے خدا تعالیٰ کے انبیاء کی قوت قدسیہ کے نتیجہ میں۔ تو بعض لوگ اس جماعت میں ایسے بھی پیدا ہو جاتے ہیں جو [illegible] کے ذریعہ آمد پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں کیونکہ ہم دعاؤں پر زور دے رہے ہیں۔ اور جماعت سے کہہ رہے ہیں کہ دعائیں کرو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دعائیں کرو۔ دعائیں کرو تم کچھ چیز نہیں ہو، خدا سے مانگو، خدا سے مانگو، تو چونکہ شیطان کا کام ہے فتنہ پیدا کرنا وہ دعاؤں کی اس فضا میں بھی فساد پیدا کرنے کی کوشش کرتا ہے اور اس وسواس کے وسوسہ کے نتیجہ میں ایسے دعاگو پیدا ہو جاتے ہیں۔ جو دعاؤں کے ذریعہ آمد پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ دعاگو پارٹیاں بن جاتی ہیں۔ جو جماعتی اتحاد میں رخنہ پیدا کرنے کی کوشش کرتی ہیں۔ یاد رکھنا چاہیئے کہ

دعاؤں کو حصولِ زر کا ذریعہ بنانا تو ایک لعنت ہے

یہ کوئی خوبی تو نہیں۔ دعا کا مزہ تو یہ ہے کہ غیر اللہ سے انسان آزاد ہو گیا۔ اور صرف خدا پر توکل کرنے لگا۔ خدا تعالیٰ ہی اس کا رازق اور وارث ہوا اور اسی کا متکفل بنا۔ اس کا دوست ہوا اور اس کو دینے والا ہوا تو دعا کا نام ہے کہ دعا گو بن کر اور اس دعوے کے بعد کہ سب حاجتیں حاجت روا کے سامنے ہی پیش کرتی ہیں۔ چند دوں کے سامنے ہاتھ پھیلانا اور فانیوں کے حضور بھی دامن کا دراز کرنا اس سے بڑھی لعنت اور کیا ہو سکتی ہے۔ اسی لئے ۱۹۳۶ء میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے جماعت کو بڑی سختی کے ساتھ اس بات کی طرف متوجہ کیا تھا آپ نے فرمایا کہ

"مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ہماری جماعت میں بعض خواب بینوں نے اپنی خوابوں اور دعاؤں کو آمد کا ذریعہ بنایا ہوا ہے۔ اور وہ اپنی بھائیوں سے لوگوں سے سوال بھی کرتے رہتے ہیں۔ جس شخص کو اللہ تعالیٰ بندوں سے مانگنے پر مقرر کر دیتا ہے وہ تو ایک عذاب ہے۔ ایسے شخص کی خوابیں بھی یقیناً ابتلاء کے ماتحت ہو سکتی ہیں۔ انعام کے طور پر نہیں"
(الفضل مجریہ ۲ دسمبر ۱۹۳۶ء صفحہ ۔)

پس

جماعت کو ایسے "دعاگو" سے بچتے رہنا چاہیئے

اور اس قسم کے فتنہ کو شروع ہی میں دبا دینا چاہیئے۔ یہ بھی یاد رکھیں کہ الٰہی جماعتوں میں ہی ایسے لوگ پیدا ہوتے اور پیدا ہو سکتے ہیں۔ کیونکہ جو لوگ خدا کو بھول گئے، دعا کو بھول گئے ان کو دعا کا کچھ پتہ ہی نہیں۔ ان میں ایسے لوگ نہیں پیدا ہو سکتے وہ تو مذاق کریں گے اور کہیں گے دوڑ جاؤ یہاں سے تم یہاں کیا کرنے آئے ہو لیکن جو جماعت دعا پر زور دینے والی، دعاؤں کے نتائج کو اپنی آنکھوں سے دیکھنے والی ہو۔ اس کے بعض لوگ کمزوری کے نتیجہ میں ایسی حرکت بھی کر سکتے ہیں۔ اور جماعت کے بعض کمزور لوگ ان سے متاثر بھی ہو سکتے ہیں۔

بہر حال۔ دعا اور سچی خوابیں دنیا کمانے کے لئے نہیں۔ بڑا ہی خوش قسمت ہو گا وہ انسان جو اس دنیا سے اس حالت میں رحلت کرے کہ خدا تعالیٰ اسے کہے میں نے تجھے دنیا میں دنیوی اور روحانی ابتلاؤں اور امتحانوں میں ڈالا لیکن تو ہر امتحان میں کامیاب رہا۔ اب تو مستحق ہے کہ میری ابدی رضا کو حاصل کرے۔

ایک اور خطرہ جو الٰہی جماعتوں کو پیش آتا ہے

یہ ہے کہ بعض دفعہ بعض لوگ اپنی خوابوں اور کشوف و رؤیا کے نتیجہ میں چھوٹی چھوٹی گدیاں بنانے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس قسم کے فتنے سے بھی بچتے رہنا چاہیئے اور ذرا بھی کوئی ایسی چیز نظر آئے تو اُسے دبا دینا چاہیئے۔ جس جماعت میں خلافت راشدہ قائم ہو۔ اس جماعت کے کسی فرد کو کسی دوسرے سے ڈرنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی یہ ڈھارس دی ہے کہ امام ایک ڈھال ہوتا ہے اور اس کے پیچھے سے لڑا جاتا ہے۔ جو تیر پڑے گا۔ وہ امام کے سینے پر پڑے گا۔ پھر آپ کس چیز سے گھبراتے ہیں آپ بے خوف ہو جائیں اور بے خوف ہو کر دینی کام کریں۔ اور پھر بے خوف ہو کر ان فتنوں کو چاہے وہ چھوٹے نظر آئیں یا بڑے کچلنے کی کوشش کیا کریں اور یاد رکھیں کہ خلافت حقہ میں اس قسم کی کسی گدی کی اسلام نے اجازت دی ہے اور نہ اُسے تسلیم کیا ہے۔ ۱۹۵۶ء میں اس قسم کا ایک فتنہ جماعت میں پیدا ہوا تھا۔ اس کا ذکر کرتے ہوئے

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

"ان کے اندر خود پسندی اور خود ستائی تھی۔ اور اپنی ولایت جتلاتے پھرتے تھے۔ لوگوں سے کہتے تھے ہم سے دعائیں کراؤ۔ حالانکہ خلافت کی موجودگی میں اس قسم کی گدیوں والی ولایت کے کوئی معنے ہی نہیں .... خلفاء کے زمانہ میں اس قسم کے ولی نہیں ہوتے۔ نہ حضرت ابوبکرؓ کے زمانہ میں کوئی ایسا ولی ہوا نہ حضرت عمرؓ یا حضرت عثمانؓ یا حضرت علیؓ کے زمانہ میں۔ ہاں جب خلافت نہ رہی تو اللہ تعالیٰ نے ولی کھڑے کئے کہ جو لوگ ان کے جھنڈے تلے جمع ہو سکیں انہیں کر لیں۔ تا قوم بالکل تتر بتر نہ ہو جائے۔ لیکن جب خلافت قائم ہو اُس وقت اس کی ضرورت نہیں ہوتی۔"
(الفضل ۱۷ جون ۱۹۵۶ء صفحہ ۔)

پس خلافت کی موجودگی میں ایسی ولایت کا وسوسہ دراصل کبر اور ریا ہے۔ اور شیطانی وسوسہ ہے۔ جہاں بھی پیدا ہو اسے کچل دینا چاہیئے۔

آخر میں میں

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک اقتباس

پڑھ کر سنانا چاہتا ہوں۔ آپ فرماتے ہیں کہ

"اصل یہ ہے کہ ولی اللہ بننا ہی مشکل ہے بلکہ اس مقام کا سمجھنا ہی دشوار ہوتا ہے کہ کس حالت میں کہا جاوے گا کہ وہ خدا کا ولی ہے۔ انسان انسان کے ساتھ ظاہر داری میں خوشامد کر سکتا ہے اور اسے خوش کر سکتا ہے۔ خواہ دل میں ان باتوں کا کچھ بھی اثر نہ ہو۔ ایک شخص کو بظاہر خواہ کہہ سکتے ہیں۔ مگر حقیقت میں معلوم نہیں ہوتا کہ وہ بظاہر خواہ ہے یا کیا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ تو خوب جانتا ہے کہ اس کی اطاعت و محبت کس رنگ سے ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کے ساتھ فریب اور دغا نہیں ہو سکتا۔ کوئی اس کو دھوکا نہیں دے سکتا۔ جب تک سچے اخلاص اور پوری وفاداری کے ساتھ یک رنگ ہو کر خدا تعالیٰ کا نہ ہو جاوے کچھ فائدہ نہیں۔"
(ملفوظات جلد ششم صفحہ ۲۲۶)

خلاصہ میری اس تقریر کا یہ ہے

کہ اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ وعدہ فرمایا تھا کہ میں تیرے ذریعہ سے تیرے فیوض کو جاری کروں گا اور اس قوت قدسیہ کے اثر کے نتیجہ میں جو میں نے تجھے عطا کی ہے ایک ایسی جماعت پیدا کروں گا جو میرے قرب اور میری رضا کو حاصل کریں گے میں ان سے خوش ہوں گا اور وہ مجھ سے راضی ہوں گے۔ اور اللہ تعالیٰ نے عملاً ایسی جماعت پیدا کی۔ ہم ان کے روحانی رازوں سے بھی واقف نہیں۔ کیونکہ وہ راز ان کے اور ان کے رب کے درمیان تھے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں سے جو سلوک کیا وہ ہمیں بتاتا ہے کہ واقعتاً وہ اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں اس کے پیارے اور محبوب تھے۔ اور یہ وہ لوگ تھے جو ڈر ڈر کر اپنی زندگیاں گزارا کرتے تھے۔ کیونکہ وہ یہ جانتے تھے کہ ہمیں روحانی رفعت میں سے جو حصہ بھی ملا ہے۔ وہ ہماری کسی خوبی کے نتیجہ میں نہیں محض اللہ تعالیٰ کے فضل کے طور پر ہے اور ایک رنگ میں بطور مستعار کے ہے۔ اور دینے والا جب تک چاہے دیتا ہے اور جب چاہے ہم سے واپس لے لے۔ پس ہر آن اور ہر لحظہ وہ خدا تعالیٰ کے حضور جھکتے رہتے اور اپنی مغفرت چاہتے رہتے اور اس سے عاجزانہ دعائیں کرتے رہتے کہ اے خدا ایک دفعہ اپنے قرب اور رضا کی روشنی عطا کرنے کے بعد شیطانی اندھیروں میں ہمیں دھکیل نہ دینا۔ اور بہت سے تھے جن کی ان دعاؤں کو اللہ تعالیٰ نے قبول کیا اور ان کا انجام بخیر ہوا پھر امت محمدیہ میں یہ سلسلہ جاری رہا۔ پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے صحابہؓ جیسی ایک جماعت پیدا کی۔ اور جیسا کہ اس نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے وعدہ فرمایا تھا۔ آپ کے گرد ایسے لوگ اکٹھے ہو گئے۔ جنہوں نے واقعتاً اور حقیقی معنی میں اپنے پر فنا طاری کی اور اپنا سب کچھ خدا تعالیٰ کی راہ میں قربان کر دیا۔ اور صحابہؓ کی طرح ان کا بھی یہی حال تھا کہ وہ اپنے رب سے خوش تھے اور ان کا رب ان سے راضی تھا۔ مگر جیسا کہ میں نے بتایا ہے الٰہی جماعتوں کے لئے بعض

Digitized by Khilafat Library Rabwah

فتنے اور امتحان بھی پیدا کئے جاتے ہیں۔ اور مومن کا یہ کام ہے کہ وہ اپنے مقام فنا ہستی اور لاشئ محض اور محض مسلوب ہونے کی حقیقت کو ہمیشہ یاد رکھے۔ اور بھولے نہیں۔ اور جب کبھی بھی اس قسم کے فتنے پیدا ہوں اور

جہاں بھی اس قسم کے فتنے پیدا ہوں

وہاں دلیری کے ساتھ ان فتنوں کو ان طریقوں پر کچلیں جو اسلام نے اور قرآن کریم نے ہمیں بتائے ہیں اور ڈرتے نہیں کیونکہ خدا تعالیٰ نے انہیں ایسی ڈھال عطا فرمائی ہے جو ان کی حفاظت کرنے والی ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں یہ توفیق عطا کرے کہ ہم ہمیشہ اس کی رحمت کے سایہ میں زندگی گذارنے والے ہوں۔ اور خدا تعالیٰ محض اپنے فضل سے ایسے سامان پیدا کر دے کہ ہم جو انتہائی طور پر کمزور ہیں، ہم جو انتہائی طور پر گنہگار ہیں، ہم جو انتہائی طور پر بے طاقت ہیں، ہم جو انتہائی طور پر لاعلم ہیں، وہ اپنی قوتوں اور طاقتوں اور علم اور نور سے ہماری مدد کرتا رہے اور ہمیں اس مقصد میں کامیاب کرے۔ جس مقصد کے لئے اس نے ہمیں انفرادی طور پر اور جس مقصد کے لئے اس نے جماعت کو بحیثیت جماعت پیدا کیا ہے۔ اور قائم کیا ہے اور کھڑا کیا ہے۔ کہ اس کے فضلوں اور رحمتوں کے بغیر ہم میں اپنی کوئی طاقت نہیں ہے۔

اب انصار اللہ کا میں عہد دہراؤں گا۔ آپ میرے ساتھ شامل ہوں۔ اور پھر دعا ہو گی۔

میری دعا ہے

کہ جہاں بھی آپ ہوں، جہاں بھی آپ رہیں، حضر میں بھی اور سفر میں بھی، اللہ تعالیٰ کے فرشتے آپ کے ساتھ ہوں اور خدا تعالیٰ کے ملائکہ آپ کا ہاتھ کبھی نہ چھوڑیں۔ وہ آپ کے دلوں کی ڈھارس، آپ کے خوفوں کو دور کرنے والے، آپ کو حزن سے بچانے والے، آپ کو نیکی کی راہوں پر چلانے والے، آپ کی انگلی پکڑ کر آپ کو خدا تعالیٰ کے قدموں میں جا بٹھانے والے ہوں۔

اس کے بعد حضور نے انصار اللہ کا عہد دہرایا۔ اور دعا فرمائی۔

جماعت احمدیہ اور قرآن مجید

محترم جناب مولانا ابو العطاء صاحب فاضل

جماعت احمدیہ کا قیام اللہ تعالیٰ کی خاص مشیت سے ہوا ہے۔ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ خدا کے ایک فرستادہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے خود آپ کو عین وقت پر مامور فرمایا ہے۔ پس جماعت احمدیہ کا قیام کوئی انسانی منصوبہ نہیں۔ انسانوں کے دماغوں کی سوچ و فکر کا نتیجہ نہیں بلکہ جماعت اللہ تعالیٰ کے حکم سے یہ جماعت قائم ہوئی ہے اور خدا نے ایک برگزیدہ نبی کے ذریعہ اسے قائم فرمایا ہے۔

جماعت احمدیہ کے قیام کے اغراض و مقاصد بھی اللہ تعالیٰ نے خود متعین فرما دئے ہیں۔ یہ جو الہام الٰہی یحی الدین ویقیم الشریعۃ میں مذکور ہیں دین اسلام کے صحیح عقائد کو زندہ کرنا اور شریعت کی عملی اور حقیقی صورت کو قائم کرنا، یہی وہ عظیم بنیادی مقصد ہے جس کے پورا کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کو قائم فرمایا ہے۔

اس الہام کا پہلا حصہ احیاء دین یعنی اہم اجزاء پر مشتمل ہے زندہ خدا پیش کرنا، زندہ رسول پیش کرنا اور زندہ کتاب پیش کرنا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کا مطالعہ کرنے والا ہر شخص جانتا ہے کہ آپ کی جو تحریرات اور سارے بیانات و ملفوظات انہی تین مقاصد کے حصول پر مشتمل ہیں۔ آپ نے زندہ خدا، زندہ رسول اور زندہ کتاب کا وہ تصور پیش فرمایا ہے جو بے نظیر اور بے مثال تصور ہے۔ یوں تو اللہ تعالیٰ ہر زمانہ اور ہر گھڑی الحی القیوم ہے مگر مذاہب اور ادیان کے پیرو ایک زمانہ میں جاکر اسے ایسے رنگ میں ماننے لگ جاتے ہیں کہ گویا وہ دو پشت والا اور دنیوی [illegible] مردہ ہے۔ اس کی طاقتوں کو محدود قرار دے دیا جاتا ہے آخری چند صدیوں سے مسلمانوں کا بھی اسی طرح کا عقیدہ ہو رہا تھا۔ وہ الہام و وحی کے بارے میں بھی انہی کے خیال ہو گئے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے نہایت واضح اور روشن تصور پیش فرمایا کہ اسلام کا خدا ایک زندہ، قادر مطلق اور متکلم خدا ہے یہ مضمون ایک بڑا وسیع مضمون ہے۔

پھر آپ نے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف سے دشمنوں کے اعتراضات اور حملوں کا دفاع ہی نہیں فرمایا بلکہ آپ کے زندہ رسول ہونے پر ایسی شاندار اثبات صورت پیش فرمائی جس کا کوئی جواب نہیں ہو سکتا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسیہ کی جاری تاثیرات اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے بے مثال فیوض کا جو نقشہ آپ نے دنیا کے سامنے پیش کیا ہے اس کی تردید کیا جا سکتا ہے کہ گذشتہ تیرہ سو سال میں کوئی بزرگ اور ولی بھی یہ کام انجام نہیں دے سکا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عالمگیر اور زندہ تجلیات کو پر شوکت اور جلالی رنگ میں انسانوں کے سامنے رکھا جس سے دنیا کو اقرار کرنا پڑے گا کہ حقیقت جاہ و جلال کا پیغمبر اور اولین و آخرین سے افضل رسول حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں۔ اس پہلو سے بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریرات بے نظیر ہیں اور یہ بھی ایک وسیع مضمون ہے۔

تیسرا حصہ احیاء دین کا یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قرآن مجید کو زندہ اور جامع کتاب الٰہی ثابت فرمایا ہے۔ غرض حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہر لحاظ سے دین اسلام کا احیاء فرمایا ہے۔ جہاں تک قرآن مجید کے زندہ کتاب ثابت کرنے کا سوال ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جماعت احمدیہ کو جن عقائد پر قائم فرمایا ہے۔ وہ اجمالاً حسب ذیل ہیں:

اوّل:۔ قرآن مجید میں کوئی آیت منسوخ نہیں ہے۔ سارے کا سارا قرآن پاک ہمیشہ کے لئے محکم کتاب ہے۔

دوم:۔ قرآن مجید ہر زمانہ میں انسانی ضرورتوں کا علاج پیش کرتا ہے۔ انسان کی کوئی مشکل ایسی نہیں جس کا حل قرآن پاک نے نہ بتایا ہو۔ قرآن مجید میں تمام روحانی اور تمدنی علوم کا بیان موجود ہے۔

سوم:۔ قرآن مجید میں نہایت ہی پرحکمت ترتیب موجود ہے اس کا کوئی لفظ اور اس کی کوئی آیت غیر مربوط نہیں اس میں انسانوں کا تقدیم و تاخیر کرنا سراسر غلط ہے۔ قرآن پاک کی موجودہ ترتیب بے شمار حکمتوں پر مشتمل ہے۔

چہارم:۔ قرآن پاک کی زبان عربی تمام زبانوں کی ماں اور سب سے جامع زبان ہے اسی کا نتیجہ ہے کہ قرآن مجید مختصر ہونے کے باوجود تمام علوم کا سرچشمہ ہے جو کبھی خشک نہ ہو گا اور ہمیشہ کے لئے بے نظیر ہے۔

پنجم:۔ قرآن پاک کی تفسیر کبھی ختم نہ ہو گی اس کے معانی اور مطالب کا خزانہ کبھی ختم نہ ہو گا۔ یہ خیال کرنا کہ پہلے مفسرین نے جو کچھ لکھ دیا ہے اب اس سے مزید قرآن مجید سے کچھ نہیں مل سکتا سراسر غلط خیال ہے۔ آپ نے قرآنی حقائق و معارف کے دریا بہا دئے یقین بایں ہمہ فرمایا کہ یہ مت خیال کرو کہ قرآن پاک کے معارف ختم ہو گئے ہیں اور اس کے سوتے خشک ہو گئے ہیں۔ قرآن مجید ہر زمانہ کے لئے زندہ کتاب ہے اس کے نئے معانی اور اس کے مطالب ہر زمانہ کے لئے ہیں اور اللہ تعالیٰ ہر وقت اپنے بندوں پر اپنے فیوض کے دروازے کھولتا ہے۔

یہ اصول خمسہ تو عقائد سے تعلق رکھتے ہیں۔ جو قرآن مجید کو زندہ کتاب ثابت کرنے والے ہیں۔ عمل کے لحاظ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قرآن مجید کے ہر حکم کو ہمیشہ کے لئے واجب العمل قرار دیا ہے اور یہاں تک فرمایا ہے کہ جو شخص قرآن مجید کے سات سو حکموں میں سے ایک حکم کو بھی ٹالتا ہے وہ اپنے اوپر نجات کا دروازہ بند کرتا ہے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ جماعت احمدیہ قرآن مجید کو ایسی زندہ کتاب مانتی ہے جس کے معارف اور جس کے فیوض و برکات ہمیشہ کے لئے جاری و ساری ہیں۔ و آخر دعوانا ان الحمد للّٰہ رب العلمین

ہر صاحب استطاعت احمدی کا فرض ہے کہ وہ اخبار الفضل خود خرید کر پڑھے اور اپنے غیر از جماعت دوستوں کو پڑھنے کے لئے دے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اسلامی پردے کا پس منظر

رقم فرمودہ حضرت سیدہ مہر آپا صاحبہ مدظلہا العالی

نوٹ: یہ مضمون حضرت سیدہ مہر آپا صاحبہ نے لجنہ اماء اللہ کے سالانہ اجتماع [illegible] میں پڑھا تھا۔

میں اس وقت جس موضوع پر کچھ کہنا چاہتی ہوں وہ ایک عام موضوع ہے جس پر کافی کہا جا چکا ہے اور کچھ باتیں ایسی ہیں جو بار بار سننا پڑے گی کیونکہ زمانہ کافی بدل چکا ہے۔ اس موضوع پر جس قدر زیادہ تفصیل سے کہا جائے کم ہے۔ یہ موضوع "اسلامی پردے کا پس منظر" ہے۔ جس پر اپنا ما فی الضمیر بیان کرتے ہوئے امید رکھنے کی جرأت کرتی ہوں کہ وہ مد نظر ہو کر نہیں جائے گا۔ مجھے امید ہے کہ ہر ایک اس پر عمل کرنے کی کوشش کرے گا۔

اسلامی پردہ افراط و تفریط کی راہ سے ہٹ کر ایک ایسا موزوں اور مناسب حل پیش کرتا ہے کہ ان حدود کے اندر رہ کر انسان بھی کسی آزمائش سے دوچار نہیں ہو سکتا۔ پھر اسے اختیار کر کے وہ ہر طرح محفوظ و مامون ہو جاتا ہے۔

اسلام کا ہر حکم اپنے اندر بے شمار حکمتیں اور بھلائیاں لئے ہوئے ہے۔ جو خیر و برکت کا موجب ہے۔ پھر اسلامی نظام اخلاق کی یہ خصوصیت ہے کہ وہ بدی کو اس کی بنیاد سے ہی مٹانے کی کوشش کرتا ہے۔ مثلاً اسلام کہتا ہے کہ تو کسی غیر محرم عورت کی طرف نظر اٹھا کر ہی نہ دیکھ۔ یعنی نظر سے تو کجا بری نظر سے۔ اور اگر کبھی اتفاقاً سامنا ہو جائے۔ تو اس کے لئے حکم ہے کہ وہ غض بصر سے کام لے۔ اور پھر یہ حکم عورت و مرد دونوں کے لئے یکساں ہے۔ لیکن عیسائیت اس کے خلاف کچھ عجیب سا نظریہ پیش کرتی ہے جیسا کہ متی باب ۵ میں لکھا ہے کہ

"بری نگاہ سے کسی عورت پر نگاہ نہ ڈال۔"

اور پھر عیسائیت عورت و مردوں کو اس تعلیم کو ناقابل عمل قرار دیتی ہے۔ مثلاً اس تعلیم کا کہ ساتھ رہو مگر بری نگاہ سے نہ دیکھو یہ بات بالکل ایسی ہی ہے جیسے کسی ایک شاعر نے کہا ہے

درمیان قعر دریا تختہ بندم کردہ ای
باز می گوئی کہ دامن تر مکن ہشیار باش

یعنی دریا کے وسط میں مجھے تختہ پر بند کر دیا اور پھر یہ ہدایت کرنا کہ کپڑے گیلے نہ ہوں۔ یہ عقل سے بعید ہے۔ اسی طرح یہ کہنا بھی کہ عورت کو دیکھو مگر بری نیت سے نہ دیکھو ایک ایسی بات ہے جو ہرگز قابل عمل نہیں ہے۔

بدی کی جڑ دراصل مرد و عورت کا آزادانہ اختلاط ہے۔ اگر اس جڑ کو قائم رکھا جائے تو بدی سے رکنے کا کوئی امکان ہی نہیں ہو سکتا۔ اسلام کا اقدامی حکم مرد و عورت دونوں کے لئے ہے تاکہ بدی اپنی جڑ سے ہی ختم ہو جائے۔

نزول پردہ کے احکام کا تاریخی پس منظر

بعض اوقات الٰہی احکام کے نزول کے لئے بھی محرکات پیدا ہو جاتے ہیں۔ یعنی حکم تو بہر حال نازل ہونا ہوتا ہے۔ مگر کوئی واقعہ اس کا وقتی محرک بن جاتا ہے۔ یہ ایک لمبی اور مفصل بحث ہے۔ میں موضوع کے لحاظ سے اس کی تفصیل میں جانا نہیں چاہتی۔ اور مختصر تاریخی واقعہ پر ہی اکتفا کرتے ہوئے اسلامی پردے کے متعلق کچھ کہنے کی کوشش کروں گی۔

پردے کے احکام کا نزول اس وقت ہوا جبکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت زینبؓ سے نکاح کیا۔ آپ کے نکاح کے دوسرے یا تیسرے دن آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے مکان پر صحابہ کو دعوت ولیمہ دی۔ اور چونکہ اس نکاح کا خاص طور پر اعلان مقصود تھا۔ اس لئے حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی تمام ازواج مطہرات میں سے حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی دعوت ولیمہ کا انتظام زیادہ وسیع پیمانہ پر کیا۔ اس وقت تک چونکہ پردے کے احکام نازل نہیں ہوئے تھے۔ سو اکثر صحابہ بے تکلف حضور کے گھر چلے گئے۔ ان میں سے بعض لوگ کھانے سے فارغ ہو کر ادھر ادھر کی باتوں میں مشغول ہو کر وہیں بیٹھے رہے جس سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو تکلیف ہوئی۔ مگر چونکہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی طبیعت میں حیا کا مادہ غیر معمولی تھا اس لئے باوجود تکلیف کے بھی آپ نے اس کا اظہار نہ فرمایا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ حضور کو بہت دیر ہو گئی۔ اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا بہت سا قیمتی وقت ضائع ہو گیا۔ آخر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم خود اٹھ کھڑے ہوئے۔ جس پر اکثر صحابہ کرام بھی آپ کے ساتھ ہی اٹھ گئے۔ اور رخصت ہو کر چلے گئے۔ مگر تین شخص پھر بھی بیٹھے رہے اور باتوں میں مصروف رہے۔

یہ دیکھ کر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہؓ کے حجرہ کی طرف تشریف لے گئے۔ پھر جب تھوڑی دیر کے بعد آپ واپس تشریف لائے تو کیا دیکھتے ہیں کہ ابھی تک وہ لوگ وہیں بیٹھے ہیں۔ حضور کو اس صورت میں اسی طرح دو تین دفعہ آنا جانا پڑا۔ جب یہ لوگ آپ کے مکان سے چلے گئے تو حضور واپس تشریف لے آئے۔

سو یہی واقعہ پردے کے ابتدائی احکامات کے نزول کا محرک سبب بن گیا۔ اور پردے کے متعلق وہ ابتدائی آیات نازل ہوئیں۔ جن سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات پر پردے کی پابندی عائد کی گئی۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے گھروں میں غیر محرم لوگوں کی آزادانہ آمد و رفت رک گئی۔

اس کے بعد آہستہ آہستہ پردے کے متعلق مزید احکامات نازل ہوتے رہے۔ حتیٰ کہ بالآخر اس نے وہ صورت اختیار کی۔ جو اس وقت قرآن کریم اور حدیث میں موجود ہے۔ اور جس کی رو سے مسلمان عورت کی جائز اور معقول آزادی کو برقرار رکھتے ہوئے عورت کو غیر محرم مردوں کے سامنے اپنے جسم اور لباس کی زینت کے برملا اظہار سے منع فرمایا گیا ہے۔ نیز غیر محرم مرد و عورت کا ایک دوسرے کے ساتھ خلوت میں ملاقات کرنا ناجائز قرار دے دیا گیا۔

اگر ٹھنڈے دل سے غور کیا جائے تو یہ قیود وہ ہیں جو ایک طرف تو عورت کی صحت اور اس کی علمی ترقی اور قومی اور ملی کاموں میں حصہ لینے۔ اور دوسرے معاملات میں اس کی جائز آزادی میں کوئی روک نہیں بنتیں۔ دوسری طرف غیر محرم مرد و عورت کے آزادانہ میل جول سے جو خطرات اخلاق اور معاشرت پر مہلک نتائج پیدا ہو سکتے ہیں (جو کہ بے پردہ سوسائٹی میں عموماً پیدا ہوتے رہتے ہیں) ان کا ان قیود و پابندی سے سدباب ہو جاتا ہے۔

اب میں ان آیات کو لیتی ہوں جو پردے کے احکام میں نازل ہوئیں۔ جن میں یہ پوری تفصیل ہے کہ ہمیں کیونکر پردہ کرنا چاہیئے۔ اور کن سے پردہ کرنا واجب ہے۔

سورۃ نور کی آیات جن سے پردے کے احکام کا تعلق ہے وہ ان آیات سے شروع ہوتی ہیں

وقل للمؤمنات یغضضن من ابصارھن ویحفظن فروجھن ولا یبدین زینتھن الا ما ظھر منھا ولیضربن بخمرھن علی جیوبھن ...... وتوبوا الی اللہ جمیعا ایہ المؤمنون لعلکم تفلحون

یعنی اے مخاطب (نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم) مومن عورتوں سے کہہ دے کہ وہ بھی اپنی نگاہیں نیچی رکھا کریں۔

یہاں بدی سے بچنے کا ایک اور طریق بتایا اور وہ یہ کہ مومن عورتیں اپنی نگاہیں نیچی رکھا کریں۔ کیونکہ اس سے بدی کا امکان بہت کم ہو جائے گا اور برائی پھیلنے کا راستہ مسدود ہو جائے گا۔ گویا پہلے پردے کے حکم کے جو ابتدائی حصہ میں بیان کیا گیا ہے۔ پھر بھی بعض مواقع ایسے نکل سکتے ہیں جبکہ مرد و عورت اکٹھے ہوں۔ ایسی صورت میں یہ حکم دیا گیا ہے کہ مرد و عورت دونوں اپنی نگاہیں نیچی رکھا کریں۔ تاکہ شیطان ان پر حملہ آور نہ ہو اور ان کے دلوں کی پاکیزگی قائم رہے۔ پھر فرمایا کہ عورتوں کو اس طرح پردہ کرنا چاہیئے کہ ان کی زینتیں نظر نہ آئیں۔ اور اپنی اوڑھنیوں کو اس طرح اپنے سینہ پر ڈال کر اوڑھو کہ اس میں ان کی زینتیں پردے میں آ جائیں۔

پھر فرمایا [illegible] اگر کسی کے سامنے [illegible] ہو تو وہ [illegible]

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہوتے ہیں۔ جن پر اگر تم اپنی زینتوں کو اظہار کرو تو منع نہیں۔ اور وہ رشتے کونسے ہیں؟ وہ رشتے یہ ہیں۔

تمہارے خاوند تمہارے باپ۔ یا تمہارے خاوند کے باپ یعنی خسر۔ تمہارے بیٹے۔ تمہارے خاوند کے بیٹے۔ تمہارے بھائی۔ تمہارے بھتیجے تمہارے بھانجے۔ یا پھر تمہاری عورتیں (ہم جنس) یا پھر جن کے مالک تمہارے دائیں ہاتھ ہیں۔ یا پھر ایسے کم عمر مردوں سے جن میں شہوت کو نہ پہنچے ہوں اور وہ نوکروں میں، کام وغیرہ کے لئے ہوں۔ یا پھر کم عمر بچے جو نابالغ ہوں۔ یہ لوگ ایسے ہیں کہ ان کے متعلق خدا تعالیٰ نے پردہ نہ کرنے کا حکم دیا ہے۔ اور ان کے سوا باقی تمام کے لئے پردے کا حکم نافذ کیا گیا۔ اور فرمایا ان کے علاوہ جو بھی لوگ ہیں ان پر تمہاری زینت ظاہر کرنا جائز نہیں۔

پھر ان آیات میں اس عورت کو اپنی زینت کے ستر کا حکم ہے کہ وہ زمین پر اس طرح بے احتیاطی سے پاؤں مار کر بھی نہ چلیں۔ جن سے ان کی چھپی ہوئی زینتیں ظاہر ہوں۔

اب غور کرنے کا مقام ہے کہ قرآنی تعلیم کا کیا یہ حکم اور کجا یہ کہ اسلام کے علمبردار تمام قرآنی احکام کی خلاف ورزی کرتے ہوئے ساری حدود کو توڑ کر رکھ دیں۔

اب یہ ذکر بھی ضروری ہے کہ موجودہ زمانہ میں پردے کی جو صورت مسلمانوں میں رائج ہے وہ بالعموم صحیح اسلامی احکام کے مطابق نہیں ہے کیونکہ بعض جگہ تو اسے غلو سے کام لے کر ہماری عورت کو اس کی گھر کی چار دیواری میں قریباً ایک قیدی کی طرح بند کر دیا جاتا ہے۔ جس سے اس کی صحت اور تعلیم و تربیت اور اس کا تمدن وغیرہ تباہ ہو کر رہ جاتا ہے۔ پھر بعض جگہیں ایسی ہیں جہاں مغرب کی کورانہ تقلید میں ... بے اندازہ آزادی دے دکھائی ہے۔ جس سے سوسائٹی پر ضرر رساں اثر پڑ رہا ہے۔ اور یہ ہر دو راستے افراط و تفریط کے راستے ہیں جن کی اسلام اجازت نہیں دیتا۔

اسلامی تعلیم کی رو سے عورت اپنی زینت کے برملا اظہار سے رکتے ہوئے تمام قسم کی جائز تفریحات اور جائز کاموں میں حصہ لے سکتی ہے۔ مگر اسے کھلے منہ پھرنے اور غیر محرم مردوں کے ساتھ خلوت میں اکیلے ملاقات کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ کیونکہ یہ طریق اپنے اندر فتنے کا احتمال رکھتا ہے جس کا سد باب ضروری ہے

یورپ کے بعض ملکوں میں بھی جہاں پردے کی حدود کو بالکل توڑ دیا گیا ہے۔ اعلیٰ طبقہ کے شرفاء کے گھروں میں اس قدر احتیاط ضرور برتی جاتی ہے کہ عام طور پر جوان لڑکیاں بغیر کسی محرم مرد یا معمر رشتہ دار عورت کے آزادانہ طور پر ادھر ادھر نہیں جاتیں اور نہ غیر محرم مردوں کے ساتھ خلوت میں آزادانہ ملتی جلتی ہیں۔ اور جو لڑکیاں اس معاملہ میں آزادی دکھاتی ہیں انہیں عموماً شریف سوسائٹی میں اچھی نظر سے نہیں دیکھا جاتا۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ عورتوں کی بالکل غیر مقید اور بے حجابانہ آزادی کو یورپ جیسی بے حجاب سرزمین میں بھی اچھا نہیں سمجھا جاتا۔ اور یہی وہ اصول ہے جسے اسلام نے زیادہ جامعیت اور زیادہ خوبی کے ساتھ اختیار کر کے اور اس کے ساتھ زینت کے چھپانے کے اصول کو شامل کر کے پردے کے احکام جاری کئے ہیں اور اس معاملہ میں افراط و تفریط کے رستوں سے بچ کر ایک میانہ روی کا طریق قائم کر دیا ہے۔

پردے پر سارا اعتراض اس غلط طریق کی وجہ سے ہے جو آج کل بعض اسلامی ممالک کے مسلمانوں میں رائج ہے۔ اگرچہ ان ملکوں میں اکثریت شامل نہیں۔

یہ طریق زیادہ تر اسلامی سلطنتوں کی کمزوری کے زمانہ میں سیاسی حالات کے ماتحت مجبوراً مسلمانوں کو اختیار کرنا پڑا تھا مگر بعد میں رسم کے طور پر ایک مستقل اور زیادہ سخت صورت اختیار کر گیا ورنہ اصل اسلامی حکم جس کا قرآن کریم و حدیث سے پتہ چلتا ہے اور ابتدائی مسلمانوں کا اصل تعامل جو تاریخ و احادیث سے ثابت ہوتا ہے ... ہرگز ایسا نہیں کہ اس پر کوئی معقول اعتراض کر سکے بلکہ ہر وہ شخص جو ٹھنڈے دل سے غور کرنے کا عادی ہے اس کی خوبی کا قائل ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔

اسلامی پردے کا لب لباب صرف یہ ہے کہ:۔

۱۔ غیر محرم مرد و عورت ایک دوسرے کے سامنے اپنی نظروں کو نیچی رکھیں اور عورت اپنے چہرہ، بدن اور لباس کی زینت کو کسی غیر محرم مرد پر ... ظاہر نہ کرے۔

۲۔ دوسرے یہ کہ غیر محرم مرد و عورت کسی ایسی جگہ میں جو دوسرے مردوں کی نظر سے اوجھل ہو خلوت میں اکیلے نہ ملیں۔

ان دو حد بندیوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے جن میں سراسر سوسائٹی کی بہبودی اور اخلاق کی حفاظت مدنظر ہے ایک مسلمان عورت پردہ کے معاملہ میں ہر طرح آزاد ہے۔

وہ درسگاہوں میں تعلیم حاصل کر سکتی ہے اور تعلیم دے سکتی ہے۔ وہ ورزش اور سیر و تفریح کے لئے گھر سے نکل سکتی ہے۔ وہ خرید و فروخت کر سکتی ہے۔ وہ پبلک جلسوں وغیرہ میں شریک ہو سکتی ہے۔ وہ غیر محرم مردوں سے ملاقات کر سکتی ہے اور ان کی بات سن سکتی ہے اور اپنی بات ان کو سنا سکتی ہے۔ وہ محنت مزدوری کر سکتی ہے۔ وہ قومی و ملکی کاموں میں حصہ لے سکتی ہے۔ وہ جنگوں میں مناسب خدمت سرانجام دے سکتی ہے۔

غرض! اسلامی پردہ عورت کی تعلیم و تربیت، اس کے نشوونما، اس کے ضروری مشاغل، اس کی جائز تفریحات میں ہرگز ہرگز کوئی روک نہیں ہے۔ اور تاریخ سے ثابت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ کے زمانہ میں مسلمان عورتیں تمام ان جائز کاموں میں حصہ لیتی تھیں جو اس زمانہ میں پیش آتے تھے۔

وہ تعلیم حاصل کرتی اور تعلیم دیتی تھیں۔ وہ نمازوں میں مسلمان مردوں کے ساتھ شامل ہوتیں۔ وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی تقریریں اور خطبات سنتی تھیں۔ وہ حج میں مردوں کے پہلو بہ پہلو مناسک حج ادا کرتی تھیں۔ وہ سفروں میں مردوں کے ساتھ جاتی تھیں۔ وہ غیر محرم مردوں کے ساتھ ضرورت پیش آنے پر ملاقات کرتیں اور ان کی بات سنتی تھیں۔ وہ مجالس کرتی تھیں۔ تفریح و تماشے دیکھتی تھیں۔ ------ وہ جنگوں میں شریک ہوتی تھیں اور زخمیوں کی تیمارداری اور نرسنگ کی خدمت سرانجام دیتی تھیں۔ اور ضرورت پڑتی تھی تو میدان جنگ میں تلوار بھی چلا لیتی تھیں۔

پس پردہ پر جتنے بھی اعتراض ہوتے ہیں وہ دراصل اسلامی پردہ پر نہیں ہیں بلکہ موجودہ زمانہ کے بگڑے ہوئے پردے پر ہیں۔ جس نے عورت کو گھر کی چار دیواری میں قریباً حیوان کی طرح قید کر رکھا تھا۔

مگر یہ بھی کہنا ہی پڑتا ہے کہ اس کے معنی یہ بھی نہیں کہ ایک انتہا سے ہٹ کر دوسری انتہا کو اختیار کر لیا جائے۔ کیونکہ یہ دونوں ضلالت و ہلاکت کی راہیں ہیں اور سلامت روی کا وہی رستہ ہے جسے اسلام نے پیش کیا ہے اور جو انسانی فطرت کی بھی آواز ہے۔

علاوہ ازیں یہ بات بھی یاد رکھو کہ عورت کے کام کی اصل جگہ گھر ہے جہاں اس کے ہاتھوں میں قوم کے نونہال پلتے ہیں جن پر آئندہ چل کر قومی اور ملکی کاموں کا بوجھ پڑنا ہوتا ہے۔ اور یہ ایک ایسا نازک وسیع اور عظیم الشان کام ہے کہ عورت اگر صرف اسی کام کو خیر و خوبی کے ساتھ سرانجام دے اور اس کے لئے اپنے آپ کو اہل بنالے تو اس کی توجہ اور مصروفیت کے لئے یہی کافی ہے اور اسی سے وہ ملک کی اور قوم کی بہترین محسنہ بن سکتی ہے۔ اور ظاہر ہے کہ اس کام کے لئے اسلامی پردہ بہت ممد ہے نہ کہ خلاف۔

سو! ان قرآنی آیات میں جو ابھی میں نے پڑھی تھیں۔ خدا تعالیٰ نے خُلق احصان یعنی عفت کے حاصل کرنے کے لئے۔ صرف اعلیٰ تعلیم ہی نہیں بیان فرمائی بلکہ انسان کو پاکدامن رہنے کے لئے علاج بھی بتلائے ہیں۔

۱۔ یعنی یہ کہ اپنی آنکھوں کو نامحرم پر نظر ڈالنے سے بچانا۔

۲۔ کانوں کو نامحرموں کی آواز کے سننے سے بچانا۔

۳۔ نامحرموں کے قصے نہ سننا۔

۴۔ اور ایسی تمام تقریبوں سے جن میں برائی کے پیدا ہونے کا اندیشہ ہو اپنے تئیں بچانا۔

اس جگہ ہم بڑے دعویٰ سے کہتے ہیں کہ یہ اعلیٰ تعلیم ان سب تدبیروں کے ساتھ جو قرآن کریم نے بیان فرمائی ہیں صرف اور صرف اسلام ہی سے خاص ہے۔ عیسائیت کی تعلیم کی طرح خدا تعالیٰ نے ہمیں یہ تعلیم نہیں دی کہ ہم نامحرموں کو بلا تکلف دیکھ تو لیا کریں مگر پاک نظر سے۔ بلکہ قرآنی تعلیم یہ ہے کہ ہم پاک نظر سے یا ناپاک نظر سے کسی نامحرم کو قطعاً نہ دیکھیں۔ اسلامی پردہ کی یہی فلاسفی اور یہی ہدایت شرعی ہے۔

خدا کی کتاب میں پردہ سے مراد یہ نہیں کہ عورتوں کو جیل خانوں اور قیدیوں کی طرح حراست میں رکھا جائے۔ یہ صرف

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ان نادانوں کا خیال ہے جنہیں اسلامی طریقوں کی خبر نہیں بلکہ مقصود یہ ہے کہ مرد و عورت دونوں کو برائیوں سے بچایا جائے پھر شادان میں دونوں کی بھلائی مضمر ہے۔

اس تمدنی زندگی میں غضِ بصر کی عادت ڈالنی چاہیئے اور یہ وہ مبارک عادت ہے جس سے ان کی طبعی حالت ایک بھاری خُلق کے رنگ میں آ جائے گی اور ان کی تمدنی ضرورت میں بھی فرق نہیں پہنچے گا اور یہی وہ خلق ہے جس کو احصان و عفت کہتے ہیں۔

پردے کا قرآن کریم نے ایک اصل بتایا ہے اور وہ یہ ہے کہ عورت کے لئے پردہ ضروری ہے۔ الا ما ظہر منہا۔ یعنی سوائے اس کے جو آپ ہی آپ ظاہر ہو۔

آپ ہی آپ ظاہر ہونے والی موٹی یا بڑی چیزیں دو ہی ہیں یعنی قد اور جسم۔ لیکن عقلاً یہ بات ظاہر ہے کہ عورت کے کام کے لحاظ سے یا وقت کے لحاظ سے جو چیز آپ ہی آپ ظاہر ہو وہ پردہ میں داخل نہیں۔ چنانچہ اسی حکم کے ماتحت ڈاکٹر عورتوں کی نبض دیکھتے ہیں کیونکہ بیماری مجبور کرتی ہے کہ اس چیز کو ظاہر کر دیا جائے۔

خدانخواستہ اگر منہ پر کوئی بیماری ہے تو معالج منہ بھی دیکھے گا اور اندرونی بیماری کی وجہ سے زبان بھی دیکھے گا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک جنگ میں ہم پانی لاتی تھیں اور ہماری پنڈلیاں ننگی ہو جاتی تھیں۔ اس وقت پنڈلیوں کا ننگا ہونا قرآن کریم کے خلاف نہ تھا بلکہ قرآنی حکم کے مطابق تھا جنگی ضرورت کا تقاضا تھا کہ عورتیں کام کریں اور دوڑنے کی وجہ سے پنڈلیاں خود بخود ننگی ہو جاتی تھیں۔ اس قسم کے اشد ضروری تقاضے مجبور کرتے ہیں۔ اور یہ اس صورت میں ناجائز نہیں ہو سکتے۔ یہ الا ما ظہر کے تحت ہی آتے ہیں۔

پس اصل حقیقت میں پردہ وہی ہے جسے اسلام نے پسند فرمایا۔ اور جو افراط و تفریط کے راستہ سے ہٹ کر درمیانی راستہ ہے اور اپنی زینت کو چھپانے کے لئے اس قسم کا پردہ یا برقعہ ہونا چاہیئے جس میں عورت آسانی سے تمام کام کر سکے۔ اور اپنی زینت کو بھی چھپا سکے۔

پردے پر مغربی اقوام کے اعتراض اور ان کے جواب

پردہ کے متعلق عام طور پر جو مغربی اقوام اعتراض کرتی ہیں وہ یہ ہیں:-

۱۔ پردہ علمی ترقی میں روک ہے۔
۲۔ پردہ صحت کے لئے مضر ہے۔
۳۔ عورت اور مرد کو مساوات حاصل ہے اس لئے عورت کو شمع حرم کی بجائے چراغ محفل بھی بننے دیا جائے۔
۴۔ پردہ سے عورت کی توہین ہوتی ہے اور اس کی دوسرے بنی نوع انسان سے بیگانگی نمایاں ہوتی ہے۔

یہ ان کے چار بڑے اعتراض ہیں۔

(۱) پہلے اعتراض کا جواب یہ ہے کہ پردہ ہرگز علمی ترقی میں روک نہیں۔ پردے سے مراد وہ اصل اسلامی پردہ ہے جس کی میں ابھی پوری وضاحت کر چکی ہوں۔ کیونکہ حدیث میں صاف آتا ہے۔

طلب العلم فریضۃ
علیٰ کل مسلم و مسلمۃ

یعنی علم کا حاصل کرنا ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے۔

یقیناً علم ہی وہ ذریعہ ہے جس سے انسان ذلت اور انحطاط کی پستیوں سے نکل کر عزت و اقبال کی سربلندیوں تک پہنچتا ہے۔

ہمارے سامنے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اس کی زندہ مثال ہیں۔ حضرت عائشہؓ کو دینی علوم پر اس قدر دسترس حاصل تھی کہ خود نبی اکرم محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نصف دین عائشہؓ سے سیکھو۔ ترمذی میں ہے کہ صحابہؓ کو جب کبھی کوئی مشکل سوال پیش آتا تو وہ حضرت عائشہؓ کے پاس جاتے۔ آپ ہی ان کی مشکل حل فرماتیں۔

موجودہ زمانہ میں ہماری لجنہ بھی اس کی مثال ہے کہ باوجود پردے کے اندر رہنے کے اور ہر قسم پالش ہونے کے خدا تعالیٰ کے فضل سے تمام کاموں میں حصہ لے رہی ہیں۔ آخر ہم لوگ پردے میں رہ کر ہی کام کرتے ہیں۔

(۲) دوسرا اعتراض بھی بے بنیاد ہے۔ دلائل کے لحاظ سے گو اعداد و شمار مہیا نہیں ہو سکتے لیکن یہاں یہ واضح کرنا ضروری ہے کہ جو عورتیں اسلامی پردہ کی پابند ہیں وہ اس وجہ سے مریض نہیں ہو گئیں۔

مسلمان عورتیں چودہ سو سال سے پردہ کرتی چلی آ رہی ہیں پھر بھی وہ اور ان کی اولادیں طاقت اور صحت کے لحاظ سے دوسری اقوام سے کسی طرح بھی کم نہیں بلکہ بعض آزاد پھرنے والیوں سے زیادہ تندرست اور خوش ہیں۔ اگر کوئی گھرانہ یا قوم پردہ کے معاملہ میں افراط و تفریط سے کام لیتا ہے تو اس کے بد نتائج کے وہ لوگ خود ذمہ دار ہیں نہ کہ اسلام!

(۳) تیسرے اعتراض کا یہی جواب ہے کہ مرد و عورت ہرگز برابر نہیں۔ دنیا کے قدیم تجربہ نے یہی ثابت کیا ہے کہ مرد اپنی جسمانی اور عقلی طاقتوں میں عورتوں سے بڑھ کر ہیں۔ تحریک مساوات بھی ان معنوں میں ایک غلط تحریک تھی زندگی کی دوڑ میں اگرچہ عورت بھی بوقت ضرورت باہر نکل سکتی ہے مگر انہی شرائط کے ساتھ جو اسلام نے اس پر لگا دی ہیں۔ اس کا مردوں کی طرح باہر آزادانہ پھرنا اور مجلس جانا اپنے معاشرے کے لئے محض تباہی ہے جیسے کہ مغربی ممالک کی مثالیں ہمارے سامنے ہیں۔ یورپ کے عائلی نظام کی تباہی اور اس کے نتائج ہمارے سامنے ہیں۔ ان کے مردوں کو اور نہ عورتوں کو سکون ہے نہ آرام۔ وہ لوگ مینٹلی (MENTALLY) فزیکلی (PHYSICALLY) اور سپرچولی (SPIRITUALLY) بالکل ختم ہیں۔

ان لوگوں میں طلاقیں۔ نا اتفاقی جدائیاں عام ہیں۔ اول تو یہ لوگ شادی سے بیزار ہوتے ہیں اور جو شادی شدہ ہیں وہ گھروں میں کب ٹھہرتے ہیں؟ ان کی تو اپنی سکولوں، فیکٹریوں، لانڈریوں، دکانوں، جہازوں اور دفتروں وغیرہ میں وقت گزرتا ہے یا پھر آدھی رات تک ہوٹلوں، کلبوں میں گزرتا ہے۔

ان خرابیوں کی سب سے بڑی وجہ یہی ہے کہ عورتوں نے اپنا غلط نظریہ قائم کر لیا ہے جس کے نتیجہ میں وہ بے پردہ ہو کر گھروں سے باہر رہتی ہیں اور حال یہ ہے کہ پھر ہر دو مرد و عورت کسی لحاظ سے بھی خوش نہیں۔ ان کی زندگیاں تلخ ہیں۔ یہاں تک کہ مغربی مفکرین نے خود اس بات کا اعتراف کیا ہے۔ مثلاً جی۔ آر۔ سکاٹ لکھتا ہے:-

"مرد اور عورتیں ہمارے زمانہ میں خوش نہیں نظر آتے۔ ایک دو کا ہی یہ حال نہیں بلکہ سب کا ہی یہ حال ہے معلوم ہوتا ہے دنیا میں یہ ناخوشی بہت وسیع پیمانہ پر ہے اور اس کی وجہ غربت اور بیماری نہیں۔ یہ حال ہی کے زمانہ میں پیدا ہوئی ہے یہ ناخوشی نہ صرف پھیل رہی ہے بلکہ خطرہ کی حد تک بگڑ رہی ہے۔ حتیٰ کہ زندگی کے مختلف تمدنی۔ اخلاقی اور انفرادی اہم پہلوؤں کے لئے خطرہ کا باعث ہو رہی ہے۔"

اب دیکھئے اس کی وجہ کیا ہو سکتی ہے؟ اس کی وجہ وہی آزاد اور بے پردہ زندگی ہے جس نے ان کی روحانی خوشی وسکون کو چھین ڈالا۔ اور آج وہ قوم ملک و قوت کے لئے خود ہی ناسور بن کر رہ گئے۔ اور دوسروں کو بھی اسی زمرہ میں لا کر کھڑا کر دیا۔

(۴) آخر میں پھر یہ کہنا ضروری سمجھتی ہوں کہ اسلام نے عورت پر جو پابندیاں عائد کی ہیں وہ اس لئے نہیں عائد کیں کہ وہ عورت کے درجہ کو گرا دیں یا کم کر دیں بلکہ اس لئے عائد کی ہیں کہ اس کا درجہ بلند اور ارفع ہو۔ حقیقی عزت اور حقیقی آزادی فطری قوانین کی پابندی سے ہی حاصل ہو سکتی ہے۔ فطرت کے خلاف عمل کرنا تباہی کا موجب ہے۔

اسلام فطرت کا مذہب ہے اسلئے جو پابندیاں اسلام نے عورت پر لگائی ہیں وہ اس کی اصل شان کو نمایاں کرنے کے لئے ہیں اور ان میں اس کی عزت۔ خوشی اور آزادی مضمر ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ عورت گھر میں رہے۔ شرافت اور وقار سے رہے۔ قرن کا مادہ قرار بھی ہے اور وقار بھی۔ اس میں لطیف اشارہ ہے کہ عورت گھر میں رہے گی تو اس کا وقار قائم ہوگا۔ اور بے گھر آئے نہ قرار رہے گا نہ وقار۔ مرد کو حکم دیا

عاشروھن بالمعروف

یعنی عورتوں کے ساتھ زندگی بسر کرو۔ نیکی اور عزت کے ساتھ۔ اور پھر تاکید کی کہ

خیرکم خیرکم لاھلہ

یعنی تم میں سے بہتر وہی ہے جو اپنے اہل کے ساتھ بہتر سلوک کرتا ہے۔

پھر عورتوں کو فرمایا اگر ضرورت پڑے تو بے شک تم باہر جا سکتی ہو مگر یاد رکھو تمہاری زینت صرف تمہارے خاوندوں کے لئے ہے کسی غیر محرم کے لئے

باقی صفحہ ... پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کی عیسائی عقائد

سے متعلق

ایک نہایت اہم پیشگوئی اور اس کا ظہور

عیسائیت کے موجودہ پولوسی عقائد کی خود عیسائیوں کی طرف سے تردید

(محترم جناب نسیم سیفی صاحب سابق رئیس التبلیغ مغربی افریقہ)

حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کی ایک ایسی پیشگوئی انجیل میں درج ہے جس کا ایک حصہ تو ان کی عین حیات میں جب وہ فلسطینی علاقہ سے نکل کر کشمیر پہنچ چکے تھے۔ پورا ہوا اور دوسرا حصہ ہمارے زمانے میں پورا ہو رہا ہے۔ یہ پیشگوئی ایک تمثیل کے رنگ میں حضرت مسیح ناصری علیہ السلام نے بیان فرمائی تھی۔ چنانچہ انجیل میں لکھا ہے:۔

"اس نے ایک اور تمثیل ان کے سامنے پیش کر کے کہا کہ آسمان کی بادشاہی اس آدمی کی مانند ہے جس نے اپنے کھیت میں اچھا بیج بویا۔ مگر لوگوں کے سوتے میں اس کا دشمن آیا اور گیہوں میں کڑوے دانے بھی بو گیا۔ پس جب پتیاں نکلیں اور بالیں آئیں تو وہ کڑوے دانے بھی دکھائی دیئے۔ گھر کے مالک کے نوکروں نے آکر اس سے کہا اے خداوند کیا تو نے اپنے کھیت میں اچھا بیج نہ بویا تھا۔ اس میں کڑوے دانے کہاں سے آگئے۔ اس نے ان سے کہا کہ یہ کسی دشمن نے کیا ہے۔ نوکروں نے اس سے کہا تو کیا تو چاہتا ہے کہ ہم جا کر ان کو جمع کریں۔ اس نے کہا نہیں ایسا نہ ہو کہ کڑوے دانے جمع کرنے میں تم ان کے ساتھ گیہوں بھی اکھاڑ لو۔ کٹائی تک دونوں کو اکٹھا بڑھنے دو اور کٹائی کے وقت میں کاٹنے والوں سے کہہ دوں گا کہ پہلے کڑوے دانے جمع کر لو اور جلانے کے لئے ان کے گٹھے باندھ لو اور گیہوں میرے کھتے میں جمع کر دو"

(متی باب ۱۳ آیات ۲۴ تا ۳۰)

گیہوں میں کڑوے دانے تو پولوس اور اس کے شاگردوں نے حضرت مسیح ناصری کی عین حیات (لیکن عدم موجودگی) میں ہی بو دیئے تھے کٹائی کا وقت اب ہے چنانچہ کاٹنے والوں کو یہ حکم مل چکا ہے کہ پہلے کڑوے دانے جمع کر لو۔ اس اجمال کی تفصیل ہی کے لئے مندرجہ ذیل چند سطور لکھی جا رہی ہیں۔

جہاں تک پولوس کے کڑوے دانے بونے کا سوال ہے انجیل سے یہ بات ظاہر و باہر ہے کہ حضرت مسیح ناصری کے عقائد کو بالائے طاق رکھتے ہوئے اس نے اپنی طرف سے من گھڑت عقائد کو رواج دینے کی کوشش کی تھی۔ حضرت مسیح علیہ السلام کے مخلص حواری اس سے ناراض بھی ہوئے اور حتی المقدور انہوں نے کوشش بھی کی کہ پولوس کی کوششیں کامیاب نہ ہوں لیکن جو ہونا تھا وہ ہوا۔ اور پولوس کی تعلیم عیسائی دنیا میں پھیل گئی اور اس کے بعد اچھے دانے اور کڑوے دانے ایک ساتھ اگتے اور بڑھتے رہے۔

پولوس خود کہتا ہے:۔

"میں نے درخت لگایا اور اپلوس نے پانی دیا مگر بڑھایا خدا نے"

(۱۔ کرنتھیوں باب ۳ آیت ۶)

"یہ خدائے مبارک کے جلال کی اس خوشخبری کے موافق ہے جو میرے سپرد ہوئی"

(۱۔ تیمتھیس باب ۱ آیت ۱۱)

پولوس اس بات کو خوب جانتا تھا کہ وہ مسیح کی تعلیم سے انحراف کر رہا ہے لیکن وہ کسی نہ کسی طرح عیسائیت کو فروغ دینا چاہتا تھا اس کا مقصد اظہار حقیقت کی بجائے عیسائیوں کی ترقی تھا۔ چنانچہ وہ کہتا ہے:۔

"اگر میرے جھوٹ کے سبب سے خدا کی سچائی اس کے جلال کے واسطے زیادہ ظاہر ہوئی تو پھر کیوں گنہگار کی طرح مجھ پر حکم دیا جاتا ہے اور ہم کیوں برائی نہ کریں تاکہ بھلائی پیدا ہو چنانچہ ہم پر یہ تہمت لگائی بھی جاتی ہے اور بعض کہتے ہیں کہ ان کا یہی مقولہ ہے مگر ایسوں کا مجرم ٹھہرنا انصاف ہے"

(رومیوں باب ۳ آیت ۷ تا ۹)۔

یعنی پولوس کی کوششوں کا مقصد عیسائیوں کی ترقی تھا نہ کہ اظہار حقیقت۔ اس کی دلیل بھی پولوس خود ہی مہیا کرتا ہے۔ چنانچہ لکھا ہے:۔

"اگرچہ میں سب لوگوں سے آزاد ہوں پھر بھی میں نے اپنے آپ کو سب کا غلام بنا دیا ہے تاکہ اور بھی زیادہ لوگوں کو کھینچ لاؤں۔ میں یہودیوں کے لئے یہودی بنا تاکہ یہودیوں کو کھینچ لاؤں۔ جو لوگ شریعت کے ماتحت ہیں ان کے لئے میں شریعت کے ماتحت ہوا تاکہ شریعت کے ماتحتوں کو کھینچ لاؤں۔ اگرچہ خود شریعت کے ماتحت نہ تھا۔ بے شرع لوگوں کے لئے بے شرع بنا تاکہ بے شرع لوگوں کو کھینچ لاؤں۔ اگرچہ خدا کے نزدیک بے شرع نہ تھا بلکہ مسیح کی شریعت کے تابع تھا۔ کمزوروں کے لئے کمزور بنا تاکہ کمزوروں کو کھینچ لاؤں۔ میں سب آدمیوں کے لئے سب کچھ بنا ہوا ہوں تاکہ کسی طرح بعض کو بچاؤں اور میں سب کچھ انجیل کی خاطر کرتا ہوں تاکہ اوروں کے ساتھ اس میں شریک ہوؤں"

(۱۔ کرنتھیوں باب ۹ آیات ۱۹ تا ۲۳)

پولوس نے دبی زبان سے اس بات کا اظہار بھی کیا ہے کہ اس نے اپنی ہوشیاری کی بناء پر کامیابی حاصل کی ہے۔ چنانچہ لکھا ہے:۔

"لیکن ممکن ہے کہ میں نے خود تم پر بوجھ نہ ڈالا ہو۔ مگر مکار جو ہوا اس لئے تم کو فریب دے کر پھنسا لیا ہو"

(۲۔ کرنتھیوں باب ۱۲۔ آیت ۱۶)

حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کے مخلص حواریوں نے پولوس کا نام لئے بغیر اس کی تعلیم کا رد کرنے کی انتہائی کوشش کی لیکن مشیت ایزدی کچھ اور ہی تھی۔

یہودا نے اپنے خط میں لکھا:۔

"اے پیارو! جس وقت میں تم کو اس نجات کی بابت لکھنے میں کمال کوشش کر رہا تھا جس میں ہم سب شریک ہیں تو میں نے تمہیں یہ نصیحت لکھنا ضروری جانا کہ تم اس ایمان کے واسطے جانفشانی کرو جو مقدسوں کو ایک ہی بار سونپا گیا تھا کیونکہ بعض ایسے شخص چپکے سے ہم میں آ ملے ہیں جن کی اس سزا کا ذکر قدیم زمانہ میں پیشتر سے لکھا گیا تھا"

(باب ۱ آیت ۴)

پولوس نے عبرانیوں کو جو خط لکھا تھا اس میں اس نے لکھا:۔

"پس آؤ مسیح کی تعلیم کی ابتدائی باتیں چھوڑ کر کمال کی طرف قدم بڑھائیں اور مردہ کاموں سے توبہ کرنے اور خدا پر ایمان لانے کی اور بپتسموں اور ہاتھ رکھنے اور مردوں کے جی اٹھنے اور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ابدی صداقت کی تعلیم کی بنیاد دوبارہ نہ ڈالیں۔" (عبرانیوں باب ۶ آیات ۱-۲)

(یہاں یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ بائیبل کا اردو ترجمہ جو اوپر درج کیا گیا ہے یہ بھی ایک اچھی خاصی تحریف کا نمونہ ہے۔ یہاں لکھا ہے "مسیح کی تعلیم کی ابتدائی باتیں" حالانکہ انگریزی بائیبل میں لکھا ہے

Principles of the doctrine of Christ.

صحیح ترجمہ یوں ہوگا "مسیح کی تعلیم کی اصولی باتیں"۔ اور یہ سب جانتے ہیں کہ "ابتدائی باتیں" اور "اصولی باتیں" ہم معنی نہیں ہیں)۔

بہر حال حضرت مسیح ناصری علیہ السلام نے گندم میں لوگوں کے سوتے ہوئے کسی دشمن کے ہاتھوں کڑوے دانے بوئے جانے کی جو پیشگوئی کی تھی وہ پولوس اور اس کے شاگردوں کے ذریعہ پوری ہوئی۔

پیشگوئی کے مطابق اچھے اور کڑوے دانے ایک ساتھ اُگتے رہے اور انہیں اسی طرح اُگتے رہنا تھا جب تک کہ کٹائی کا وقت نہ آ جاتا۔ اب جبکہ حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کی دوبارہ آمد کی پیشگوئی حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود علیہ السلام کے وجود میں پوری ہو چکی ہے۔ فصل کاٹنے والوں کو یہ حکم مل چکا ہے کہ کڑوے دانے جمع کر کے ان کو جلا دیا جائے اور گیہوں کھتے میں جمع کر دیا جائے۔

عیسائی پادریوں نے جو بائیبل اور عیسائیت کے عقائد کے متعلق شبانہ روز تحقیقات کا سلسلہ جاری کر رکھا ہے وہ حضرت مسیح ناصری کی پیشگوئی کے دوسرے حصے کو مکمل طور پر پورا کر رہا ہے۔

آج سے پندرہ بیس برس پہلے بشپ بارنز (BISHOP BARNES) نے ایک کتاب THE RISE OF CHRISTIANITY لکھی تھی جس میں اس نے عیسائی عقائد کا پوری طرح جائزہ لے کر اس حتمی رائے کا اظہار کیا کہ اصل عیسائیت کبھی ان عقائد پر مشتمل نہیں ہو سکتی۔ عیسائی دنیا میں ہلچل سی پیدا ہوئی۔ مطالبے شروع ہوئے کہ بشپ بارنز کو بشپ کے عہدے سے علیحدہ ہو جانا چاہئے کیونکہ عیسائیت (مروجہ) ان کے خیالات کی متحمل نہیں ہو سکتی۔ لیکن بشپ موصوف کو تو گویا پیشگوئی کے مطابق حکم مل چکا تھا کہ کڑوے دانوں کے پودے الگ کر دئے جائیں۔

اس کتاب کے بعد متعدد پادریوں نے اخبارات اور کتب کی اشاعت کے ذریعہ اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے اور اب تو گویا انہوں نے عیسائیت کے ہر غلط عقیدہ کو طشت از بام کر دیا ہے۔

حال ہی میں ایک کتاب Jesus in Rome شائع کی گئی ہے اس کتاب میں حضرت مسیح ناصری کے صلیب سے زندہ اتار دئے جانے اور اس کے بعد کسی اور طرف چلے جانے کا ذکر ہے۔ یہ کتاب ایک عیسائی اور ایک یہودی نے لکھی ہے اور ایک لمبے عرصہ کی تحقیقات کے بعد لکھی گئی ہے۔ کتاب کے آخر پر مصنفین کا تعارف کراتے ہوئے لکھا ہے کہ ان کا یہ خیال ہے کہ اگرچہ سرکاری کاغذوں کے مطابق تو مسیح ناصری کو ۳۳ عیسوی میں صلیب دے دیا گیا تھا لیکن حقیقت یہ ہے کہ وہ صلیب سے بچ گئے تھے اور ۳۵ء میں پولوس نے ان کو دمشق کی سڑکوں پر چلتے پھرتے دیکھا تھا۔ ۱۰۶ء میں سینٹ اگنیشس St. Ignatius نے سمرنیوں کو لکھا تھا کہ وہ جانتے ہیں اور ان کا ایمان ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام بقید حیات ہیں۔ ۴۹ء کے متعلق لکھا ہے کہ اس سال مسیح ناصری نے روم میں گڑبڑ پیدا کرنے کی کوشش کی تھی۔

آخر کار مسیح ناصری کہاں گئے اور انہیں کیا ہوا؟ یہ بات مصنفین نے ایک کھلے سوال کے طور پر چھوڑ دی ہے۔

ابھی تین سال کی بات ہے کہ بشپ رابنسن Bishop Robinson نے ایک کتاب Honest to God تصنیف کی ہے۔ اس کتاب میں بشپ موصوف نے عیسائیت کے عقائد کو خوب خوب کھنگالا ہے۔ اس کتاب میں پیش کئے گئے خیالات کا اظہار اس صدی کے بعض دیگر نامور مصنفین نے بھی کیا ہے۔ ان میں سربرآوردہ ہیں روڈلف بلٹمین Rudolf Bultman۔

یہ کہ آسمان کی بلندی پر ایک فرش جیسی چیز ہے جہاں اللہ میاں بیٹھے ہوئے ہیں اور مسیح ناصری ان کے داہنے ہاتھ تشریف فرما ہیں۔ بشپ رابنسن نے اس عقیدہ کی دل کھول کر مخالفت کی ہے۔ جب یہ کتاب شائع ہوئی تو اینگلیکن چرچ کے ممبروں میں ایک ہیجان پیدا ہو گیا۔ اکثر سرکردہ افراد نے اس خیال کا اظہار کیا کہ کم از کم ایک بشپ کو تو اس طرح عیسائیت کی مخالفت نہ کرنی چاہئے۔ بشپ رابنسن نے جواباً انہیں بتایا کہ جسے وہ لوگ عیسائیت سمجھتے ہیں وہ تو عیسائیت ہے ہی نہیں۔ اخبار مانچسٹر گارڈین نے لکھا کہ یہ کتاب نہایت خطرناک ہے اور صرف مذہب کا علم رکھنے والوں ہی کو اس کا مطالعہ کرنا چاہئے۔ لندن کے اخبار ڈیلی میل نے پہلے صفحہ پر ایڈیٹوریل شائع کر کے اس بات کا مطالبہ کیا کہ رابنسن کو بشپ کے عہدے سے علیحدہ ہو جانا چاہئے۔ آرچ بشپ آف کنٹربری نے اس کتاب کے متعلق کہا کہ بشپ رابنسن کو اپنے خیالات کے اظہار کی پوری پوری آزادی ہے وہ خدا تعالیٰ کے صحیح تصور کی تلاش میں کوشاں رہ سکتے ہیں۔

کیمرج یونیورسٹی میں عیسائی مذہب بھی پڑھایا جاتا ہے اور ڈگریاں بھی دی جاتی ہیں۔ وہاں کے اساتذہ کے ایک حلقہ نے عیسائیت پڑھاتے پڑھاتے اس کی تحقیقات کا بیڑہ بھی اٹھا رکھا ہے۔ چنانچہ حال ہی میں (آج سے دو سال قبل) انہوں نے ایک کتاب

Objections to Christian Belief

"عیسائی عقائد پر اعتراضات" شائع کی ہے۔ یہ کتاب چار مصنفین جن میں سے تین باقاعدہ طور پر پادری ہیں کی کوششوں کا نتیجہ ہے۔ دراصل یہ چاروں مصنف ایک ایسے حلقہ کے افراد ہیں جن کو "کیمرج کے علمائے دینیات" کا نام دیا جاتا ہے۔ بشپ رابنسن کے خیال میں یہ لوگ عیسائیت کے چشمہ کو صاف کر رہے ہیں اور اس کوشش میں ہیں کہ موجودہ زمانہ کے لوگوں کے لئے ایسی عیسائیت پیش کی جائے جو ان کی زندگیوں سے کوئی نہ کوئی تعلق تو رکھتی ہو۔ اور ایسا کرنے کے لئے انہیں عیسائی درخت کی مُردہ شاخیں کاٹنی پڑ رہی ہیں۔ صحیح عیسائیت پیش کرنے کی کوشش میں وہ اس سوال کو بھی حل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں کہ کیا مسیح ناصری میں الوہیت کی کوئی بات موجود تھی یا نہیں۔

ان "کیمرج کے علمائے دینیات" کا کہنا ہے کہ وہ کوئی نیا دین پیش کرنے کی کوشش نہیں کر رہے ہیں۔ ان کا کام تو صرف اتنا ہی ہے کہ عیسائیت کے مروجہ عقائد کی چھان بین کی جائے (گویا حضرت مسیح ناصری کے الفاظ میں کڑوے دانے الگ کئے جائیں۔)

اس سلسلہ میں وہ اپنا کام جاری رکھ رہے ہیں۔ اور اب دیگر متعدد پادری بھی ان کے ہم خیال ہوتے چلے جا رہے ہیں۔

یہ پولوس کے پیش کردہ عقائد ہی کا نتیجہ ہے کہ عیسائیت کو ایک کمزور انسان جیسا خدا ملا۔ چنانچہ اب بعض عیسائیوں نے اس مہم کو چلایا ہے کہ دنیا پر یہ ثابت کر دیا جائے کہ خدا مر گیا ہے۔ ان کے عقائد کے مطابق یہ بات ہے بھی درست لیکن اس سے مراد وہی خدا ہے جو پولوس نے عیسائیوں کو دیا تھا یعنی مسیح ناصری۔ قرآن کریم تو اس خدا کو ایک لمبے عرصہ سے مار چکا ہے۔ اور اس زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی روزِ روشن کی طرح یہ ثابت کر دیا ہے کہ عیسائیوں کا خدا جس کا نام مسیح ابن مریم ہے مر چکا ہے۔

عیسائی دنیا کے یہ چار مفکر

۱۔ VAN BUREN
۲۔ HAMILTON
۳۔ VAHANIAN
۴۔ ALTIZER

اس مہم کے پیش رو ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کی صحیح صفات سے واقف ہو جائے وہ مسیح ابن مریم کو مُردہ خدا تو مان سکتا ہے لیکن زندہ خدا کبھی نہیں مان سکتا۔

جس طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ عیسائیوں کے خدا کو مرنا ہی چاہئے کیونکہ اس میں اسلام کی زندگی ہے۔ اسی طرح اوپر ذکر کئے گئے مصنفین میں سے ALTIZER نے اپنی

Gospel of Christian Atheism

میں لکھا ہے کہ اب نجات اسی میں ہے کہ عیسائیت کے خدا پر موت وارد ہو جائے۔

اسی طرح ہارورڈ یونیورسٹی کے HARVEY COX نے اپنی کتاب

The Secular City

میں لکھا ہے کہ اب کچھ عرصہ کے لئے عیسائیت کو خدا کے متعلق کچھ کہنے سے اجتناب کرنا پڑے گا۔ انہوں نے عیسائی دنیا سے ایک بڑا اہم استفسار بھی کیا ہے اور وہ یہ ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ کیا یہ خدا سے عدم تعلق کا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تھیوری یا عیسائیت کے خدا کی موت واقع ہو گئی ہے یا ہم خدا کو صحیح الفاظ میں پیش کرنے سے قاصر ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ عیسائیت میں یہ تینوں باتیں موجود ہیں۔ ان کا خدا مُردہ خدا ہے ان کا خدا سے کوئی تعلق باقی نہیں رہا۔ اور وہ خدا کے تصور کو صحیح الفاظ میں پیش کرنے سے قاصر ہیں۔ یہ تیسری بات ہی ہے جس کی وجہ سے انہوں نے بہت سی ٹھوکریں کھائی ہیں۔

HAMILTON (ہملٹن) جن کا ذکر اوپر کیا ہے انہوں نے اپنی کتاب The New Essence of Christianity میں لکھا ہے کہ اگر مسیح ناصری کو اس بات پر تعجب تھا کہ خدا نے انہیں کیوں چھوڑ دیا ہے۔ (ایلی ایلی لما سبقتانی) تو ہم بیچارے کون ہیں جو اس بات پر تعجب کا اظہار نہ کریں کہ خدا کوئی ہے بھی یا نہیں۔

عیسائی عقائد نے کس طرح ایمان کو گھن کی طرح کھا لیا ہے۔ اگر مسیح واقعی صلیب پر وفات پا گئے ہوتے تو اس کا صرف اور صرف یہ مطلب نکل سکتا تھا کہ جس خدا پر انہیں ایمان تھا اور جس کے حضور انہوں نے دعائیں کی تھیں وہ خدا نہایت کمزور تھا۔ اس زمانے میں کمزور خدا کو کون مان سکتا ہے۔

مسیح ناصری کی صلیب پر وفات یا وہاں سے زندہ اترنا ایک ایسا مسئلہ ہے جس کو بیخ و بن سے اکھاڑنے کے لئے اور جس کی اصلیت کو دنیا پر واضح کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مبعوث فرمایا۔ حضور کا کسر صلیب ہے اور حضور کے کاموں میں سے سب سے اہم کام کسر صلیب ہے۔

عیسائی پادریوں نے بھی صلیب پر موت کے کڑوے دانے سے اُگے ہوئے پودے کو اب کاٹنا شروع کر دیا ہے اور یہ کام مختلف ملکوں میں کیا جا رہا ہے۔

حال ہی میں HUGH J. SCHON FIELD (ہیو۔ جے۔ شان فیلڈ) نے ایک کتاب THE PASSOVER PLOT تصنیف کی ہے۔

امریکن رسالہ TIME (ٹائم) نے اس کتاب پر تبصرہ کرتے ہوئے اپنے تبصرہ کا عنوان دیا ہے "کیا مسیح صلیب پر فوت ہوئے تھے؟"

اور لکھا ہے عیسائی انجیل اپنے سارے پیغام کا مرکزی نقطہ یسوع مسیح کی صلیب پر وفات کو قرار دیتی ہے۔ اور اس کا کہنا ہے کہ مسیح صلیب پر مرے اور پھر مُردوں میں سے جی اٹھے۔ اگر یہ سب کچھ وقوع پذیر نہیں ہوا جیسے کہ غیر عیسائی کہتے ہیں کہ واقعی نہیں ہوا تو اس تفصیلی عقیدہ کے پیش کئے جانے کے کچھ وجوہ ہونے چاہئیں۔ مسٹر شان فیلڈ نے اپنی کتاب PASSOVER PLOT میں یہی کچھ مہیا کرنے کی کوشش کی ہے۔ گویا ان کا عقیدہ ہے کہ مسیح نے نہ صلیب پر جان دی اور نہ ہی وہ مُردوں میں سے جی اٹھے۔

ان سے قبل بشپ AULTMAN اس خیال کا اظہار کر چکے ہیں کہ مسیح کبھی بھی مُردوں میں سے نہ جی اٹھے تھے اور کہ یہ عقیدہ محض صلیبی موت کو تقویت دینے اور اسے قابل قبول بنانے کے لئے پیش کیا جاتا ہے۔

ڈاکٹر شوئٹزر

ڈاکٹر (SCHWEITZER) جو عیسائی دنیا کے ایک بہت بڑے عالم دینیات مانے جاتے تھے (حال ہی میں ان کی وفات ہوئی ہے) بھی اس بات کے قائل نہ تھے کہ مسیح کبھی مُردوں میں سے بھی اٹھے تھے۔ ان کا خیال تھا کہ یہ بات محض خیال ہی ہے۔

پادری پیرنڈر (PARRINDER) کچھ عرصہ سے عیسائی دنیا میں اپنی تصانیف کے ذریعہ کافی اہمیت حاصل کر گئے ہیں۔ انہوں نے حال ہی میں ایک کتاب شائع کی ہے جس کا نام ہے Jesus in the Quran اس کتاب میں انہوں نے اس بات پر افسوس کا اظہار کیا ہے کہ عیسائی لوگ بائیبل کی بنیادی باتوں سے بہت دور جا پڑے ہیں۔ ان کے خیال میں چونکہ اسلام پر یونانیوں وغیرہم کا کوئی اثر نہیں پڑا اس لئے اسلام نے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت ہی کی تعلیم دی ہے اور یہی دراصل بائیبل کی بھی تعلیم ہے۔ لیکن عیسائیوں نے یونانیوں اور بعض دیگر قوموں کے زیر اثر اپنے عقائد کو کچھ اور ہی رنگ دے دیا ہے۔

پیرنڈر صاحب یہ بھی کہتے ہیں کہ عقائد کی بحث میں اسلام اور عیسائیت ایک دوسرے سے بہت کچھ سیکھ سکتے ہیں جس سے ان کا مطلب یہ ہے کہ اسلام میں جو وحدت کا سبق دیا جاتا ہے یہی دراصل بائیبل کی تعلیم ہے۔ پیرنڈر صاحب نے صاف الفاظ میں لکھا ہے کہ اگر مذہب کا لوگوں کے عقل و فہم سے کوئی تعلق قائم رکھنا ہے تو "خدا کا بیٹا" "تثلیث" اور "نجات" کی اصطلاحوں کو بدلنا پڑے گا۔ پیشگوئی۔ القاء اور الہام کا نظریہ بھی عیسائی دُنیا کو بدلنا پڑے گا اور ایسا کرنے کے لئے اس وحی کو مد نظر رکھنا ہوگا جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی تھی۔ اور جو اب قرآن کے نام سے موسوم ہے۔

(اگرچہ یہ بات غیر متعلق سی معلوم ہوتی ہے لیکن اس کا یہاں ذکر کر دینا خالی از دلچسپی نہ ہوگا۔ پیرنڈر کہتے ہیں کہ دوسرے مذاہب کے لوگوں کے ساتھ مسلمانوں کا نیک سلوک عیسائیوں کے لئے نہایت شرم کا باعث ہے۔)

بشپ جیمس پائک

(James Pike) نے اپنے مقالہ جات اور ایک کتاب What this Treasure is? "یہ خزانہ کہاں ہے؟" کے ذریعہ دنیا بھر میں شہرت حاصل کر لی ہے انہوں نے عیسائیت کے تمام مروجہ عقائد (مسیح کا ابن اللہ ہونا۔ صلیب پر وفات۔ مُردوں میں سے جی اٹھنا اور آسمان پر جانا) پر ایسی ایسی ضرب کاری لگائی ہے کہ مسیح ناصری کے الفاظ میں کڑوے دانوں کے پودوں کو اکھاڑ کر رکھ دیا ہے۔ تثلیث کے متعلق ان کا کہنا ہے کہ یہ "خداؤں کی کمیٹی" والی بات ہوئی عیسائی عقائد کو "زائد بوجھ" کہہ کر انہوں نے ان کی اصل کیفیت بیان کر دی ہے۔ ان کے خیال میں اگر عیسائیت کو زندہ رہنا ہے تو اس کے عقائد کی چھان بین کر کے صرف ایسی ہی باتوں کو باقی رکھنا چاہئیے جو اصل عیسائیت کے عقائد کہلا سکیں۔

الغرض حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کی پیشگوئی کہ کوئی دشمن گیہوں کے اچھے دانوں میں کڑوے دانے بھی بو دے گا۔ بھی پوری ہو چکی ہے اور اب یہ پیشگوئی بھی پوری ہو رہی ہے کہ کٹائی کے وقت میں کاٹنے والوں سے کہوں گا کہ پہلے کڑوے دانے جمع کر لو اور جلانے کے لئے ان کے گٹھے باندھ لو اور گیہوں میرے کھتے میں جمع کر دو۔

یہ سب کچھ حضرت مسیح ناصری کی آمد ثانی کے وقت مقدر تھا اور اب آمد ثانی کی پیشگوئی پوری ہو چکی ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت سے عیسائیت کی فصل کی کٹائی شروع ہے۔ گیہوں کھتے میں ڈالے جا رہے ہیں کڑوے دانے اکٹھے کر کے جلانے کے گٹھوں میں باندھے جا رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ وہ دن جلد لائے گا کہ اسلام کو باقی تمام ادیان پر غلبہ حاصل ہو جائے اور ساری دنیا اس کی زندگی بخش تعلیم سے مستفید ہونے لگے۔

نظر و دھوپ کی عینکوں کی
مشہور دکان
ممتاز آپٹیکل سروس
ڈاکٹر ممتاز احمد دندان و عینک ساز
کچہری بازار لائلپور

تریاق چشم [illegible] کی خاص تاثیر
[illegible]
المشتہر مرزا محمد شریف بیگ منیجر تریاق چشم [illegible]

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تحریک آزادی کشمیر اور حضرت المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(مکرم چوہدری ظہور احمد صاحب۔ آڈیٹر صدر انجمن احمدیہ۔ پاکستان۔ ربوہ)

میں اپنے ذاتی علم اور حقائق کی روشنی میں بلا خوف تردید یہ کہہ سکتا ہوں اور خدا تعالیٰ کے فضل سے اسے درست ثابت کر سکتا ہوں کہ برصغیر پاک و ہند میں کوئی ایک بھی ایسا لیڈر نہیں جس نے سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے زیادہ شاندار خدمات تحریک آزادی کشمیر میں سرانجام دی ہوں۔

حضور نے آزادی کشمیر کی تحریک میں جو شاندار کارنامے سرانجام دیئے ہیں اگر ان کی تفصیل لکھی جائے تو ہزاروں صفحات پر مشتمل کتابیں بھی ناکافی ہیں۔ اس وقت میں حضور کے صرف دو کارناموں کا مختصر ذکر کرنا چاہتا ہوں:۔

۱۹۳۱ء میں جب اس تحریک نے زور پکڑا تو مہاراجہ ریاست نے اسے کچلنے کے لئے ہر حربہ استعمال کیا کہ ریاست کے طول و عرض میں خود فسادات کرا دیئے اور اس کے نتیجہ میں سینکڑوں ایسے مسلمانوں کو جن کے متعلق یہ خیال تھا کہ وہ اس ایجی ٹیشن میں حصہ لے رہے ہیں۔ نہایت سنگین مقدمات مثلاً قتل۔ بلوہ۔ آتشزدگی ڈاکہ اور اسی نوعیت کے دیگر الزامات میں گرفتار کر کے جیلوں میں ٹھونس دیا۔ اب ان مقدمات کی پیروی کے لئے کشمیر کے مسلمانوں کے پاس نہ روپیہ تھا اور نہ وکیل بلکہ ریاست کا کوئی وکیل ان مقدمات میں مسلمانوں کی طرف سے پیش ہونے کی جرأت بھی نہ کرتا تھا۔ ایسے وقت میں کشمیر کے لیڈروں نے سیدنا حضرت مصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں متفقہ طور پر التجا کی کہ حضور کشمیر میں مقدمات کی پیروی کے لئے وکلاء بھجوائیں۔

حضور اس وقت آل انڈیا کشمیر کمیٹی کے صدر تھے۔ حضور نے اس معاملہ کو کمیٹی کے اجلاس میں پیش کیا۔ وہاں یہ فیصلہ ہوا کہ حضرت مرزا صاحب اور ڈاکٹر سر محمد اقبال اپنے اپنے زیر اثر وکلاء کو تحریک کر کے انہیں اس بات کے لئے آمادہ کریں کہ وہ کشمیر جا کر یہ خدمت انجام دیں۔ خاکسار اس اجلاس کے وقت موجود تھا۔ دونوں لیڈروں کی تحریک کا جو نتیجہ نکلا وہ یہ ہے کہ اس وقت سر محمد اقبال کے زیر اثر وکلاء میں سے ایک بھی اس بات پر رضامند نہ ہوا کہ وہ کشمیر میں جا کر ان مقدمات کی پیروی کرے۔

اس کے مقابل حضرت مصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ کی تحریک پر پنجاب کے ایک درجن کے قریب مشہور اور چوٹی کے وکلاء نے اپنی چلتی ہوئی پریکٹس کو چھوڑ کر اپنی خدمات بلا معاوضہ کے حضرت کے حضور پیش کر کے جس خلوص اور ایثار اور قربانی کا نمونہ پیش کیا اس کی مثال برصغیر کے مسلمانوں میں آج تک بھی نہیں پائی جاتی۔ حضور کی تحریک پر جن وکلاء نے کشمیر میں کام کیا ان کے اسماء یہ ہیں:۔

۱۔ جناب شیخ بشیر احمد صاحب ایڈووکیٹ سپریم کورٹ سابق جج ہائی کورٹ۔
۲۔ چوہدری اسد اللہ خان صاحب بیرسٹر
۳۔ چوہدری عصمت اللہ صاحب ایڈووکیٹ
۴۔ شیخ محمد احمد صاحب مظہر ایڈووکیٹ
۵۔ چوہدری عزیز احمد صاحب باجوہ ایڈووکیٹ سپریم کورٹ۔ ریٹائرڈ سیشن جج
۶۔ میر محمد بخش صاحب ایڈووکیٹ گوجرانوالہ
۷۔ چوہدری غلام مصطفیٰ صاحب بیرسٹر
۸۔ چوہدری یوسف خان صاحب وکیل
۹۔ قاضی عبدالحمید صاحب وکیل
۱۰۔ ملک محمد حسین صاحب بیرسٹر

ان کے علاوہ ایک مشہور مقدمہ کے لئے حضور نے جناب چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب کو بھی ہدایت فرمائی۔ جو حضور کے ارشاد کی تعمیل کے لئے بخوشی تیار ہو گئے ان وکلاء کے ایثار اور قربانی کا کچھ پتہ ان واقعات سے ہو جاتا ہے جن میں سے دو بطور نمونہ اختصار کے ساتھ بیان کرتا ہوں۔

ایک وکیل صاحب کو جب حضرت مصلح الموعود کا حکم پہنچا کہ فوراً جموں پہنچ کر کام شروع کر دو۔ تو انہوں نے یہ بھی دریافت کرنے کی کوشش نہ کی کہ میں جو اپنے کاروبار کو چھوڑ کر جا رہا ہوں۔ میرے اہل و عیال کی دیکھ بھال یا گزارہ کی صورت کیا ہو گی۔ انہوں نے اس بات کا بھی انتظار نہ کیا کہ وہ سفر کے لئے اور اپنی رہائش اور خوراک کے لئے نقدی کا انتظام کر لیں۔ گھر میں جو نقدی موجود تھی لے لی اور چل پڑے۔ احتیاطاً گھر سے کچھ زیور بھی لے گئے کہ ضرورت پیش آنے پر انہیں فروخت کر کے ضرورت پوری کر لیں گے اور کسی کے سامنے دست سوال دراز کرنا نہ پڑے گا۔ گو اللہ تعالیٰ نے ان پر یہ وقت نہ آنے دیا۔

ایک دوسرے وکیل صاحب کو جو خصوصی کشمیر کے مقدمات کی پیروی کے سلسلہ میں مقیم تھے گھر سے تار آیا کہ بچہ کو نمونیا ہو گیا ہے بیمار ہے فوراً گھر پہنچیں۔ انہوں نے گھر جانے کی بجائے لکھوا دیا کہ میں ڈاکٹر تو ہوں نہیں کہ میری موجودگی آپ کو فائدہ دے سکے۔ صرف دعا کر سکتا ہوں وہ میں نے شروع کر دی ہے۔ میں جس کام کے لئے ٹھہرا ہوا ہوں وہ بہت اہم ہے۔ کئی لوگوں کی زندگی اور موت کا سوال درپیش ہے۔ مقدمہ کی پیروی میں تھوڑی سی کوتاہی بھی ملزموں کے حق میں خطرناک ثابت ہو سکتی ہے۔ اس لئے مجھے یہی کام کرنے دیں۔ اللہ تعالیٰ نے فضل کیا اور شدید بیماری کے بعد بچہ صحت یاب ہو گیا۔

جن وکلاء کا میں نے اوپر ذکر کیا ہے۔ ان میں سے چوہدری غلام مصطفیٰ صاحب بیرسٹر احمدی نہ تھے تاہم انہوں نے محض حضرت مصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ عقیدت کے نتیجہ میں اپنے آپ کو حضور کے سامنے پیش کیا تھا۔

ایک دوسرا شاندار کارنامہ جو اس تحریک میں حضور نے سرانجام دیا وہ یہ تھا کہ ۲۵ جولائی ۱۹۳۱ء کو جب ہندوستان کے مسلمان اکابرین نے شملہ کے مقام پر جمع ہو کر آل انڈیا کشمیر کمیٹی بنائی اور ڈاکٹر سر محمد اقبال کی تجویز پر سب نے متفقہ طور پر حضرت مصلح الموعود رضی اللہ عنہ کو اس کمیٹی کا صدر مقرر کیا تو اسی وقت حضور نے تحریک کو چلانے کے لئے ایک جامع سکیم مرتب فرمائی۔ خاکسار کو اس سفر میں حضور کے ہمراہیوں میں شامل ہونے کا فخر حاصل ہے۔

حضور نے محسوس کیا کہ جب تک ڈاکٹر ہندو اور دنیا پر یہ معلوم نہ ہو جائے کہ ہندوستان کے تمام مسلمان اور اسی طرح ریاست کشمیر و جموں کے تمام باشندے آل انڈیا کشمیر کمیٹی کو اپنا صحیح نمائندہ سمجھتے ہیں۔ اس وقت تک کوئی مؤثر کارروائی نہ ہو سکے گی۔ اس کے لئے حضور نے یہ تجویز فرمائی کہ ۱۴ اگست کو ہندوستان میں ہر جگہ جلسے کئے جائیں۔ جلوس نکالے جائیں۔ کشمیریوں کے مطالبات دہرائے جائیں ان سے ہمدردی کا اظہار کیا جائے۔ اور ریزولیوشن پاس کر کے وائسرائے۔ وزیر ہند۔ مہاراجہ اور متعلقہ صوبہ جات کے گورنروں کو ان کی نقول بھجوائی جائیں۔

حضور نے اس موقعہ پر جو اپیل کی اور جسے چھپوا کر کے ہندوستان کے کونے کونے میں بھجوایا گیا وہ ایک تاریخی دستاویز ہے۔ جس کا ایک حصہ بطور نمونہ پیش کرتا ہوں۔

اس میں ہندوستان کے تمام مسلمانوں کو مخاطب کر کے لکھا گیا تھا:۔

"وہ مسلمانوں کو یاد رکھنا چاہئے کہ ان کے تیس لاکھ بھائی بے زبان جانوروں کی طرح قسم قسم کے ظلموں کا تختہ مشق بنائے جا رہے ہیں۔ جن زمینوں پر وہ ہزاروں سال سے قابض تھے ان کو ریاست کشمیر اپنی ملکیت قرار دے کر ناقابل برداشت مالیہ وصول کر رہی ہے۔ درخت کاٹنے مکان بنانے بغیر اجازت زمین فروخت کرنے کی اجازت نہیں۔ اگر کوئی شخص کشمیر میں مسلمان ہو جائے تو اس کی جائیداد ضبط کی جاتی ہے بلکہ اہل و عیال بھی اس سے زبردستی چھین کر الگ کر دیئے جاتے ہیں۔ ریاست جموں و کشمیر میں جلسہ کرنے کی اجازت نہیں انجمن بنانے کی اجازت نہیں اخبار نکالنے کی اجازت نہیں۔ غرض اپنی اصلاح

اور جلسوں پر شکایت کرنے کے سامان بھی ان سے چھین لئے گئے۔ وہاں کے مسلمانوں کی حالت اس شعر کے مصداق ہے ؎

دشمن کو اجازت ہے خنجر [illegible] کی
گفت کے مرجائیں پر [illegible]

جب اس صورت حالات کے خلاف جموں کے مسلمانوں نے ادب و احترام سے اور شرافت و نرمی سے مہاراجہ صاحب کے پاس شکایت کی تو بذریعہ تار جموں کے مسلمانوں کے نمائندوں کو بلایا گیا کہ مہاراجہ صاحب کے پاس اپنی معروضات کو پیش کریں لیکن [illegible] آج کل کرتے ہوئے ان کی شکایات سننے کے بجائے انہیں جیل خانہ میں ڈال دیا گیا جو اس وقت تک جیل کی [illegible] ہیں۔ کشمیر کے مسلمانوں کو جو ایک ہندو کشمیر کے مقدمہ کی کارروائی سننے کی خواہش کے مجرم تھے گولیوں اور پتھروں سے زخمی کیا گیا۔ ان غریب قیدیوں اور بے کس مجروحوں اور جان [illegible] دینے والوں کا صرف یہ قصور تھا کہ وہ مسلمان کہلاتے تھے۔ اور انہیں یہ احساس پیدا ہونے لگ گیا تھا کہ ہم بھی آدمی ہیں۔

پس آج ہر ایک مسلمان جو ہندوستان کے کسی گوشے میں رہتا ہو اس سے امید کی جاتی ہے کہ وہ ۱۴ اگست کو جلسہ کر کے یا جلسے میں شامل ہو کر اس صورت حال کے خلاف احتجاج کرے کیونکہ جموں اور کشمیر کے تیس لاکھ مسلمانوں کی آزادی غلامی کے طوق کے نیچے کراہ رہی ہے [illegible] قوت کو آرام [illegible] سے سو نہیں سکتی۔

یہ پروگرام قرار پایا کہ ہر جگہ جلوس نکالے جائیں۔ اور جلسے ہر جگہ کئے جائیں۔ [illegible] حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب [illegible] آل انڈیا کشمیر کمیٹی [illegible] شائع کیا ہے [illegible] بہت کثرت سے اجتماعات کئے جائیں اور جلسہ میں یہ درخواست کی جائے کہ ہم مہاراجہ صاحب کی حکومت سے [illegible] مسلمانوں کے انسانی حقوق دلانے کے لئے کوشش کرتے ہیں۔ [illegible] مسئلہ [illegible] بھی [illegible] پاس کئے جائیں جن میں [illegible] قرآن مجید [illegible] روکنے کی [illegible] اور [illegible] جلانے کے واقعات پر نفرت کا اظہار کیا جائے اور حکومت ہند [illegible] تحقیق کا مطالبہ کیا جائے۔

مقامات میں [illegible] لوگوں کے مقدمات کی پیروی کے لئے باہر سے وکلاء کو اجازت دیئے جانے کا مطالبہ کیا جائے۔

نیز یہ [illegible] آزادی، انجمنیں بنانے کی آزادی، اخبار نکالنے کی آزادی، زمین کے مالکانہ حقوق دیئے جانے [illegible] میں سے [illegible] جانے اور مجلس قانون ساز بنائے جانے کے متعلق بھی ریزولیوشن منظور کر کے مطالبہ کیا جائے۔

یہ بھی ہدایت کی گئی تھی کہ جلسہ اور جلوسوں کی متعلق رپورٹ آل انڈیا کشمیر کمیٹی کو بھجوانے کے علاوہ ریزولیوشنز کی نقول اپنے صوبہ کے گورنر، وائسرائے ہند اور پریس کو بھجوائی جائیں۔

انگلستان میں بھی بڑے زور سے کشمیر کے متعلق کام شروع ہو گیا۔ پارلیمنٹ میں آل انڈیا کشمیر کمیٹی کا بھی ذکر آیا۔ اور سوالات پوچھے گئے اور پارلیمنٹ کے بعض ممبروں نے ہر طرح کی امداد کا وعدہ کیا۔

۱۴ اگست کو کشمیر ڈے منانے کا اعلان ہو چکا تھا۔ حکومت ہند اور حکومت کشمیر دونوں [illegible] اس اعلان کے رد عمل کا انتظار کر رہی تھیں [illegible] نگاہ [illegible] کی طرف لگی تھی۔ لہٰذا اس دن کو کامیاب بنانے کے لئے اخبارات میں متواتر نوٹ چھپوائے جا رہے تھے۔ اور اشتہاروں کے ہمدردوں کو خطوط کے ذریعہ تعاون کی تحریک کی جا رہی تھی۔

مجھے یاد ہے کہ ہم جب تک شملہ میں رہے رات کے دو بجے سے پہلے کبھی کام ختم نہ ہوتا تھا۔ [illegible] کام [illegible] تھا۔

۱۴ اگست کو کشمیر ڈے [illegible] تمام [illegible] کے [illegible] متعلق صدر محترم کا ایک مفصل مضمون [illegible] تمام اخبارات کو بھجوا دیا گیا۔ [illegible] اکثر اخبارات نے بہت نمایاں کر کے شائع کیا۔

[illegible] کہ اس تاریخ [illegible] ہندوستان کے گوشے گوشے میں ایک سرے سے دوسرے سرے تک ہر جگہ جلسے ہوئے جلوس نکلے۔ ریزولیوشن پاس ہوئے۔ [illegible] اسلام کے [illegible] یہ بات [illegible] کہ سارے کا سارا [illegible] آل انڈیا کشمیر کمیٹی کے ساتھ تھا۔

۱۴ اگست کا کشمیر ڈے [illegible] کی کامیابی تحریک آزادی کشمیر کی کامیابی کا سب سے پہلا اور نہایت مضبوط اینٹ تھی۔ سو حضرت مصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بابرکت [illegible] رکھی گئی۔

اللہ تعالیٰ کی ہزاروں ہزار رحمتیں اور برکتیں ہوں اس ذات پر جو اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حیاتِ کامیاب!

نورِ جانِ حضرتِ مہدی، امامِ اتقیا | مصلحِ موعود و عالم صاحبِ فہم و ذکا
فخرِ قوم و فخرِ ملت، خادمِ دینِ متیں | قادیاں کے بادشاہ حضرت امیر المومنیں
اک نشانِ رحمتِ پروردگارِ کائنات | لختِ جگرِ مہدیٔ موعود، پاکیزہ صفات
ہر کہ و مہ کی زباں پر تیرا ذکرِ ضوفشاں | ہو گیا حاصل تجھے واللہ حیاتِ جاوداں
عشقِ دینِ مصطفیٰ میں تُو تڑپتا تھا مدام | ذکرِ ربّ العالمیں تیری زباں پر صبح و شام
عہد تیرا رحمتِ پروردگار بے چگوں | کفر و باطل سامنے تیرے ہمیشہ سرنگوں
تُو نے دنیا میں کیا اسلام کا پرچم بلند | ہو گئی ساری زمیں پہ پیش شیطاں بند
نور سے بھرپور ہے گر آستینِ زندگی | گھس گئے ظلمات میں تیرے دامنِ زندگی
چل دیئے وہ ساتھ لے کر عشقِ بیت اللہ کا | زندگی میں چھوڑ کر سود و زیانِ مال و تن
جان کی بازی لگا کر غیر ملکوں میں گئے | سینکڑوں ترجمۂ مصحف ایک حرف [illegible]
احمدیت کا پیامِ جانفزا سب کو دیا | ساری دنیا کو خدا کے نور سے روشن کیا
کام تیرے تجھ کو زندہ تا قیامت کر گئے | تیرے بیٹے ساری دنیا کی امامت کر گئے
نطقِ گویائی کے [illegible] | آج بھی تڑپا رہا ہے تیرا اندازِ بیاں
نور سے معمور تھی تیری حیاتِ کامیاب | مرقدِ پُرنور بھی دیکھیں ہے رشکِ ماہتاب
عمر ساری یاد تیری دل سے جا سکتی نہیں | موت تیرا نام دنیا سے مٹا سکتی نہیں

لُٹ گئی جب سامنے اپنے بہارِ زندگی
کس کو ہو گا شوق پھر اب اعتبارِ زندگی

(عبد الحمید شوق از بہاولپور)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور کسرِ صلیب

(از محترمہ امۃ الملک صاحبہ ایم اے بنت ملک عبدالحمید صاحب راولپنڈی)

"مسیحیوں پر ثابت کر دو کہ درحقیقت مسیح ابن مریم ہمیشہ کے لئے فوت ہو چکا ہے یہی ایک بحث ہے جس میں فتح یاب ہونے پر تم عیسائی مذہب کی صف روئے زمین سے لپیٹ دو گے" (حضرت مسیح موعود)

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے آج سے چودہ سو سال قبل امام مہدی کے ظہور کے وقت کے حالات بتاتے ہوئے فرمایا تھا کہ اُس وقت حقیقی اسلام دنیا سے نیست و نابود ہو جائے گا۔ اور عیسائیت تمام دنیا پر غلبہ حاصل کر لے گی تب اللہ تعالےٰ مثیل ابن مریم کو کاسر الصلیب بنا کر مبعوث فرمائے گا جو اپنے سید و مولیٰ محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں صلیب کو پاش پاش کرے گا اور پرچم توحید کو روئے زمین کے گوشے گوشے پر لہرائے گا جیسا کہ فرمایا:

والذی نفسی بیدہ
لیوشکن ان ینزل
فیکم ابن مریم حکماً
عدلاً فیکسر الصلیب
ویقتل الخنزیر
ویضع الحرب
ویفیض المال۔

یعنی مسیح موعود کے عظیم الشان کارناموں میں سے ایک یہ بھی ہوگا کہ وہ صلیب کو توڑے گا۔

چنانچہ جب چودہویں صدی کے اوائل میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق ساری دنیا میں عیسائی مشن قائم ہو گئے اور عیسائی منّاد "ربنا المسیح ربنا المسیح" کی صدا بلند کرنے لگے تو اس کے نتیجے میں لاکھوں مسلمان عیسائیت کی آغوش میں پناہ گزین ہو گئے۔ یوں محسوس ہوتا تھا کہ مذہب عیسائیت کا یہ زبردست طوفان اُس وقت تک نہیں تھمے گا جب تک دنیا میں بسنے والے ہر چھوٹے بڑے کو اپنی آغوش میں نہ لے لے۔ امریکہ کے ایک مشہور پادری جان ہنری بیروز نے اس کی جلد ترقی کو دیکھ کر بڑے فخر سے یہ اعلان کیا تھا کہ

"صلیب کی چمکار آج ایک طرف لبنان میں ضو افگن ہے تو دوسری طرف فارس کے پہاڑوں کی چوٹیاں اور باسفورس کا پانی اس کی چمکار سے جگ مگ کر رہا ہے یہ صورت حال پیش خیمہ ہے اس آنے والے انقلاب کا جب کہ قاہرہ، مصر، دمشق اور تہران کے شہر خداوند یسوع مسیح کے خادموں سے آباد نظر آئیں گے حتیٰ کہ صلیب کی چمکار صحرائے عرب کے سکوت کو چیرتی ہوئی وہاں بھی پہنچے گی۔ اس وقت خداوند یسوع اپنے شاگردوں کے ذریعہ مکہ کے شہر اور خاص کعبہ کے حرم میں داخل ہوگا اور بالآخر وہاں حق و صداقت کی منادی کی جائے گی کہ ابدی زندگی یہ ہے کہ وہ تجھ خدائے واحد اور یسوع مسیح کو جانیں جس کو تو نے بھیجا ہے۔"

(الفضل ۱۰ اپریل ۱۹۸۰ء بحوالہ بیروز لیکچرز ص۴۲)

الغرض سیاسی، تمدنی اور مذہبی ہر لحاظ سے عیسائیت ہی غالب نظر آتی تھی۔ دنیا میں تین خداؤں کی حکومت تھی۔ بیچارہ اسلام کمزور و نحیف ہو کر رہ گیا تھا۔ ان مایوس کن حالات میں قادیان کی گمنام بستی سے امید کی ایک کرن پھوٹی اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ایک رفیع الشان خادم حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے منشاء الٰہی کے تحت ساری دنیا کے سامنے للکار کر یہ اعلان کیا کہ:

"میں صلیب کو توڑنے اور خنزیروں کو قتل کرنے کے لئے بھیجا گیا ہوں۔ میں آسمان سے اترا ہوں ان پاک فرشتوں کے ساتھ جو میرے دائیں بھی اور جو میرے بائیں تھے ...... ان کے ہاتھ میں وہ بڑی بڑی گرزیں ہیں جو صلیب کو توڑنے اور مخلوق پرستی کے ہیکل کو کچلنے کے لئے دی گئی ہیں۔"

(روحانی خزائن جلد ۳ حاشیہ)

چنانچہ آپ سینہ سپر ہو کر فرزندانِ تثلیث کے مقابلہ پر آگئے اور اس وقت تک دم نہ لیا جب تک عیسائیت کی ریڑھ کی ہڈی کو توڑ نہ ڈالا ۔۔۔ واضح ہو کہ اس وقت کے تمام بڑے بڑے علماء کو احساس تک نہ تھا کہ اسلام پر عیسائیت کی طرف سے جو راستے شرک کے کھلے جا رہے ہیں ان کا کوئی توڑ پیدا کریں ۔۔۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مادیت پرستی کا یہ نظارہ خون کے آنسو رلاتا تھا آپ سے دیکھے نہ جاتے اور درد مند دل سے یہ صدا اٹھتی رہی۔

میرے آنسو اس غم دلسوز سے تھمتے نہیں
دیں کا گھر ویران ہے دنیا کے ہیں عالی منار
دیکھ سکتا ہی نہیں میں ضعفِ دینِ مصطفےٰ
مجھ کو کر اے میرے سلطاں کامیاب و کامگار

آپ کے دل میں شدید تڑپ تھی کہ کس طرح صلیب کی یہ جھوٹی چمکار ماند پڑ جائے، دنیا سے تین خداؤں کی حکومت مٹ جائے اور ساری مخلوق خدائے واحد کی پرستار بن جائے۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی کو اختیار کر لے اور قرآن شریف کی تعلیمات پر عمل پیرا ہو جائے ۔۔۔ آپ کی اس قلبی کیفیت کا کسی قدر اندازہ اس اقتباس سے لگایا جا سکتا ہے فرمایا:-

"میں ہر دم اس فکر میں ہوں کہ ہمارا اور نصاریٰ کا کسی طرح فیصلہ ہو جائے میرا دل مردہ پرستی کے فتنہ سے خون ہوتا جاتا ہے اور میری جان عجیب تنگی میں ہے۔ اس سے بڑھ کر اور کون سا دلی درد کا مقام ہوگا کہ ایک عاجز انسان کو خدا بنایا گیا ہے اور ایک مشت خاک کو رب العالمین سمجھا گیا ہے میں کبھی کا اس غم سے فنا ہو جاتا اگر میرا مولیٰ اور میرا قادر توانا مجھے تسلی نہ دیتا کہ آخر توحید کی فتح ہے۔"

(اشتہار ۲۰ جنوری ۱۸۹۷ء)

کتنا درد ہے ان الفاظ میں! اور کس قدر تڑپ ہے اس امر کی کہ کسی طرح مسیحیت کا مکمل قلع قمع ہو اور توحید کی فتح ہو۔ اسی درد نے تو حضرت اقدس کو سخت خطرناک حالات میں بھی عملی اقدام اٹھانے پر آمادہ کیا چنانچہ آپ نے اللہ تعالےٰ کے اذن سے للکار کر یہ اعلان صادر فرمایا کہ میں ہی کاسر الصلیب ہوں اور میرے ہی ہاتھوں صلیب کا ٹوٹنا مقدر ہے ۔۔۔ پھر اس ضمن میں آپ نے وہ عظیم الشان کارنامے نمایاں انجام دیئے کہ روئے زمین اس کی نظیر پیش کرنے سے قاصر ہے۔

مسیحیت کو گرانے کے لئے آپ نے مختلف تدابیر اختیار کیں۔ سب سے پہلے تو آپ نے واشگاف الفاظ میں تمام مذاہب کو چیلنج دیتے ہوئے یہ اعلان فرمایا کہ زندہ خدا صرف اسلام کا ہے نہ عیسائیت کا نہ یہودیت کا اور نہ ہندو دھرم کا ۔۔۔ اسلام کا خدا وہی ہے جو آدم کے وقت زندہ تھا ابراہیم کے وقت اپنی زندگی کا ثبوت دیتا رہا، جو موسیٰ اور عیسیٰ کے وقتوں میں اپنی تجلیاں دکھاتا رہا ۔۔۔ وہ زندہ خدا آج بھی زندہ ہے وہ حی و قیوم ہے ۔۔۔ اس کی کوئی صفت معطل نہیں ہوئی۔ وہ اب بھی اپنے پیاروں سے کلام کرتا ہے۔ ان کی دعاؤں کو سنتا اور قبول فرماتا ہے اور اپنی زندگی کا ثبوت بہم پہنچاتا ہے آپ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مسیحیت کو براہ راست چیلنج دیتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"عیسائی صاحبوں کے ساتھ ایک آسان فیصلہ کا طریق یہ ہے کہ میں زندہ اور کامل خدا سے کسی نشان کے لئے دعا کرتا ہوں اور آپ حضرت مسیح سے جو آپ کے نزدیک سچا خدا ہے دعا کریں اور میں اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اگر میں بالمقابل نشان دکھلانے سے قاصر رہا تو ہر ایک سزا اپنے اوپر اٹھاؤں گا۔ اگر آپ نے مقابلہ پر کچھ بھی کر دکھایا تو بھی اٹھاؤں گا"

(جنگ مقدس)

مگر کوئی بھی حضرت اقدس کے مقابلہ پر نہ آیا اور اس طرح انہوں نے عملاً اسلام کی فوقیت اور برتری کا اعتراف کر لیا۔ پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے عیسائی مذہب کے رکن رکین عقائد یعنی صلیب اور کفارہ پر زبردست عقلی اعتراض کئے اور فرمایا کہ فطرت صحیحہ ان کو ماننے کے لئے ہرگز تیار نہیں۔ سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب، جنگ مقدس، اور چشمہ مسیحی کے علاوہ ملفوظات میں بھی کثرت سے ایسے دلائل ملتے ہیں جو عیسائیت کے معبود کے لئے ایک تیز ترین تلوار کی حیثیت رکھتے ہیں۔ آپ نے اناجیل سے، سکوں کی گواہی سے، طب کی شہادت سے اور تاریخ سے ثابت کیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام صلیب پر فوت نہیں ہوئے بلکہ خدا تعالیٰ نے ان کو صلیبی موت سے بچا لیا تھا۔ قرآن مجید کی تیس آیات سے وفات مسیح کا ثبوت آپ نے بہم پہنچایا اور اس کی تائید میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے کئی اقوال پیش کئے۔ نیز فرمایا کہ مجھے خدا تعالیٰ نے یہ خبر دی ہے کہ حضرت مسیح ناصری صلیب پر فوت نہیں ہوئے بلکہ آپ وہاں سے بچ کر کشمیر چلے گئے تھے جہاں ۱۲۰ سال کی عمر میں آپ کی طبعی وفات ہوئی اور آپ کا مدفن سرینگر محلہ خانیار میں ہے۔ پھر آپ نے ببانگ دہل یہ اعلان فرمایا کہ:۔

"وفات مسیح میں حیات اسلام ہے"

آپ کے اس عقیدہ نے صلیب کو پارہ پارہ کر ڈالا۔ آپ کے بیان کردہ ناقابل تردید دلائل کی وجہ سے تمام بڑے بڑے مفکرین اور محققین نے بھی وفات مسیح کا کھلا اعتراف کر لیا اور عیسائیت سے بیزار نظر آنے لگے کیونکہ اس عقیدے سے دراصل اس مذہب کی ریڑھ کی ہڈی ٹوٹ جاتی ہے اور اس کی پوری عمارت دھڑام سے نیچے آگرتی ہے۔ اس لئے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام تمام محبان اسلام کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"اے میرے دوستو! اب میری ایک آخری وصیت کو سنو۔ ایک راز کی بات کہتا ہوں اس کو خوب یاد رکھو کہ تم اپنے ان تمام مناظرات کا جو عیسائیوں سے تمہیں پیش آتے ہیں پہلو بدل لو اور عیسائیوں پر یہ ثابت کر دو کہ درحقیقت مسیح ابن مریم ہمیشہ کے لئے فوت ہو چکا ہے۔ یہی ایک بحث ہے جس میں فتحیاب ہونے سے تم عیسائی مذہب کی روئے زمین سے صف لپیٹ دو گے۔ تمہیں کچھ بھی ضرورت نہیں کہ دوسرے لمبے جھگڑوں میں اپنے اوقات عزیز کو ضائع کرو۔ صرف ابن مریم کی وفات پر زور دو اور پر زور دلائل سے عیسائیوں کو لاجواب اور ساکت کر دو۔ جب تم مسیح کا مردوں میں داخل ہونا ثابت کر دو گے اور عیسائیوں کے دل میں نقش کر دو گے تو اس دن تم سمجھ لو کہ آج عیسائی مذہب دنیا سے رخصت ہوا۔ یقیناً سمجھو کہ جب تک ان کا خدا فوت نہ ہو ان کا مذہب بھی فوت نہیں ہو سکتا اور دوسری تمام بحثیں ان کے ساتھ عبث ہیں۔ ان کے مذہب کا ایک ہی ستون ہے اور وہ یہ ہے کہ اب تک مسیح ابن مریم آسمان پر زندہ بیٹھا ہے۔ اس ستون کو پاش پاش کرو۔ پھر نظر اٹھا کر دیکھو کہ عیسائی مذہب کہاں ہے"

(ازالہ اوہام)

اے کاش! ہمارے مسلمان حضرت اقدس کی نصیحت پر کان دھریں اور متحد ہو کر مسیحی لشکر کے سامنے صف آرا ہو جائیں تا بہت جلد اسلام ساری دنیا پر غالب آجائے اور عیسائیت کی صف لپیٹی جائے۔۔۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مسیحیت کو گرانے کے لئے ایک اور زبردست تلوار بھی استعمال کی ہے اور وہ ہے درد مند دل کی گہرائیوں سے نکلی ہوئی نیم شبی دعاؤں کی تیز ترین تلوار۔ حضور نے کئی بار فرمایا کہ اس گروہ کی کتب کا جواب محض دلائل سے نہیں دیا جا سکتا بلکہ اس کے لئے تو آسمانی تنزل سے دعاؤں کی تک جانا چاہیئے۔ آپ کی حیات طیبہ کا ایک ایک لمحہ اس چیز کا شاہد ہے کہ آپ نے صلیب پرستی کے فتنے کو کچلنے کے لئے اور اسلام کی سربلندی کے لئے نہایت ہی خشیت سے خدا تعالیٰ کے حضور دعائیں کیں۔ اپنے ایک مشہور قصیدہ میں یوں رقم طراز ہیں:۔

أرى الناس يبغون الجنان لنفسهم
واحبابها اجمع الحق لا انحصر
والقى من العوق نفسي ليحسر في
ومامحوا الاصليب يجسر
فذلك فردوسي وخلدي وجنتي
فادخلني ربي جنتي انا مضطر

یعنی میں لوگوں کو دیکھتا ہوں کہ بہشت اور اس کی نعمتوں کے طلبگار ہیں اور بہشت کی اعلیٰ ترین لذات طلب کرتے ہیں لیکن میری خواہش صرف ایک مزا ہے جس پر میری تمام تر خوشی موقوف ہے اور وہ خواہش یہ ہے کہ کس طرح صلیب ٹوٹ جائے یہی میرا فردوس ہے۔ یہی میرا بہشت ہے اور یہی میری جنت ہے۔ پس اے میرے خدا میری بہشت میں مجھ کو داخل کر کہ میں بے قرار ہوں۔

(منقول از [illegible])

المسیح حضرت مولوی فتح دین صاحب دھرم کوٹی روایت بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حضور اکثر حاضر ہوا کرتا تھا اور کئی مرتبہ حضور کے پاس ہی رات کو بھی قیام کیا کرتا تھا۔ ایک بار میں نے دیکھا کہ آدھی رات کے قریب حضرت صاحب بہت بے قراری سے تڑپ رہے ہیں اور ایک کونے سے دوسرے کونے کی طرف تڑپتے ہوئے چلے جاتے ہیں جیسے کہ ماہی بے آب تڑپتی ہے یا کوئی مریض شدت درد کی وجہ سے تڑپ رہا ہوتا ہے۔ میں اس حالت کو دیکھ کر سخت ڈر گیا اور بہت فکر مند ہوا۔ دل پر کچھ ایسا خوف طاری ہوا کہ اس وقت میں پریشانی میں ہی پڑا رہا۔ یہاں تک کہ حضرت مسیح موعود کی وہ حالت جاتی رہی۔ صبح میں نے اس واقعہ کا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ذکر کیا کہ رات کو میری آنکھوں نے اس قسم کا نظارہ دیکھا ہے۔ کیا حضور کو کوئی تکلیف تھی۔ حضرت مسیح موعود نے فرمایا۔ میاں فتح دین کیا تم اس وقت جاگتے تھے؟ اصل بات یہ ہے کہ جس وقت ہمیں اسلام کی مہم یاد آتی ہے اور جو مصیبتیں اس وقت اسلام پر آرہی ہیں ان کا خیال آتا ہے تو ہماری طبیعت سخت بے چین ہو جاتی ہے۔ اور یہ اسلام کا ہی درد ہے جو ہمیں اس طرح بے قرار کر دیتا ہے۔

اللہ اللہ۔ کیا درد مند تھا وہ دل جس کو دن رات ایک ہی لگن اور ایک ہی آرزو تھی جو ہر شب کو بے چین کر دیتی اور ہر دن کو مضطرب بنا دیتی۔ یہی ایک تڑپ تھی کہ کسی طرح ساری دنیا کا سر حبیب محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں آجائے۔ اور امت محمدیہ اپنی کھوئی ہوئی عزت کو دوبارہ حاصل کر لے۔ اس مقصد کے حصول کی خاطر شبانہ روز اس خدا کے برگزیدہ کے حضور گریہ وزاریاں ہوتی تھیں ـــــ اللہ تعالیٰ نے بھی اپنے برگزیدہ مسیح کے دل کی گہرائیوں سے نکلی ہوئی ان دعاؤں کو ضائع نہیں کیا۔ بلکہ انہوں نے زمین و آسمان پر ایک تہلکہ مچا دیا اور کچھ ہی عرصہ کے اندر ساری دنیا نے ایک عظیم الشان انقلاب کا مشاہدہ اپنی آنکھوں سے کر لیا۔ جماعت احمدیہ کی روز افزوں ترقی اور مسیحیت کا تنزل ان ہی دعاؤں کا بہترین ثمرہ ہیں۔

(باقی صفحہ ۳۲ پر)

موجودہ دور کے تقاضوں سے آگاہ رہنے کے لئے انصار اللہ کا باقاعدگی سے مطالعہ کیجئے (شعبہ اشاعت)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

انڈونیشیا کی احمدی جماعتوں کی نہایت کامیاب سالانہ کانفرنس

انڈونیشیا کے صدر سوکارنو۔ اور پانچ وزراء کی طرف سے پیغامات

کامیاب تبلیغی جلسہ

فضل عمر فاؤنڈیشن کے سلسلہ میں انڈونیشین احمدیوں کے اخلاص کا واضح نظارہ

استقبالیہ جلسہ میں دو ہزار سے زائد غیر از جماعت افراد کی شمولیت

(مکرم میاں عبدالحی صاحب مبلغ اسلام مقیم انڈونیشیا)

> میں جماعت احمدیہ انڈونیشیا کو اس کی سترھویں سالانہ کانفرنس میں مبارکباد پیش کرتا ہوں.... آپ اسلامی آگ کی چنگاری کو متواتر فروزاں کریں اور اسلامی سپرٹ اور روح کو مسلسل زندہ رکھیں تا کہ آپ حقیقی طور پر دینی اور دنیوی لحاظ سے ایک مضبوط قوم بن جائیں۔
>
> ([illegible])

الحمدللہ کہ جماعتہائے احمدیہ انڈونیشیا کی سالانہ کانفرنس مغربی جاوا کے قصبہ سنگاپرنا میں ۲۵ اگست کی رات کو شروع ہو کر ۲۸ اگست کو بڑی کامیابی سے اختتام پذیر ہوئی۔

مشکلات کا سامنا

جیسا کہ احباب جانتے ہیں انڈونیشیا میں ملکی حالات نہایت مخدوش ہیں۔ گو ملک کے اقتصادی حالات ۱۹۶۰ء سے ہی تیزی سے خرابی کی طرف جا رہے ہیں۔ لیکن گزشتہ آٹھ ماہ میں سابقہ قیمتوں میں چند گنا کے قریب اضافہ ہو گیا ہے۔ ان حالات میں یہ کہنا مشکل تھا۔ کہ آیا سنگاپرنا میں ہم جلسہ بھی کر سکیں گے۔ یا نہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے فضل کیا کہ مخالف حالات کے باوجود جلسہ منعقد کیا جا سکا اور خدا کے فضل کو کھینچنے میں جماعتوں کے اخلاص کا بھی دخل ہے۔ کانفرنس کے کئی ماہ قبل یہ کوشش کی گئی تھی کہ ممبرین جماعت رضاکارانہ طور پر قربانی کریں۔ چنانچہ کئی ایک جماعتوں نے اپنے اپنے علاقہ کی مناسبت سے بعض اجناس دینے کا وعدہ کیا۔ اسی طرح سنگاپرنا کی جماعت نے کانفرنس سے کئی ماہ قبل چاولوں کا ذخیرہ خرید لیا۔ کانفرنس کے دنوں میں چاول کی قیمت پہلے سے ۵۰ فیصد کے قریب زیادہ ہو گئی تھی۔ مگر پہلے چاول خریدنے کی وجہ سے ہمیں بچت ہو گئی۔ سنگاپرنا کے علاقہ میں لوگ تالابوں میں مچھلیاں پالتے ہیں۔ چنانچہ کانفرنس سے کئی ماہ قبل احباب نے مہمانوں کی خاطر کافی تعداد میں مچھلیاں پالی ہوئی تھیں جو کانفرنس کے دنوں میں استعمال ہوئیں۔ اسی طرح سنگاپرنا کے بعض احباب نے اس سلسلہ میں نقد رقوم سے بھی مدد کی۔ بعض دوسری جماعتوں کے افراد نے بھی اس سلسلہ میں قابل قدر اخلاص کا نمونہ دکھایا۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو جزائے خیر دے۔

اجازت کے حصول میں مشکلات

۱۹۶۵ء و ۱۹۶۶ء میں جلسہ کرنے کے لئے ہمیں علاقہ کی حکومت کی طرف سے اجازت کے حصول میں ناکامی ہوئی تھی۔ سنگاپرنا میں جلسہ کرنے کے لئے درخواست منظور کر لی گئی۔ لیکن ہمیں بہت سی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔

ہر مرحلہ میں مشکلات پیش آئیں۔ چنانچہ کانفرنس کا اجازت نامہ کانفرنس کے انعقاد سے صرف پانچ روز قبل ملا۔ اجازت سے چند روز قبل باندونگ (BANDUNG) میں جو مغربی جاوا کا دارالحکومت ہے ایسے حالات پیدا ہو گئے تھے کہ ڈر تھا کہ کہیں جاوا کانفرنس کے لئے اجازت کا معاملہ ترک کر دیا جائے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے فضل کیا کہ یہ اجازت برقرار رہی اور ۲۰ اگست کو باندونگ سے باقاعدہ اجازت نامہ جاری ہو گیا۔

پہلا پروگرام یہ تھا کہ جولائی کے آخر میں جلسہ منعقد کیا جائے۔ لیکن کانفرنس سے کچھ عرصہ قبل سکول کی تعطیلات جولائی کی بجائے آخر اگست میں کر دی گئیں۔ اس لئے مجبوراً کانفرنس کی تاریخوں کو بدلنا پڑا اور در حقیقت یہ تبدیلی ہمارے لئے بابرکت ہو گئی۔ اگر جلسہ کی تاریخیں جولائی کے آخر میں ہی رہتیں تو غالب گمان تھا کہ ہمیں بروقت اجازت نامہ نہ مل سکتا۔ دوسرے عام طور پر جولائی کا مہینہ خشک ہوتا ہے۔ سنگاپرنا ایک قصبہ ہے۔ وہاں چونکہ برساتی پانی اور نالوں کے پانی سے ہی ضروریات پوری کی جاتی ہیں۔ اور خشک موسم ہونے کی وجہ سے ان دنوں میں بھی پانی کم ہو جاتا ہے۔ اور کثیر تعداد مہمانوں کے لئے پانی کی کمی سخت مشکلات پیدا کر دیتی ہے۔ لیکن اگست میں جلسہ کرنے کا فائدہ یہ ہوا کہ خدا کے فضل سے جلسہ سے چند روز قبل وقفے وقفے سے بارش ہو گئی جس سے پانی کی قلت نسبتاً دور ہو گئی۔ جلسہ سے چند روز قبل بھی بارشیں ہوئیں اور جلسہ کے پانچ روز بعد بھی۔ لیکن جلسہ کے ایام میں مطلع صاف رہا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک

اس علاقہ کے مبلغ انچارج محترم و مکرم جناب مولوی عبدالواحد صاحب ہیں۔ آپ کا قیام گاروت میں ہے۔ جو کہ سنگاپرنا سے قریباً ۲۵ میل جانب مغرب واقع ہے۔ آپ کانفرنس کے سلسلہ میں ہدایات دینے کے لئے گاہے گاہے سنگاپرنا جاتے رہے۔ کانفرنس سے دو ماہ قبل مولوی امام الدین صاحب رئیس التبلیغ نے مکرم مولوی محی الدین شاہ صاحب کو (جن کو ان کے والد صاحب مرحوم نے ۱۹۵۰ء میں مرکز سلسلہ میں دینی تعلیم کے حصول کے لئے بھجوایا تھا اور جو ۱۹۶۰ء سے بطور مبلغ کام کر رہے ہیں) سنگاپرنا بھجوایا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہر دو موصوف نے قابل قدر خدمات سر انجام دیں۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء

کانفرنس کی کارروائی

افتتاحی اجلاس: ۲۵ اگست

بروز جمعرات نماز مغرب و عشاء کے بعد افتتاحی اجلاس کی کارروائی تلاوت قرآن کریم سے شروع ہوئی۔ اس کے بعد مکرم جناب رئیس التبلیغ صاحب کی اقتداء میں اجتماعی دعا کی گئی۔ جس میں اسلام، مرکز سلسلہ اور احمدیت کی کامیابی کے علاوہ ملک کے موجودہ حالات کی بہتری کے لئے بھی دعا کی گئی۔ اور اس کے بعد کانفرنس کمیٹی کے صدر جناب [illegible] MAHMUD صاحب نے کانفرنس کے سلسلہ میں رپورٹ پڑھی۔ جس میں پیش آمدہ مشکلات کا ذکر کرنے کے علاوہ جماعت سنگاپرنا کا شکریہ ادا کیا گیا۔ اس کے بعد جناب سید شاہ محمد صاحب صدر جماعت احمدیہ انڈونیشیا نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کے بعد سب کا شکریہ ادا کیا۔ ازاں بعد حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ اور مکرم و محترم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب وکیل التبشیر کے پیغامات محترم مولوی ابوبکر صاحب ایوب مبلغ سلسلہ نے پڑھ کر سنائے۔ پیغامات سنائے جانے سے قبل محترم مولوی امام الدین صاحب رئیس التبلیغ نے یہ امید ظاہر کی کہ ہم اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی توفیق سے ان پیغامات کی روشنی میں اپنا پروگرام متعین کریں گے۔ اس کے بعد اجتماعی دعا ہوئی۔ اور دعا کے بعد افتتاحی اجلاس کی کارروائی ختم ہوئی۔

اس اجلاس کے شروع ہونے تک مہمانوں کی آمد کا تانتا لگا رہا۔ اس دفعہ سب سے پہلے انڈونیشیا کا قومی گیت گایا گیا۔ افتتاحی اجلاس میں مقامی حکومت کے نمائندے بھی شریک ہوئے۔ جس ہال میں یہ جلسہ شروع ہوا۔ وہ کافی کھلا میدان ہے۔ اس موقع پر کافی تعداد میں غیر از جماعت دوست بھی باہر کارروائی سن رہے تھے۔ لاؤڈ سپیکر کی وجہ سے ان تک آسانی سے آواز پہنچ جاتی تھی۔

۲۶ اگست بروز جمعہ صبح سات بجکر چالیس منٹ پر اس روز کا پہلا اجلاس تلاوت قرآن کریم سے شروع ہوا۔ آیات کا ترجمہ مکرم جناب مولوی ابوبکر صاحب ایوب نے پڑھ کر سنایا۔ اس کے بعد مکرم جناب رئیس التبلیغ صاحب کی اقتداء میں اجتماعی دعا کی گئی۔ دعا سے قبل آپ نے چند ضروری امور کی طرف توجہ دلائی۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سکرٹری بہاولپوری صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات سے حضور کی زندگی کے حالات زندگی پیش کئے۔ اس کے بعد مکرم مولوی [illegible] صاحب نے "تربیت اولاد" کے موضوع پر تقریر کی۔

اس کے بعد جناب [illegible] انور صاحب نے "اسلام اور امن عالم" کے موضوع پر تقریر کی۔ اور آنحضرت صلعم کے حالات زندگی سے ثابت کیا کہ اصل اور حقیقی امن اسلامی تعلیم کی رو سے ہی ممکن ہے۔ اس کے بعد محترم مولوی ابوبکر صاحب ایوب نے ذیل کی فارسی سے

"بکوشید اے جواناں تا بدیں قوت شود پیدا"

والی نظم کا انڈونیشین زبان میں ترجمہ کیا اور مختصر تشریح کی۔ احباب نے ان اشعار سے خاص طور پر حظ اٹھایا۔

جماعت احمدیہ انڈونیشیا کی سالانہ کانفرنس میں یہ پہلا موقعہ تھا۔ کہ مسلسل چار گھنٹے تک تبلیغی امور پر جلسہ جاری رہا۔ اس سے حاضرین بہت محظوظ ہوئے۔ دونوں کے بعد اشعار کے پروگرام نے ہی جلسہ کی رونق اور دلچسپی میں اضافہ کیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا عشق اسلام، عشق قرآن اور عشق آنحضرت صلعم سے بھرپور تحریروں اور اشعار نے ایک خاص سماں پیدا کر دیا تھا۔

خطبہ جمعہ

ایک بجے جناب رئیس التبلیغ صاحب نے مختصر خطبہ جمعہ میں احباب کو ضروری امور کی طرف توجہ دلائی۔

دوسرا اجلاس

خطبہ جمعہ۔ نمازوں اور طعام کے بعد اس روز کا دوسرا اجلاس ۲ بجے مجلس انصار اللہ، مجلس خدام الاحمدیہ، لجنہ اماء اللہ اور ناصرات الاحمدیہ نے علیحدہ علیحدہ جگہوں میں منعقد کیا۔ یہ اجلاس ۵ بجے تک جاری رہا۔ اس میں ہر ایک تنظیم نے اپنے اپنے کام کی رپورٹ پیش کی اور ترقی کے لئے تجاویز سوچیں۔ نماز مغرب، عشاء و طعام کے بعد بھی ان اجلاسوں کی بقیہ کارروائی جاری رہی اور ۹ بجے شب مشترکہ اجلاس ہوا جس میں پہلے تو مجلس انصار اللہ، خدام الاحمدیہ، لجنہ اماء اللہ اور ناصرات الاحمدیہ نے اختصار کے ساتھ اپنے اپنے اجلاس کی رپورٹ پیش کی۔ اور اس کے بعد جناب [illegible] ایمان صاحب [illegible] نے "قرآن کریم [illegible] قانون کی حیثیت سے" کے موضوع پر ایک پُر از معلومات مقالہ پڑھا۔ یہ اجلاس ۱۱ بجے شب ختم ہوا۔

۲۰ اگست بروز ہفتہ کا پہلا اجلاس

اس روز کا پہلا اجلاس صبح آٹھ بجے تلاوت قرآن پاک اور دعا سے شروع ہوا۔ صدر جماعت ہائے احمدیہ انڈونیشیا جناب سکرٹری بہاولپوری صاحب نے افتتاحی تقریر فرمائی۔ اس کے بعد گزشتہ سال کے کام کی رپورٹ جناب عبد الرحمن صاحب جنرل سکرٹری جماعت ہائے احمدیہ نے پڑھ کر سنائی۔ اس کے بعد محترم جناب [illegible] یوسف صاحب سکرٹری مال نے گزشتہ سال کی آمد و خرچ کا اور آئندہ سال کی متوقع آمد کا بجٹ پیش کیا۔

ازاں بعد جناب عثمان ساجد [illegible] صاحب سکرٹری تحریک جدید نے رپورٹ پیش کی۔ اس کے بعد جناب [illegible] صاحب سکرٹری الوصیت نے رپورٹ پیش کی۔ مکرم جناب رئیس التبلیغ صاحب نے نظام الوصیت کے متعلق بعض امور بیان کئے۔ اور محترم جناب مولوی ابوبکر صاحب ایوب نے بھی رقت آمیز انداز میں اپنے جذبات کا اظہار کیا۔ اس کے بعد جناب [illegible] یوسف نے اپنی رپورٹ پیش کی۔ [illegible] کے ذریعہ سے قریباً دو سال قبل PEACE LODGE FOUNDATION کا قیام کیا گیا تھا جس کی بڑی غرض یہ تھی کہ سلسلہ کے لٹریچر کی اشاعت کی طرف خاص توجہ دی جائے۔ یہ فاؤنڈیشن اب باقاعدہ رجسٹرڈ ہو چکی ہے۔ محترم جناب [illegible] یوسف صاحب نے اس کی تاریخ اختصار سے بیان کی اور پیش آمدہ مشکلات کا ذکر کرنے کے بعد بتایا کہ اس وقت تک کیا کام ہوا ہے اور کتنا لٹریچر شائع ہو چکا ہے۔ جناب یوسف صاحب کی رپورٹ کے بعد اجلاس ۱۲ بجکر ۵ منٹ پر ختم ہوا۔

ہفتہ کے روز کا دوسرا اجلاس

اس روز کا دوسرا اجلاس ظہر و عصر کی نمازوں اور طعام کے بعد ۳ بجے زیر صدارت جناب [illegible] یوسف صاحب شروع ہوا۔ سب سے قبل جناب ابراہیم [illegible] صاحب جنرل سکرٹری [illegible] نے ایک [illegible] سے پُر اور دلچسپ رپورٹ پڑھی۔ جس میں [illegible] کے کام کے دائرہ سے احباب کو روشناس کروایا گیا۔ اسی طرح سے اشاعت میں پیش آمدہ مشکلات کا ذکر کیا اور بتایا کہ بظاہر یہ بات ناممکن نظر آتی تھی کہ بغیر کسی سرمایہ کے ملک کے موجودہ اقتصادی حالات میں ہم اس اہم کام کو شروع کر سکیں گے لیکن اللہ تعالیٰ نے احباب کو قربانی کی توفیق دی۔ جس کے نتیجہ میں [illegible] تفسیر قرآن کا حصہ اول شائع ہو گیا۔ اور اب دوسرا حصہ شائع ہو رہا ہے۔ اس کے بعد جناب [illegible] صاحب پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ بانڈونگ نے، بانڈونگ جماعت کی ایک تبلیغی سکیم کا ڈھانچہ احباب کے سامنے اس غرض کے لئے پیش کیا۔ کہ تا جو جو جماعتیں اسے مفید پائیں اس پر عمل کر سکیں۔

اس کے بعد جلسہ سالانہ اور مجلس شوریٰ کے لئے جگہ کی تعیین کا سوال پیش ہوا۔ اس سلسلہ میں [illegible] (وسطی جاوا) [illegible] (وسطی جاوا) [illegible] (مغربی جاوا) اور بوگور (مغربی جاوا) کی جماعتوں کے نمائندوں نے اپنی اپنی جگہ جلسہ کرنے کی پیشکش کی۔ آخر فیصلہ یہ ہوا۔ کہ

"مزید غور و فکر کرنے کے بعد جلسہ جماعتوں کو اس کی اطلاع دی جائیگی"

اس کے بعد دینی تربیتی کلاس کے متعلق سکرٹری تعلیم و تربیت جناب عبد [illegible] نے رپورٹ پیش کی۔ ان کی رپورٹ اور تجاویز کے بعد فیصلہ ہوا کہ [illegible] سے یہ کلاس [illegible] ایک سال کے لئے کھول دی جائے۔ آپ نے جماعتوں پر زور دیا کہ زیادہ سے زیادہ قابل نوجوانوں کو اس غرض کے لئے تیار کریں۔ اگر کوئی غیر معمولی رکاوٹ پیش نہ آئی تو انشاء اللہ یہ کلاس ۱۵ دسمبر سے جاری کی جاسکے گی۔

جلسہ استقبالیہ

رات ۸ بجے ٹاؤن ہال کے باہر کے وسیع میدان میں جلسہ استقبالیہ منعقد کیا گیا۔ اس جلسہ کی صدارت کے فرائض جناب [illegible] صاحب [illegible] نے انجام دئیے۔ تلاوت قرآن کے بعد قومی گیت گایا گیا۔ سب سے قبل جناب صدر صاحب جماعت ہائے احمدیہ [illegible] نے ایک [illegible] پڑھا۔ جس میں [illegible] کا شکریہ ادا کرنے کے بعد [illegible] سب کا شکریہ ادا کیا۔ اس کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آمد اور احمدیت کے مقاصد کو اختصار کے ساتھ پیش کیا اور پھر جماعت احمدیہ انڈونیشیا کی مساعی کا ذکر کیا۔ اس کے بعد جماعتوں کے [illegible] اور مبلغین سلسلہ کا تعارف کرایا گیا۔ اس جلسہ میں تین ہزار کے قریب دوست شامل ہوئے جن میں سے دو ہزار کے قریب احباب غیر از جماعت تھے۔

شامل ہونے والوں میں [illegible] لوگ تھے۔ علاقہ کے ڈپٹی کمشنر جو اپنے علاقہ کی نمائندگی کے علاوہ [illegible] گورنر کی نمائندگی کر رہے تھے۔ [illegible] پولیس کا انچارج۔ علاقہ کے [illegible] کے علاوہ پبلک کے [illegible] احباب شریک ہوئے۔ جب جماعت کے نمائندوں [illegible] تعارف [illegible] کے بعد جناب [illegible] صاحب [illegible] سنائے۔ حاضرین [illegible] موقعہ دیا گیا۔ اور [illegible] اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ اور [illegible] نقطۂ نگاہ سے جماعت کی بعض نمایاں [illegible]۔ علاقہ کے [illegible] نے جماعت احمدیہ کی بہت تعریف کی اور بتایا کہ ہم جماعت احمدیہ سے واقف ہیں۔ ہم جانتے ہیں کہ جماعت احمدیہ ایک فعال جماعت ہے اور ملک کے لئے اس جماعت نے دوسرے لوگوں کے دوش بدوش کام کیا ہے۔ اس کے بعد [illegible] سلسلہ کی مختلف زبانوں اور مختلف ملکوں میں شائع ہونے والی کتب کی نمائش کا ذکر [illegible]۔ اس نمائش میں بیرونی ممالک میں جماعت احمدیہ کی تبلیغی سرگرمیوں کے متعلق تصاویر بھی آویزاں کی گئی تھیں۔ اس موقعہ پر دو سو [illegible] معزز مہمانوں کو دو دو کتابوں کا ایک ایک سیٹ دیا گیا۔ ۱۱ بجے رات کے قریب یہ اجلاس اختتام پذیر ہوا۔

۲۱ اگست بروز اتوار کا پہلا اجلاس

تبلیغی جلسہ: ۸ بجے صبح [illegible] مکرم جناب شریف صاحب سکرٹری تبلیغ کی صدارت میں [illegible] تبلیغی جلسہ تلاوت قرآن کریم کے بعد شروع ہوا۔ پہلے تو جناب [illegible] صاحب نے اپنی صدارتی تقریر میں اختصار کے ساتھ جماعت کا تعارف کرایا۔ اس کے بعد جناب مولوی [illegible] صاحب مبلغ سلسلہ نے "آنحضرت صلعم ایک زندہ نبی کی حیثیت میں" کے موضوع پر تقریر کی۔ اس کے بعد مکرم مولوی ابوبکر صاحب ایوب مبلغ نے "سلسلہ احمدیہ کی حقیقت" کے موضوع پر ایک گھنٹہ تقریر کی۔ آپ نے [illegible] حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اپنے ملفوظات سے [illegible] جماعت احمدیہ تمام ارکان ایمان اور ارکان اسلام کو تسلیم کرتی ہے۔ آپ نے [illegible] کی تائید میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریر پیش کی۔ اور [illegible]

ہمدرد نسواں (اٹھرا کی گولیاں) دواخانہ خدمت خلق رجسٹرڈ ربوہ سے طلب کریں۔ مکمل کورس تیس روپے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

میں کہ کو سامعین میں سے عربی جاننے والے
لوگ یہ جان لیں کہ ہم محض اپنی طرف سے ترجمہ
نہیں کر رہے۔ اس کے بعد آپ نے اس سوال
کا جواب دیا کہ اگر اسلام کے بنیادی امور میں
جماعت احمدیہ اور دوسرے مسلمانوں میں کوئی فرق
نہیں۔ تو پھر جماعت احمدیہ کا دوسروں سے
اختلاف کیا ہے۔ آپ نے صفات باری تعالیٰ
میں سے خاص طور پر صفت تکلم پر بحث کی۔
اسی طرح جہنم کے ابدی ہونے کے عقیدہ کی
غلطی کو واضح کیا۔ اسی طرح نسخ قرآن و دیگر
کئی مسائل پر بحث کی۔ آپ کی یہ تقریر بہت
پسند کی گئی۔

اس کے بعد خاکسار نے "قوم کی تعمیر میں
مذہب کا اہم حصہ" کے موضوع پر ۲۰ منٹ تقریر
کی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس روز کی تمام
تقاریر کامیاب رہیں۔ اور احباب جماعت نے
خوشی کا اظہار کیا اور بتایا کہ غیر از جماعت احباب
بڑے غور سے سب تقاریر کو سنتے رہے۔
فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

آج کے جلسہ میں ہال کھچا کھچ بھرا ہوا
تھا۔ احباب جماعت نے مہمانوں کو جگہ دے کر
خود میدان میں کھڑا رہنا پسند کیا۔ پھر بھی
میدان میں کافی تعداد میں غیر از جماعت دوست
بھی تقاریر سنتے رہے۔ اندازہ ہے کہ غیر از
جماعت احباب کی تعداد ایک ہزار سے ڈیڑھ
ہزار سامعین تک تھی۔

۲۰ تاریخ کا دوسرا اجلاس

یہ اجلاس پونے تین بجے دعا کے بعد شروع
ہوا۔ اس اجلاس میں جناب سوجاڈی ماگنگ ...
صاحب نے ایک مختصر مقالہ تعلیم و تربیت
کے متعلق پڑھ کر سنایا۔ جناب سوجاڈی صاحب
نے اپنی تقریر میں باندونگ جماعت کی یہ تجویز
بھی پیش کی کہ جماعت انڈونیشیا کو جلد ایک سکول
کے قیام کے لئے کوشش کرنا چاہیے۔

اس کے بعد جناب غزنیت صاحب سیکرٹری
تبلیغ نے تبلیغی رپورٹ پیش کی۔ آخر میں ڈاکٹر
محی الدین صاحب نے "معاشرہ کی صحت کے
متعلق اسلامی تعلیم" کے موضوع پر ایک پُرمغز
معلومات اور دلچسپ مقالہ پڑھا۔ اس تقریر
کے اختتام پر یہ اجلاس بھی اپنے اختتام
کو پہنچا۔

آخری دن کا آخری اجلاس

اس روز کا اور کانفرنس کا آخری
اجلاس رات پونے آٹھ بجے تلاوت قرآن کریم اور
دعا کے بعد شروع ہوا۔ سب سے پہلے تلاوت
قرآن پاک سنانے والے اور نظمیں ... مقابلہ میں
جیتنے والوں کو انعامات تقسیم کئے گئے۔
اس تقریب پر کافی وقت لگ گیا۔ یہ انعامات
مکرم جناب رئیس التبلیغ صاحب نے تقسیم
کئے۔ اس کے بعد مکرم جناب رئیس التبلیغ صاحب
نے اختصار کے ساتھ فضل عمر فاؤنڈیشن
کا ذکر کیا اور کہا کہ ہم خاص طور پر مستحق
ہوں گے اگر اس تحریک کو دوسرے احباب کے
سامنے پیش کیا جاتا ہے۔ آپ نے احباب
کو تلقین کی کہ حضرت اقدس فضل عمر رضی اللہ
عنہ کے اہم کارناموں کی یاد میں اس تحریک
میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں۔ اس کے بعد دوستوں
کی طرف سے وعدے لکھوائے جانے شروع
ہوئے۔ یہ سماں بھی دیکھنے کے قابل تھا۔ قریباً
دو گھنٹے تک جلسہ کا یہ پروگرام فضل عمر فاؤنڈیشن
کے گرد چکر لگاتا رہا۔ اس عرصہ میں مختلف
اوقات میں مکرم جناب سکری برادی صاحب
مکرم جناب مولوی ابوبکر صاحب ایوب اور مکرم
جناب ذہنی دحلان صاحب نے بھی اپنے
جذبات کا اظہار کیا۔ مکرم جناب رئیس التبلیغ
صاحب نے ابتداءً اپنا وعدہ ۵۰۰ روپے
پیش کیا (یعنی ایک الاؤنس کے برابر) اس
کے بعد دوستوں نے کاغذ پر لکھ کر وعدے
ارسال کرنے شروع کئے۔ بعض مبلغین نے
بھی پورے الاؤنس بلکہ بعض نے اس سال
کا بھی اور آئندہ سال کے بھی الاؤنس کے
برابر رقم دینے کا وعدہ کیا۔ ایک دوست
یعنی سیمان صاحب مختار نے دو لاکھ پچیس
روپے یعنی ۲۵۰ ہزار روپے کی رقم کا وعدہ
کیا۔ کل وعدے اس وقت ۱۳۲۰۰۲ روپے
تک پہنچ گئے۔ اس میں چھوٹے بچوں نے بھی
اپنی استطاعت کے مطابق حصہ لیا۔ اس کے
علاوہ بعض احباب نے اپنی قیمتی چیزیں دے کر
اپنے والہانہ جذبات محبت کا اظہار کیا۔
ایک خاتون نے (اہلیہ جناب عزیز ... جو ان
دنوں سخت بیمار ہیں یہ دوست اصلاح کی
اہلیہ ہیں سلسلہ کے لئے بڑھ چڑھ کر قربانی کرنے
والے ہیں۔ احباب کی خدمت میں ان کی
صحت کے لئے دعا کی درخواست ہے)
ایک کانٹا پیش کیا جس کا ہیرے کا
جڑا ہوا تھا۔ ۱۰ افراد ... مستورات نے
طلائی کی گھڑیاں اتار کر پیش کر دیں۔ بعض
احباب نے اپنے ... نکال کر پیش کر دئیے
ایک دوست نے اپنی ... ماہانہ
کی آمد دینے کا وعدہ کیا۔ ایک دوست نے
اپنی ... کی آمد کا ... مستقل طور پر فضل عمر
فاؤنڈیشن فنڈ میں دینے کا وعدہ کیا۔

...... وعدے لکھے
دعوت بھجوائے اور پھر ابھی نوٹ کرنے
اور جمع کرنے کا یہ کام و پروگرام جاری رہا۔ بیچ
بیچ میں اگر کوئی وعدہ خاص طور پر قابل ذکر
ہوتا تو احباب کو اس کی اطلاع دی جاتی۔
جس کے نتیجہ میں دوسرے دوستوں کے دلوں
میں بھی قربانی کا جذبہ پیدا ہوتا۔ اس دوران
میں خاکسار نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام
کی نظم
"ہر طرف فکر کو دوڑا کے تھکایا ہم نے"
کے سات چیدہ اشعار پڑھ کر سنائے۔
اس دوران میں روح میں ایسی کیفیت پیدا کرنے
والا ایک اور واقعہ بھی رونما ہوا۔ اس کی
تفصیل یہ ہے کہ ۱۹۵۰ء میں حضرت اقدس
فضل عمر رضی اللہ عنہ نے مکرم مولوی عبدالواحد
صاحب مبلغ سلسلہ اور جناب رڈوان حیات
صاحب (سابق صدر جماعت انڈونیشیا) کے ہاتھ بطور
موجودہ ہیڈ کو امانت اپنے دستخطوں سے انڈونیشیا
کی جماعت کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام
کی کتاب حقیقۃ الوحی کے دستی مسودہ کے
آٹھ صفحات بطور تبرک کے عطا فرمائے
تھے یہ تبرک جماعت کو دکھایا گیا۔ اس کے بعد
مکرم و محترم مولوی ابوبکر ایوب نے اس
مبارک تحریر کے بعض حصوں کا ترجمہ پڑھ کر
سنایا۔ جس سے احباب کے ایمانوں میں اضافہ
ہوا۔ اس پر مکرم و محترم جناب رئیس التبلیغ
صاحب نے پھر تحریک کی۔ کہ جس وجہ سے
ہمیں یہ مبارک تبرک دیا گیا تھا۔ ہمیں چاہیئے کہ
اس کی یاد میں بڑھ چڑھ کر قربانی کریں۔ اس کے
نتیجہ میں بعض اور دوستوں نے نام لکھوائے۔
جب تمام وعدہ جات لکھے جا چکے تو احباب کو
اس کی اطلاع دی گئی اور ساتھ ہی محترم
رئیس التبلیغ صاحب نے مبلغین کو ہدایت
کی کہ وہ اپنی اپنی جماعتوں میں جا کر ایسے
دوسرے احباب کو اس تحریک میں حصہ لینے
کے لئے آمادہ کریں۔ اس کے بعد مکرم ملک احمد خان
صدر PEACE LODGE FOUNDATION
نے تفسیر قرآن کی اشاعت کے سلسلہ میں خود کو
... پیش کئے۔

اس کے بعد جلسہ میں کاکا کی سفارشات
کو پڑھ کر سنایا گیا اور حاضرین نے ان سے اتفاق
کا اظہار کیا۔ یہ سفارشات حضرت خلیفۃ المسیح
الثالث ایدہ اللہ کی منظوری سے قابل عمل
ہوں گی۔ اس کے بعد پروگرام کا اختتامی حصہ شروع
ہوا۔ پہلے تو کانفرنس کمیٹی کے صدر جناب
... صاحب نے ...
خیر کے الفاظ میں اول اللہ تعالیٰ کا شکر
ادا کیا۔ کہ اس نے مشکلات پر قابو پانے کی اعلیٰ
نعمت سے نوازا۔ اس کے بعد تمام احباب کا
شکریہ ادا کیا۔ اس کے بعد مکرم جناب سکری
برادی صاحب صدر جماعت انڈونیشیا نے اسی قسم
کے جذبات کا اظہار کیا۔ ......

......

اس کے بعد مکرم و محترم جناب رئیس التبلیغ صاحب
نے دعا کروانے سے قبل رقت بھرے رنگ میں
اپنے جذبات کا اظہار کیا۔ اور احباب کو مختلف
امور کے لئے دعا کی تحریک کی۔ حضرت خلیفۃ المسیح
الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی کامیابی اور
درازی عمر کے لئے، اسلام اور جماعت کی ترقی
کے لئے اور پھر اس ملک کے لئے۔ اس کے بعد
اجتماعی دعا ہوئی۔ جس میں احباب پر رقت کا
خاص عالم طاری تھا۔ بعد میں کوئی نصف گھنٹہ
تک دوست ایک دوسرے سے ملاقاتیں کرتے
رہے۔

اس سال کے جلسہ کی خصوصیات

۱۔ حضرت فضل عمرؓ کی وفات کے بعد یہ جلسہ
جماعت احمدیہ انڈونیشیا کا پہلا جلسہ تھا
۲۔ یہ پہلا جلسہ تھا جس میں ربوہ کے سالانہ
جلسہ کا رنگ پہلے سے زیادہ نمایاں تھا
۳۔ اس جلسہ میں فضل عمر فاؤنڈیشن فنڈ
میں حصہ لینے کے لئے احباب نے والہانہ
اخلاص کا ثبوت دیا۔
۴۔ تبلیغی جلسہ اور استقبالیہ جلسہ میں
لوگ سابقہ جلسوں کی نسبت کہیں زیادہ
تعداد میں شامل ہوئے۔
۵۔ اس سال بھی سابقہ جلسوں کی طرح صبح نماز
کے بعد درس کا سلسلہ جاری رہا۔ جمعہ کے روز
مکرم و محترم جناب مولوی عبدالواحد صاحب
نے درس دیا۔ ۱۹۶۳ء میں مکرم و محترم صاحبزادہ
مرزا مبارک احمد صاحب کی آمد پر جو پروگرام
بنایا گیا تھا۔ اس جلسہ میں اسے بھی پیش کیا
گیا اور بتایا گیا کہ ان میں سے کس کس ... ۱۳۵۴
پر کتنا عمل ہو چکا ہے

پریس

ریڈیو اور پریس نے جماعت کی کانفرنس
کے متعلق خبر نشر کی تھی۔ جاکارتا ریڈیو اور باندونگ
ریڈیو نے کانفرنس سے قبل خبر نشر کی۔ اور بعض
اخبارات نے بھی ذکر کیا۔ اسی طرح کانفرنس کے
کے بعد کئی ایک اخبارات نے کانفرنس میں جا کے
گئے تبلیغی جلسوں کو اپنے کالموں میں جگہ دی
یہ فیصلہ جات پریس RELEASE کے
ذریعہ اخبارات کو بھجوا دئیے گئے تھے۔

حب الاطہر رجسٹرڈ مکمل کورس پوچودہ روپے ۵۰/۱۳ نے نرینہ اولاد کو لیا مکمل کورس ۱۹ روپے حکیم نظام جان اینڈ سنز گوجرانوالہ
جلسہ سالانہ کے ایام میں گولبازار ربوہ سے خرید سکتے ہیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پریذیڈنٹ سوکارنو کی طرف سے
اس موقعہ پر
جماعت احمدیہ کے نام پیغام

پریذیڈنٹ سوکارنو صاحب کی خدمت میں کانفرنس کے شروع ہونے سے پانچ روز قبل جماعت احمدیہ انڈونیشیا کی طرف سے درخواست کی گئی تھی کہ وہ اس موقعہ پر کوئی پیغام بھجوائیں۔ لیکن ان کی طرف سے یہ پیغام جلسہ کے پتہ پر بھجوایا گیا۔ جو ری سپشن کے موقعہ پر پڑھا جا سکا۔ اس پیغام کا ترجمہ حسب ذیل ہے۔

برادران جماعت احمدیہ انڈونیشیا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

سب سے پہلے میں جماعت احمدیہ انڈونیشیا کو اس کی سترھویں کانفرنس پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ کے جناب دعا کرتا ہوں کہ وہ دوستوں کی کانفرنس کو اپنی رحمت اور رضا سے نوازے۔ جیسا کہ احباب کو علم ہے۔ ہمیں اس وقت مختلف قسم کی مشکلات درپیش ہیں۔ اور ہمیں ایسے CHALLENGES کا سامنا کرنا پڑا ہے جو کہ ہمارے انقلاب کی بنیاد یعنی PANCHA SILA (پانچ ارکان) انقلاب انڈونیشیا کو ہی سرے سے مٹا دینا چاہتے ہیں۔ لیکن آپ لوگوں کی دعاؤں اور ملک کے ایک سرے سے لے کر دوسرے سرے تک کی رعایا کے ساتھ مل کر کوششوں کے نتیجہ میں ہمیں یقین ہے کہ PANCHA SILA کی اساس پر قائم کردہ انقلاب اور زیادہ ترقی کرے گا اور زمانہ کی تمام روکوں کا مقابلہ کرنے میں کامیاب ہو گا۔ لیکن اس مقصد کے حصول کے لئے پہلی شرط یہ ہے کہ ہم سب کو قومی اتحاد اور قومی یکجہتی کو استوار کرنا چاہیئے اور جیسا کہ اس سے پہلے بھی میں کئی دفعہ کہہ چکا ہوں کہ قومی اتحاد اور یکجہتی کے یہ دو [illegible] الفاظ ہی تعمیر ملک اور تعمیر کردار کے لئے مذہب کا عنصر ایک غالب عنصر کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس لئے جماعت احمدیہ کے افراد کو میرا پیغام یہ ہے کہ آپ اسلامی آگ کی چنگاری کو متواتر فروزاں کریں۔ اور اسلامی سپرٹ اور روح کو مسلسل زندہ رکھیں۔ تاکہ ہم حقیقی طور پر ایک مضبوط قوم بن جائیں۔ میرا یقین ہے کہ جماعت احمدیہ انڈونیشیا کی یہ کانفرنس ہمارے انقلاب اور ہمارے ملک اور ہماری رعایا کے مفاد کی خاطر زیادہ سے زیادہ کامیابی حاصل کرے گی۔

جاکرتا ۱۰ اگست ۱۹۶۶ء
پریذیڈنٹ ری پبلک انڈونیشیا
سوکارنو

اس موقعہ پر پانچ وزراء نے بھی کانفرنس کے احباب کو سلام اور مبارکباد کے پیغامات بھجوائے۔

درخواست دعا

بالآخر احباب کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ انڈونیشیا میں اسلام اور جماعت کی ترقی کے لئے دعائیں کرتے رہیں اور ملک کے موجودہ حالات کی بہتری کے لئے بھی خاص طور پر دعائیں کریں۔

اسلام کا ہادی

نگاہوں میں ہے کتنا ارجمند۔ اسلام کا ہادی
کہ جس نے اس زمیں کو آسماں کی شمع دکھلا دی

وہ جس نے بحر و بر کو اک پیامِ تازگی بخشا
بساطِ دیدہ و دل پر نشاطِ رُوح برسا دی

دل و جاں کو حیاتِ سرمدی کی آرزو دے کر
خرد کی کم نگاہی میں جنوں کی آگ بھڑکا دی

کہیں اہلِ نظر کیونکر نہ اس کو ساقیٔ کوثر
مئے خُلدِ بریں جس نے بھری محفل میں چھلکا دی

مجالس کے تصوّر کو مزاجِ دلنشیں بخشا
اُخوّت ایسی اعلیٰ دی۔ مُروّت ایسی اَولیٰ دی

ضمیرِ بے نوائی کو پذیرائی عطا کر کے
نگاہِ بے بسی کو ہمتِ عرضِ تمنا دی

درِ دُنیا سے انساں کو درِ مولا پہ لے آیا
بشر کو گویا اُس نے آخری منزل بھی دکھلا دی

سلام اُس پر مٹایا جس نے شیطاں کی حکومت کو
سلام اُس پر خدا کی بادشاہت جس نے پھیلا دی

عبد السلام اختر ایم اے

ہر صاحبِ استطاعت احمدی کا فرض ہے
کہ
اخبار الفضل
خود خرید کر پڑھے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ایک تدبیر حسنہ اور اس کے تقاضے

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک ارشاد کے پیش نظر سالانہ جلسہ کی اغراض پاکیزہ میں سے ایک غرض یہ ہے کہ غیر ممالک میں اسلام کی اشاعت کے بارے میں تدابیر حسنہ زیر غور لائی جائیں۔ چنانچہ ان تدابیر میں سے ایک تدبیر حسنہ تحریک جدید کی صورت میں ظاہر ہوئی جو اللہ تعالیٰ نے سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ذریعہ تفصیل کے ساتھ جماعت کے سامنے پیش کی اور ایک طویل عرصہ میں اس کے شیریں ثمر ظاہر کر دیئے۔ چونکہ اس اہم تدبیر اور جلسہ سالانہ میں باہم گہرا تعلق ہے اس لئے قارئین کرام کے لئے الفضل کے سالانہ نمبر میں سیدنا حضرت مصلح موعودؓ کے الفاظ میں مطلع کرنا یقیناً ازدیاد علم و عمل کا موجب ہوگا کہ غیر ممالک میں ہمارا ایک مجاہد بھلا کس طرح اشاعت اسلام کے لئے مصروف عمل رہتا ہے اور ایک مبلغ کی مساعی کے لئے ہمیں کس قدر اخراجات کی ضرورت ہے۔

بیرونی ممالک میں تبلیغ کے طریقے

فرمایا:- "میں نے اپنی جماعت کے دوستوں کو بارہا اس امر کی طرف توجہ دلائی ہے کہ ہمارا سب سے اہم فرض یہ ہے کہ ہم ساری دنیا میں اسلام اور احمدیت کی آواز پہنچانے کے لئے اپنے مبلغین کا جال پھیلا دیں ۔۔۔۔

ساری دنیا تک پہنچنے کے لئے ضروری ہے کہ جب کوئی ریل میں سوار ہونے لگے تو کرایہ ادا کر کے ٹکٹ خریدے۔ کسی ہوٹل میں کھانا کھائے تو ہوٹل کا بل ادا کرے۔ کسی شہر میں رہائش کے لئے مکان لے تو اس کا مناسب کرایہ مالک مکان کو پیش کرے۔ جب تک وہ ریل کا کرایہ ادا نہیں کرے گا، جہاز کا کرایہ ادا نہیں کرے گا، ہوٹل کا خرچ ادا نہیں کرے گا، مکانوں کا کرایہ ادا نہیں کرے گا اس وقت تک وہ دنیا تک پہنچ کس طرح سکتا ہے۔ پھر یہ بھی ضروری ہوگا کہ اگر وہ اشتہار دینا چاہتا ہے تو اس کے پاس اس قدر روپیہ موجود ہو جس سے وہ اشتہار لوگوں کے ہاتھوں تک پہنچا سکے۔ اگر روپیہ اس کے پاس نہ ہوگا تو کاتب اس کی کتابت کس طرح کرے گا۔ پریس اسے کس طرح شائع کرے گا اور لوگوں میں تقسیم کرنے کے لئے کون اس کی مدد کرے گا۔ پھر جب کوئی مبلغ تبلیغ کرنا چاہے گا اس کے لئے یہ بھی ضروری ہوگا کہ وہ کوئی ہال کرایہ پر لے جس میں تقاریر وغیرہ کے لئے لوگوں کو مدعو کر سکے۔ یہاں بھی ہال اگر کرایہ پر لیا جائے تو پچاس ساٹھ روپے خرچ ہو جاتے ہیں۔ اور بیرونی ممالک میں تو کافی روپیہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ پھر اس کے لئے یہ بھی ضروری ہوگا کہ وہ ایسے آدمی اپنے ساتھ رکھے جو اشتہارات تقسیم کرنے میں اس کی مدد کریں۔ اس کے مددگار ایسے بارسوخ ہوں جو علمی طبقہ تک اس کا پیغام پہنچا سکیں۔ ان تمام اخراجات کو مدنظر رکھتے ہوئے اگر وہ ایک لیکچر بھی دے گا تو خواہ اس میں سو ڈیڑھ سو لوگ آئیں اس کا پانچ سات سو روپیہ خرچ ہو جائے گا۔ پھر اگر وہ ایک اشتہار بھی شائع کرنا چاہے گا تو اسے کافی اخراجات کی ضرورت ہوگی۔ مثلاً انگلستان کی آبادی چار کروڑ ہے۔ اگر وہ چار کروڑ کی آبادی میں سولہ صفحہ کا ایک اشتہار شائع کرے اور ایک صفحہ کے ایک ہزار اشتہار کی صرف ایک روپیہ قیمت لگائی جائے تو سولہ صفحہ کا ایک ہزار اشتہار سولہ روپیہ اور ایک لاکھ اشتہار پر سولہ سو روپیہ۔ ایک کروڑ اشتہار پر ایک لاکھ ساٹھ ہزار روپیہ۔ اور چار کروڑ پر چھ لاکھ چالیس ہزار روپیہ خرچ آئے۔ اگر چار کروڑ کی آبادی میں سے بچوں کو نکال دیا جائے اور ان کی تعداد نصف سمجھ لی جائے تو دو کروڑ کی آبادی کے لئے سولہ صفحہ کا ایک اشتہار شائع کرنے پر تین لاکھ بیس ہزار روپیہ خرچ آئے گا اور اگر دو کروڑ کے صرف دسویں حصہ تک آواز پہنچائی جائے تب بھی ایک اشتہار کی چھپوائی اور اس کی تقسیم وغیرہ پر بتیس ہزار روپیہ خرچ ہوگا۔ اگر ہم ان اخراجات کو برداشت کریں تو ہم اپنے مبلغ ساری دنیا میں پھیلا سکتے ہیں اور ہر جگہ وہ اپنی تعلیم کو وسیع کر سکتے ہیں۔"

تبلیغ کے تقاضے

فرمایا:- "پس حقیقت یہ ہے کہ کامیابی کے لئے صرف فوج کی موجودگی کافی نہیں ہوتی۔ بلکہ یہ بھی ضروری ہوتا ہے کہ فوج کے پاس وہ سامان بھی ہو جو فتح و کامیابی کے حصول کے لئے ضروری ہوا کرتا ہے۔ یہ کام ایسا ہے جو لاکھوں روپیہ کا تقاضا کرتا ہے۔ اور جب ہم نے یہ تسلیم کر لیا ہے کہ ہم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کو دنیا میں پھیلائیں گے۔ اور اسلام کے جلال اور اس کی شان کے اظہار کے لئے اپنی ہر چیز قربان کر دیں گے تو ہمیں ان تبلیغی سکیموں کے لئے روپیہ کی ضرورت ہوگی اس کو مہیا کرنا بھی ہماری جماعت کا ہی فرض ہے۔"

(الفضل ۱۶ نومبر ۱۹۶۶ء)

اس تدبیر حسنہ کو ہر ملک اور ہر قوم میں کامیاب بنانے کے لئے ہمیں جن تقاضوں کو پورا کرنا چاہئے وہ حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خود ہی مذکورہ اقتباس کے آخر میں بیان فرما دیئے ہیں۔ ہر شخص احمدی کا فرض ہے کہ وہ تحریک جدید کے صدقہ جاریہ میں مقدور بھر حصہ لے کر ثواب دارین حاصل کرے۔

بہشت ایں اجر نصرت را دہندت اے اخی ورنہ
قضائے آسماں است ایں بہرحالت شود پیدا

خاکسار بشیر احمد
(وکیل المال اوّل تحریک جدید)

آ کے ربوہ یہ ہمارا کوئی دیکھے تو سہی

آ کے ربوہ یہ ہمارا کوئی دیکھے تو سہی
یہ تقدس کا نظارہ کوئی دیکھے تو سہی

ارض بنجر تھی جو صدیوں سے وہاں اب گھر گھر
جوئے تسنیم کا دھارا کوئی دیکھے تو سہی

حضرت مصلح موعودؓ کا یہ زندہ نشاں
چشم بینا سے خدارا کوئی دیکھے تو سہی

دین اسلام کی تبلیغ و اشاعت کے لئے
دار ہجرت یہ ہمارا کوئی دیکھے تو سہی

یہ ہوائیں یہ فضائیں یہ دل افروز سماں
اور یہ ندیا کا کنارہ کوئی دیکھے تو سہی

مہر اسلام کی پُرنور جبیں پہ یہ نیا
جگمگاتا ہوا تارا کوئی دیکھے تو سہی

وہ جو اسلام کے خدام کے اشکوں سے ہے تر
سجدہ گاہوں کا نظارہ کوئی دیکھے تو سہی

نور قرآن سے کیا آج منور جس نے
سارا عالم وہ منارہ کوئی دیکھے تو سہی

یہ مساجد یہ دفاتر یہ سکول اور کالج
الغرض ربوہ ہمارا کوئی دیکھے تو سہی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بہرحال حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ صورت حال دیکھ کر ایک طرف دلائل قویہ اور براہین قاطعہ سے اور نیز دعاؤں سے اور مختلف پہلوؤں سے عیسائیت کی شہ رگ کو کاٹا اور اس عظیم فتنہ کا قلع قمع کرنے کے لئے ایک ایسی جماعت بھی تیار کر دی جس کا بچہ بچہ کاسر الصلیب ہے۔ اس وقت بھی جماعت احمدیہ کے قریباً ... مبلغ دنیا کے مختلف ممالک کے بڑے بڑے مراکز میں توحید کے پرچم لہرا رہے ہیں۔ لوگوں کی ایک بڑی تعداد عیسائیت سے بیزار ہو چکی ہے افریقہ اور یورپ میں حضرت اقدسؑ کے نام لیوا مبلغین کی ان تھک کوششوں کے ذریعہ رونما ہونے والی روز افزوں ترقی نے تو عیسائیوں کے اندر مایوسی کی ایک لہر دوڑا دی ہے اور وہ ڈنکے کی چوٹ پر اعلان کرنے والے لوگ کہ تاسوا مصر اور شہران کے شہر خداوند یسوع مسیح کے غلام سے آباد نظر آئیں گے۔ یعنی کہ صلیب کی چمک صحرائے عرب کے سکوت کو توڑتی ہوئی وہاں پہنچے گی۔ اب بیکار وجود (?) ... جارحانہ عزائم کی تکمیل کا نشان (?) بلند بانگ دعوے سے سمٹ کر رہ گئے ہیں۔ حقیقت اس بات سے ... جو آپ نے صلیب کو توڑنے کے لئے جاری کی تھی ہے دریہ اور شوکت عیسائیت سے اب یورپ امریکہ اور افریقہ کے کلیسا ویران ہو رہے ... ہو چکا ہے۔ اس حقیقت کا اعتراف ہم نے نہیں بلکہ خود عیسائیوں نے کیا ہے۔ موجودہ صدی کا عالمی شہرت رکھنے والا مصنف برنارڈ شاہ یورپ میں اسلام کی حیرت انگیز ترقی کو دیکھ کر لکھتا ہے :۔

" اب یورپ محمدؐ کے مذہب کو سمجھنے لگا ہے اور آئندہ صدی میں یورپ اس بات کو اور زیادہ تسلیم کرے گا کہ اسلام کے اصول ہی اس کی الجھنوں کو حل کر سکتے ہیں ...... موجودہ وقت میں بھی میری قوم اور یورپ کے کئی لوگ اسلام کو اختیار کر چکے ہیں۔ اور کہا جا سکتا ہے کہ یورپ کے اسلام قبول کا آغاز ہو چکا ہے"

(الفضل ۱۰ مارچ ۱۹۶۶ء)

افریقہ میں اسلام کی ترقی کو دیکھ کر ایک مشہور پادری DR. [illegible] HEARD اپنی کتاب [illegible] IN EAST AFRICA میں لکھتا ہے :۔

" موجودہ صدی کی ابتداء میں عیسائی مصنفین اس بات کے دعویدار تھے کہ اسلام بغیر کسی سیاسی اقتدار کے کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔ اور ابھی دعوے سے افریقہ میں اسلام کا نام مٹ جائے گا...... اب اس دعویٰ کو ماننے کے لئے کوئی بھی تیار نہیں۔ اسلام کا چیلنج بدستور قائم ہے بلکہ پہلے سے بھی خطرناک صورت میں "

(جماعت احمدیہ کا تبلیغی نظام اور اسکا تجزیہ)

واضح ہو کہ اسلام کو یہ تمام تر فتوحات سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ادنیٰ غلاموں کی ساعی جمیلہ کے نتیجے میں حاصل ہوئی ہیں۔ یہ آپ کی دعاؤں اور آپ کے غلاموں کی ان تھک کوششوں کے ثمرات ہیں۔ ہالینڈ کا ایک مشہور مستشرق اس حقیقت کا اعتراف کرتے ہوئے لکھتا ہے :۔

" گذشتہ صدیوں میں عیسائیت صرف مغرب تک ہی محدود نہیں رہی بلکہ مسلم ممالک میں بھی پھیلی لیکن اب تصویر کا دوسرا رخ نظر آ رہا ہے کہ ایک عرصہ سے اسلام بھی احمدیہ تحریک کے ذریعہ عیسائی ممالک میں پھیل رہا ہے بلکہ خاص مغربی ممالک میں "

اسی طرح ایک بار سپر ایبی کے [illegible] ویلیک [illegible] نے کہا :۔

" یہ بڑی ناانصافی ہوگی اگر میں اس امر کا اقرار نہ کروں کہ ہندوستان سے احمدی مبلغین اس ملک میں آئے ہوئے اور انہوں نے اسلام پر عیسائیت کے جارحانہ حملوں کی مدافعت کی اور [illegible] اس ملک میں اسلام کے نام سوا اور کچھ باقی نہ رہے گا اور کوئی شریف آدمی اس نام کے ساتھ منسوب ہونا گوارا نہ کرے گا"

(جماعت احمدیہ کا تبلیغی نظام اور اس کے نتائج۔ تقریر صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب)

اس قسم کے سینکڑوں اور حوالہ جات ہیں جو اس مختصر مضمون میں سمیٹے نہیں جا سکتے جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اسلام کو یہ غلبہ تو محض اللہ تعالیٰ کے فضل اور سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے غلاموں کی ان تھک کوششوں کے ذریعہ نصیب ہوا ہے ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء۔

اے شمع احمدیت کے پروانو! اور اے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعا گویو! حضرت اقدس نے تو جو کام کرنا تھا وہ باحسن کر دیا۔ اب ذمہ داری ہماری ہے اب اس عہد کو کہ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے لگایا تھا پروان چڑھانا آپ کا کام ہے۔ کاش جماعت کے تمام افراد۔ بچے بوڑھے اور مرد و زن اپنی اس ذمہ داری کو سمجھیں۔ کاش کاسر الصلیب کی جماعت کا ہر فرد حقیقی معنوں میں کاسر الصلیب بن جائے۔

چند ماہ گزرے مجھے اپنی ملازمت کے سلسلہ میں ایک مشنری تعلیمی ادارے میں انٹرویو دینے کا اتفاق ہوا جہاں سارا سٹاف یورپین تھا اور تقریباً تمام طلباء مسلمان تھیں۔ سکول کی پرنسپل نے جو انگریز ہی تھیں مجھے دیکھتے ہی حیرت سے کہا کہ تعجب کی بات ہے کہ تم اتنی تعلیم یافتہ ہو کر بھی اس زمانے میں برقع اوڑھتی ہو۔ اس کے بعد وہ [illegible] مجھ سے [illegible] کی مخالفت کر کے مجھے اپنا ہم خیال بنانے کی سعی ناکام کرتی رہیں ... کاش وہ [illegible] کے بعد کہا کہ مجھے [illegible] کی بہت زیادہ ضرورت ہے اس لئے تم میرے پاس رہ جاؤ گی شرط صرف یہ ہے کہ برقعہ اتار دو اور اس سے تمہیں کچھ نقصان نہیں پہنچے گا۔ میں نے کہا میں ایک مسلمان لڑکی ہوں اور اسلام میں پردے کا تاکیدی حکم ہے اس لئے میں محض ملازمت کے لئے یہ قدم کبھی نہیں اٹھاؤں گی۔ میرا یہ جواب سن کر وہ حیران ہوئیں کہ آخر آپ کے تمام [illegible] اور پاکستان کے اعلیٰ حکام سب ہی مسلمان ہیں لیکن ان کی بیویاں پردہ نہیں کرتیں۔ اس لئے کہ وہ ترقی کی دوڑ میں یورپ کا مقابلہ کرنا چاہتے ہیں ۔۔۔ اس کے بعد وہ اپنی سٹاف ممبر ہی سے ایک اسلامیات کی ٹیچر کو لائیں جو مسلمان تھیں اور بڑے فخر سے کہا کہ جب یہ میرے پاس آئیں تو ان کا بھی یہی خیال تھا کہ پردہ ایک مسلمان عورت کے لئے لازمی ہے مگر اب ان کے خیالات میں بڑا فرق آ گیا ہے۔ اور انہوں نے محسوس کر لیا ہے کہ پردہ کے اندر رہ کر وہ کوئی ترقی نہیں کر سکتیں اس لئے نتیجتاً انہوں نے برقعہ اتار دیا ہے۔ اب پرنسپل کی زبان سے یہ الفاظ سن کر وہ ٹیچر بھی مسکرانے لگیں اور بعد میں اس موضوع پر کافی دیر تک میرے ساتھ بحث کی۔ اس بحث کے دوران مجھے یہ بھی محسوس ہوا کہ حق کہنے کی توفیق بھی وہ عیسائیت سے کافی مرعوب ہو چکی ہیں اور ہر رنگ میں عیسائیت کی برتری کو اسلام پر ثابت کرنے کی کوشش کر رہی ہیں ۔۔۔ مجھے ان کی حالت پر سخت دکھ اور افسوس ہوا۔ اور ساتھ ہی یہ احساس بھی ہوا کہ مسلمان اپنے بچوں کو ان سکولوں میں داخلہ دیکر کس قدر ظلم کرتے ہیں یہ نونہال جنہوں نے آئندہ معاشرے میں ایک اہم کردار ادا کرنا ہے کس طرح عیسائیت سے مرعوب کئے جا رہے ہیں۔ کاش مسلمان اور بالخصوص احمدی مائیں ان اچھے انگلش سکولوں کو جہنم ہی جیسے سمجھیں (?)۔

اگرچہ یہ بات درست ہے کہ ہماری جماعت میں ایسے [illegible] حضرت مسیح موعود علیہ السلام [illegible] سے محروم ہو جائے۔

خدا کرے کہ ہم خواتین اسلام کے لئے پیغام حضرت [illegible] اور جماعت احمدیہ کو ہر سو پھیلا [illegible] تا ہمیں اپنی زندگیوں میں وہ دن دیکھنا نصیب ہو جب کہ سارا دنیا کا ایک خدا۔ ایک رسول ہو۔ اور ایک کتاب ہو۔ آمین۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

ماہنامہ انصار اللہ کو جماعت کے نامور اہل قلم حضرات کا تعاون حاصل ہے اہم علمی اور تربیتی مضامین سے آپ بھی فائدہ اٹھائیں (منجانب ماہنامہ انصار اللہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

90

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مولوی چراغ علی صاحب کے نام چند مکتوبات!

بابائے اردو مولوی عبدالحق صاحب مرحوم کی ایک غلط فہمی کی حقیقت

(مکرم مولوی محمد احمد صاحب شاہد ایم اے مربی جماعت احمدیہ کراچی)

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی مشہور آفاق تصنیف براہین احمدیہ کے شروع میں اس کی اشاعت کے لئے مالی معاونت کرنے والوں کی فہرست درج فرمائی ہے۔

ان میں جناب مولوی چراغ علی صاحب اہالدار نائب معتمد المہام حیدرآباد دکن کا نام بھی درج ہے۔ مولوی صاحب موصوف نے بھی اس عظیم کتاب کی اعانت کے لئے رقم مرحمت فرمائی۔ اور اس طرح آپ کا نام تاریخ احمدیت میں زندہ جاوید کی صورت اختیار کر چکا ہے۔ مولوی چراغ علی صاحب بہت ہی علم دوست اور اسلام کی خدمت کا درد اپنے دل میں رکھتے تھے آپ کئی کتب کے مصنف بھی ہیں۔ جن میں "تحقیق الجہاد" بہت معروف ہے۔ آپ کا انتقال ۱۸۹۵ء میں ہوا۔

مولوی چراغ علی صاحب کے حالات کے متعلق ایک تفصیلی مضمون بابائے اردو مولوی عبدالحق صاحب نے سپرد قلم کیا تھا۔ جو ان کی تالیف "چند ہم عصر" میں جسے حال ہی میں اردو اکیڈمی سندھ نے ترمیم و اضافہ کے ساتھ شائع کیا ہے شامل ہے۔ اس مضمون میں مولوی عبدالحق صاحب نے مولوی صاحب موصوف کے حالات رقم کرتے ہوئے تحریر کیا ہے

"اس موقع پر یہ واقعہ بھی خالی از لطف نہ ہوگا۔ کہ جس وقت ہم مولوی صاحب کے حالات کی جستجو میں تھے تو ہمیں مولوی صاحب کے کاغذات میں سے چند خطوط مرزا غلام احمد قادیانی مرحوم کے بھی ملے جو انہوں نے مولوی صاحب کو لکھے تھے اور اپنی مشہور کتاب براہین احمدیہ کی تالیف میں مدد طلب کی تھی۔"

(چند ہم عصر)

اس کے بعد مولوی عبدالحق صاحب نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے چار خطوط کے اقتباسات درج کئے ہیں اور ان سے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ گویا مولوی چراغ علی صاحب نے براہین احمدیہ کی تالیف میں کوئی علمی مدد کی تھی۔ جہاں تک مولوی صاحب کی مالی اعانت کا تعلق ہے وہ تو خود حضور علیہ السلام کو مسلم ہے اور اس کا ذکر خود کتاب میں موجود ہے مگر یہ کہ مولوی صاحب یا کسی اور صاحب نے اس کتاب کی تالیف میں مضامین کی صورت میں مدد فرمائی تھی۔ یہ بالکل غلط اور خلاف واقعہ ہے اور خود ہی حضور کے ان خطوط سے یہ نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے۔ چنانچہ ہم پہلے ان مکتوبات کو درج کرنا ضروری سمجھتے ہیں جن سے مولوی صاحب نے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے۔ ان مکتوبات میں سے دو کا مکمل متن درج ہے اور بقیہ بھی بہر حال ان کے مکمل تحریر اور مجموعی مضمون سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضور علیہ السلام نے براہین احمدیہ کی اشاعت سے قبل یہ خطوط مولوی چراغ علی صاحب کے نام تحریر فرمائے

پہلا مکتوب:-

"آپ کا افتخار نامہ محبت [illegible] پہنچا۔ اگرچہ [illegible] پہلے سے مجھ کو یہ خیال التزام محمد احتجاج پر ہمیں قطعیہ اثبات نبوت و حقیقت قرآن شریف میں ایک عرصے سے مرکوز تھی کہ جناب کا ارشاد و موجب [illegible] شمولیت اسلام علی احمد السلام [illegible] اور [illegible] خیال آیا کہ جب آپ سا اولوالعزم صاحب فضیلت [illegible] کی ترویج سے عالی جو اور تائید دین حق میں دلائل کا اظہار فرماتے تو بلاشبہ یہ اس کو تائید غیبی خیال کرتا ہے۔ جزاکم اللہ نعم الجزاء۔ ماسوائے اس کے اگر اب تک کچھ دلائل یا مضامین آپ نے نتائج طبع عالی سے جمع فرمائے ہوں تو وہ بھی مرحمت ہوں۔"

دوسرا مکتوب:-

ایک دوسرے مکتوب میں فرماتے ہیں "آپ کے مضمون اثبات نبوت کی اب تک میں نے انتظار کی۔ پر اب تک کوئی عنایت نامہ و مضمون نہیں پہنچا۔ اس لئے آج مکرر تکلیف دیتا ہوں کہ براہ عنایت بزرگانہ بہت جلد مضمون اثبات حقانیت قرآن مجید تیار کرکے میرے پاس بھیج دیں۔ اور میں نے بھی ایک کتاب جو دس حصہ پر مشتمل ہے تصنیف کی ہے اور نام اس کا "براہین احمدیہ علی حقانیت کتاب القرآن والنبوۃ المحمدیہ" رکھا ہے اور صلاح یہ ہے کہ آپ کے فوائد جرائد بھی اس میں درج کروں اور اپنے مختصر کلام سے ان کو زیب و زینت بخشوں۔ سو امید ہے آپ توقف نہ فرمائیں اور جہاں تک جلد ہو سکے مجھ کو مضمون مبارک پہنچنے ممنون فرمائیں۔"

اس کے بعد پنجاب میں آریوں کے شور شغب اور مخالفت اسلام کا تذکرہ تفصیل سے ذکر کیا ہے اور آخر میں لکھا ہے کہ

"دوسری گزارش یہ ہے کہ اگرچہ میں نے ایک جگہ سے وید کا انگریزی ترجمہ بھی طلب کیا ہے اور امید ہے کہ عنقریب آ جائے گا۔ اور پنڈت دیانند کی وید بھاشا کی کئی جلدیں بھی میرے پاس ہیں اور اس کا ستیارتھ پرکاش بھی موجود ہے لیکن تاہم آپ کو تکلیف دیتا ہوں کہ آپ کو جو ذاتی تحقیقات سے جو اعتراض وید پر معلوم ہوتے ہوں یا وجود وید پر اعتراض ہوتے ہوں ان اعتراضوں کو ضرور ہمراہ دوسرے مضمون اپنے کے بھیج دیں۔ لیکن یہ خیال رہے کہ کتب مسلمہ آریہ سماج کی وید اور منو اسمرتی ہے اور دوسری کتابوں کو مستند نہیں سمجھتے بلکہ پرانوں وغیرہ کو محض جھوٹی کتابیں سمجھتے ہیں۔ میں اس مضمون میں کہ علاوہ اثبات نبوت حضرت پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کے وجود کے دعاوی ان کے دین پر بھی سخت اعتراض کئے جائیں کیونکہ اکثر جاہل ایسے بھی ہیں کہ جب تک اپنی کتاب کا ناچیز اور باطل اور خلاف حق ہونا ان کے ذہن نشین نہ ہو جائے تب تک گو کیسی ہی خوبیاں اور دلائل حقانیت قرآن مجید ان پر ثابت کئے جائیں اپنے ہی کی طرف داری سے باز نہیں آتے اور یہی دل میں کہتے ہیں کہ ہم اسی میں گزارہ کر لیں گے۔ سو میرا ارادہ ہے کہ اسی تحقیقات اور آپ کے مضمون کو بطور حاشیہ کے کتاب کے اندر درج کر دوں گا۔"

تیسرا مکتوب:-

ایک اور خط مورخہ ۱۹ فروری ۱۸۷۹ء میں تحریر فرماتے ہیں:-

"قرآن مجید کے الہامی اور کلام الٰہی ہونے کے ثبوت میں آپ کا مدد کرنا باعث ممنونی ہے نہ موجب ناگواری۔ میں نے بھی اسی مقصد میں ایک چھوٹا سا رسالہ شروع کیا ہے اور خدا کے فضل سے یقین کرتا ہوں کہ عنقریب چھپ کر تیار ہو جائے گا آپ کی دلی مرضی ہو تو جو جو امور صداقت قرآن جو آپ کے دل میں القا ہوں میرے پاس بھیج دیں تاکہ اسی رسالہ میں حسب موقع اندراج پا جائے یا سفیر ہند میں [illegible] لیکن جو مراد [illegible] معجزات وغیرہ [illegible]

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سے تعلق رکھتے ہوں ان کا تحریر کرنا ضروری نہیں۔ منقولات مخالف بحث تو نہیں ہو سکتیں بلکہ اصل امر کی طول اور مدعا کی کتاب اثر میں بالا ہو جائے یعنی اصل کی ضرورت ہو وہ دکھلانی چاہیئے۔ بہر صورت میں اس دن بہت خوش ہوں گا کہ جب میری نظر آپ کے مضمون پر پڑے گی۔ آپ بمقتضا اس کے کہ الکریم اذا وعد وفا مضمون تحریر فرماویں۔ بلکہ یہ کوشش کریں کہ کیف ما اتفق مجھ کو اس سے اطلاع ہو جائے اور آخر میں دعا کرتا ہوں کہ خدا آپ کو اجر دے۔ آپ کو جلد تر توفیق بخشے کہ کتاب الٰہی کو ذرات مشکوک حجاب سے ملزم اور نادم کریں۔ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ۔

(مکتوبات جلد پنجم [illegible])

چوتھا مکتوب

اس کے بعد ایک اور خط مورخہ ۱۰ مئی ۱۸۷۹ء میں تحریر فرماتے ہیں "کتاب (براہین احمدیہ) ڈیڑھ سو جزو ہے جس کی لاگت تخمیناً نو سو چالیس روپیہ ہے اور آپ کی تحریر ملحق ہو کر اور بھی زیادہ اشاعت ہو جائے گی۔"

مولوی عبدالحق صاحب مرحوم نے مستند نا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مکتوبات کے کچھ اقتباسات درج کرنے کے بعد جو نتیجہ اخذ کیا ہے وہ یہ ہے:-

"ان تحریروں سے ایک بات تو یہ ثابت ہوتی ہے کہ مولوی صاحب مرحوم نے مرزا صاحب مرحوم کو براہین احمدیہ کی تالیف میں بعض مضامین سے مدد دی ہے۔ دوسرے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ مولوی صاحب مرحوم کو حمایت و حفاظت اسلام کا کس قدر خیال تھا یعنی خود وہ کام کرتے ہی تھے مگر دوسروں کو اس میں مدد دینے سے دریغ نہ کرتے تھے۔"

مستند نا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مولوی چراغ علی صاحب کے نام خطوط سے مولوی عبدالحق صاحب نے جو یہ نتیجہ نکالا ہے کہ گویا مولوی صاحب موصوف نے حضور علیہ السلام کو براہین احمدیہ کی تالیف میں کوئی مدد دی تھی۔ بالکل خلاف واقعہ ہے۔ مولوی صاحب کا کوئی مضمون براہین احمدیہ کی اشاعت میں شائع نہیں ہے اور یہ ممکن نہیں کہ کوئی مضمون مولوی صاحب نے تحریر کیا ہو اور حضور علیہ السلام نے اس کا ذکر نہ کیا ہو۔ گو خود مولوی صاحب براہین احمدیہ کی اشاعت کے بعد ایک لمبے عرصہ تک زندہ رہے۔ اس لئے مولوی عبدالحق صاحب نے معلوم ہوتا ہے براہین احمدیہ کو دیکھے کے بغیر یہ خیال کر لیا کہ چونکہ حضور علیہ السلام نے مولوی چراغ علی صاحب سے ان کے حسب وعدہ مضمون کا مطالبہ کیا تھا اس لئے یقیناً ایسا کوئی مضمون براہین احمدیہ میں اشاعت پذیر ہوا ہوگا۔ مگر واقعاتی لحاظ سے یہ بات بالکل بے بنیاد اور باطل ہے۔ ہاں یہ امر صحیح ہے کہ مولوی چراغ علی صاحب اسلام کی خدمت کا درد اپنے دل میں رکھتے تھے اسی وجہ سے انہوں نے براہین احمدیہ کی تالیف میں مالی امداد فرمائی تھی۔ جزاہ اللہ خیر الجزاء۔

خاکسار محمد [illegible] کراچی

مرہم سفید

بچوں کے پھوڑے پھنسیوں کے لئے ۔۔۔ ۱ روپیہ

حب مات

سر کے بخار کی مجرب دوا ۔۔۔ ۱ روپیہ

گڑھتی

پیدائش کے بعد بچے کی پہلی غذا ۔۔۔ ۱ روپیہ

بچوں کی گھونٹی

تندرستی قائم رکھنے کے لئے بہترین دوا ۔۔۔ ۶۲

حکیم نظام جان اینڈ سنز گوجرانوالہ

تبلیغ اور استحکام احمدیت کے لئے

مینیجر

الفضل

سے خط و کتابت

کیا کیجئے

انقلاب آخر بپا ہو کر رہا

مکرم عبدالرشید صاحب تبسم ایم اے

ایک تازہ انقلاب آخر بپا ہو کر رہا
جس سے ڈرتا تھا جہاں، وہ ماجرا ہو کر رہا

کٹ گئے طوق و سلاسل کھل گئی زنجیرِ در
آج اس زنداں سے ہر قیدی رہا ہو کر رہا

اب کے بار تندِ صیاد و قفس کو لے اڑی
عندلیبوں کے لئے اک معجزہ ہو کر رہا

لڑ گئے طوفاں سے طوفاں موج سے الجھی ہے موج
اک سفینہ ہے کہ منزل آشنا ہو کر رہا

ہر شکاری خود پھنسا بیٹھا ہے اپنے جال میں
آہوو! دیکھو تمہارے بن میں کیا ہو کر رہا

آ بسے اس بن سے کچھ اہلِ جنوں صحرا بدوش
بن کی بود و باش سے شہر آشنا ہو کر رہا

لالہ و گل کی بجائے دل کھلے ہیں شاخ پر
یار کا ہر سانس اک موجِ صبا ہو کر رہا

اس کے چہرے سے الٹ دی زلف ہم نے پیار کیا
ہٹ گیا بادل تو مہ جلوہ نما ہو کر رہا

بر سرِ بام آ گئے آخر وہ ہو کر بے حجاب
آج اس کوچے میں ہنگامہ بپا ہو کر رہا

روکتے تھے ناصحانِ شہر جس در سے ہمیں
عمر بھر یہ دل اسی در کا گدا ہو کر رہا

جب کبھی شوقِ شہادت کا کوئی قصہ چلا
ان کی محفل میں ہمارا تذکرہ ہو کر رہا

اک نگاہِ لطفِ ساقی سے بدل جاتا ہے ظرف
مے کا ہر قطرہ تبسمؔ! میکدہ ہو کر رہا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

91

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

کی

ایک عظیم الشان پیشگوئی

اوّل المکفّرین مولوی محمد حسین بٹالوی کا فتویٰ تکفیر سے رجوع

سے صاف دل کو کثرتِ اعجاز کی حاجت نہیں ۔ اک نشاں کافی ہے گر دل میں ہو خوفِ کردگار

(از مکرم مولوی عبدالمنان صاحب شاہد مربی سلسلہ احمدیہ ۔ حال ملتان)

اللہ تبارک و تعالیٰ عز اسمہ و جل شانہ اپنی پاک کلام قرآن مجید میں فرماتا ہے

فلا یظھر علیٰ غیبہ
احدًا الا من ارتضیٰ
من رسول۔

کہ اللہ تعالیٰ امور غیبیہ کثیرہ کا اظہار صرف اپنے رسولوں کو ہی عطا فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تازہ بتازہ آسمانی نشانات کے نازل ہونے کا سلسلہ ہر زمانہ میں جاری رہتا ہے جو مومنوں کے ایمانوں کی تکمیل اور ازدیاد کا موجب ہوتے ہیں۔ آج سے تقریباً پون صدی قبل جبکہ مخلوق خدا اپنے خالق حقیقی کو بھول چکی تھی اور اپنے قادر مطلق کی طرف کوئی توجہ نہ تھی اور رات دن مادہ پرستی، دنیا پرستی اور نفس پرستی میں غرق تھی اور مسلمان اور دیگر مذاہب کے دعوے دار اپنے اپنے مذہب کے زندہ ہونے کے بارہ میں اور اپنی صداقت کے سلسلہ میں پرانے قصے کہانیاں تو پیش کرتے تھے مگر موجودہ وقت کی مادہ پرستی کو دور کرنے اور اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس پر کامل ایمان پیدا کرنے کے لئے تازہ بتازہ نشانات اور کرامات دکھانے کے لئے بالکل عاجز تھے (حالانکہ مذہب کی صداقت کی سب سے بڑی دلیل یہی نشانات الٰہیہ ہوتے ہیں) ایسے تاریکی و ضلالت کے زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے اسلام کو زندہ مذہب اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو زندہ نبی ثابت کرنے کے لئے سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مبعوث فرمایا اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے مطابق آیت کریمہ

فلا یظھر علیٰ غیبہ احدًا الا من ارتضیٰ من رسول۔

حضور کو بڑے بڑے اور تازہ بتازہ نشانات آسمانی کا اعجاز بخشا گیا۔ چنانچہ حضور علیہ السلام نے جہاں اسلام کی صداقت کے لئے بے شمار عقلی و نقلی دلائل دئے اور بیان میں مطالبہ پیش فرمائے وہاں اسلام کی صداقت کے لئے تازہ نشانات اور معجزات دکھانے کا عام اعلان فرمایا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے دنیا نے آپ کے ذریعہ ہزار ہا نشانات بارش کی طرح اترتے دیکھے اور یہ سلسلہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی برکت سے اسلام و احمدیت میں قیامت تک کے لئے جاری و ساری ہے۔ سے

وہ خدا اب بھی بناتا ہے جسے چاہے کلیم
اب بھی اس سے بولتا ہے جس سے وہ کرتا ہے پیار

میں اس موقع پر احباب کرام کے سامنے سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہزاروں نشانات میں سے صرف ایک ہی نشان رکھوں گا۔ جس سے حضور کی صداقت اظہر من الشمس ہو جاتی ہے۔ سے

صاف دل کو کثرتِ اعجاز کی حاجت نہیں
اک نشاں کافی ہے گر دل میں ہو خوفِ کردگار

اور وہ نشان یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے جب سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ دعویٰ فرمایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جو "رسولاً الیٰ بنی اسرائیل" تھے اور جن پر انجیل نازل ہوئی تھی اپنی طبعی عمر ایک سو بیس سال پا کر دیگر انبیاء کی طرح فوت ہو چکے ہیں اور میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ایک امتی اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت عیسیٰ بن مریم کے رنگ میں رنگین ہو کر مبعوث ہوا ہوں یعنی مسیح ابن مریم جن کے آنے کا وعدہ تھا اس سے مراد ان جیسے کمالات و صفات سے متصف ہو کر ایک مثیل کا آنا تھا سو وہ میں ہوں۔ چنانچہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس عظیم الشان دعوے سے مولوی محمد حسین بٹالوی کے تن بدن اور قلب و جگر میں آگ لگ گئی اور وہ بغض و حسد اور تعصب کی وجہ سے آپے سے باہر ہو گئے اور بڑے جلال سے کہنے لگے اتنا بڑا دعویٰ مسیح موعود ہونے کا مرزا غلام احمد قادیانی نے میرے مشورہ کے بغیر ہی کر دیا؟ میں نے ہی تو اس کی تصنیف "براہین احمدیہ" پر عمدہ ریویو لکھ کر اسے آسمان پر چڑھایا تھا اب میں ہی اسے گراؤں گا۔ یعنی میں اتنا بڑا عالم، اثر و رسوخ والا، اس شخص کی سخت مخالفت کر کے اس کی شہرت کو خاک میں ملا دوں گا اور اس وقت آسمان پر فرشتے یہ اشعار گا رہے تھے سے

جو خدا کا ہے اسے للکارنا اچھا نہیں
ہاتھ شیروں پر نہ ڈال اے روبہ زار و نزار
سر سے میرے پاؤں تک وہ یار مجھ میں ہے نہاں
اے مرے بدخواہ کرنا ہوش کر کے مجھ پہ وار

چنانچہ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نعوذ باللہ آسمان سے نیچے گرانے کے لئے کمر ہمت کس لی اور حضور کے خلاف ایک کفر کا بہت بڑا فتویٰ تیار کیا اور اسے اپنے ہاتھ میں لے کر اپنے استاد شیخ الحدیث مولوی سید نذیر حسین دہلوی کے پاس گئے اور سب سے پہلے ان سے دستخط کروا کر ان کو رئیس المکفرین بنایا اور خود اوّل المکفرین کا خطاب پایا۔ ازاں بعد بجلی کی طرح ہندوستان کے مشرق سے لے کر مغرب تک اور شمال سے جنوب تک بڑے بڑے شہروں کا چکر لگایا اور علماء کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر ان سے کفر کا فتویٰ حاصل کیا اور بلاد عرب سے بھی کفر کے فتوے منگوائے۔ اس پر بھی آپ کا جوش ٹھنڈا نہ ہوا اور نہ ہی تعصب کی آگ بجھی بلکہ مولوی محمد حسین بٹالوی نے اپنا مقصد حیات ہی یہ بنا لیا کہ میں اور میرا گروہ اب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مخالفت میں ہمیشہ کمربستہ رہے گا اور اس وجود کو جسے خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے لگایا ہے صفحہ ہستی سے مٹا کر ہی دم لے گا۔ مولوی محمد حسین بٹالوی کے عین اسی جوش و خروش کے وقت جبکہ مولانا صاحب موصوف سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مخالفت میں ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے تھے اور اپنے بغض و تعصب کے جوہر دکھلا رہے تھے اور اپنے اندرونے کی زہر اگل رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت آشکار کرنے کے لئے مولوی محمد حسین بٹالوی ہی کی ذات کو نشانہ بنایا اور اللہ تعالیٰ نے حضور کو الہاماً فرمایا کہ ایک وقت آئے گا کہ یہ شخص اپنے فتوے کفر سے رجوع کر لے گا اور تیرا مومن ہونا تسلیم کرے گا۔

چنانچہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ۱۸۹۳ء میں اس عظیم الشان پیشگوئی کا اعلان فرماتے ہیں کہ:-

"انی رأیت ان ھذا الرجل یؤمن بایمانی قبل موتہ و رأیت کانہ ترک قول التکفیر و تاب۔ وھذہ رؤیای و ارجوا ان یجعلھا ربی حقا۔"

(حجۃ الاسلام صفحہ ۳۳ و تذکرہ صفحہ ۲۳۸-۲۳۹)

یعنی میں نے رؤیا میں دیکھا کہ یہ شخص یعنی مولوی محمد حسین بٹالوی اپنے مرنے سے پہلے میرا مومن ہونا مان لے گا۔ اور میں نے دیکھا کہ گویا اس نے مجھے کافر کہنا چھوڑ دیا ہے اور اس خیال سے توبہ کر لی ہے۔ اور یہ میری رؤیا ہے اور میں امید رکھتا ہوں کہ

میرا خدا اسے پورا کر کے گا۔"

یہی اس موقعہ پر ان تمام واقعات کو چھوڑتا ہوں کہ فتویٰ کفر کے بعد مولوی محمد حسین بٹالوی کی کس قدر توہین اور بے عزتی ہوئی۔ اس مضمون کے پیش نظر

احباب کرام! پہلے ذرا مولوی محمد حسین بٹالوی کی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف زہر پکائی کا مطالعہ فرمائیں بعد ازاں دیکھیں کہ کس طرح اللہ تعالیٰ کی پیشگوئی کے مطابق مولوی صاحب مذکور اپنے فتویٰ تکفیر سے رجوع کر کے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مومن اور مسلمان تسلیم کرتے ہیں۔

مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے جو سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف فتویٰ کفر دیا اس کے چند الفاظ بطور نمونہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی تصنیف منیف کتاب البریہ میں نقل فرماتے ہیں:۔

شیخ محمد حسین بٹالوی ایڈیٹر اشاعۃ السنہ کا فتویٰ از اشاعۃ السنہ نمبر یکم لغایت ششم جلد شانزدہم سنہ ۱۸۹۳ء

"اسلام کا چھپا دشمن۔ مسیلمہ ثانی۔ دجال زمانی۔ نجومی۔ رملی۔ جوتشی۔ اٹکل باز۔ جفری۔ بھنگڑ۔ پھکڑ۔ اڈپوپو۔ اس کا موت کو قتل ان ٹھہرانا حماقت و سفاہت شیطان ہے۔ مکار۔ جھوٹا۔ فریبی۔ ملعون۔ شوخ گستاخ۔ مثیل الدجال۔ اعور دجال۔ غدار۔ پُرفتنہ و مکار۔ کاذب۔ کذاب۔ ذلیل و خوار۔ مردود۔ بے ایمان۔ روسیاہ۔ مثیل مسیلمہ و اسود۔ رہبر ملاحدہ۔ عبد الدراہم والدنانیر۔ تمغات لعنت کا مستحق۔ مورد ہزار لعنت خدا و فرشتگان و مسلمانان۔ کذاب۔ ظلام۔ افاک۔ مفتری علی اللہ۔ جس کا الہام احتلام ہے۔ پکا کاذب۔ ملعون۔ کافر۔ فریبی۔ حیلہ ساز۔ اکذب۔ بے ایمان۔ بے حیا۔ دھوکہ باز۔ حیلہ باز۔ بھنگیوں اور بازاری شہدوں کا سرگروہ۔ دہریہ۔ جہان کے احمقوں سے زیادہ احمق۔ جس کا خدا معلم الملکوت (شیطان)۔ محرف۔ یہودی۔ عیسائیوں کا بھائی۔ خسارت مآب۔ ڈاکو۔ خونریز۔ بے شرم۔ بے ایمان۔ مکار۔ طرار۔ جس کا مرشد شیطان علیہ اللعنۃ۔ بازاری شہدوں۔ بھنگیوں، چوہڑوں اور وحشیوں کی سیرت اختیار کرنے والا۔ مکر، چال۔ فریب کی چال والا۔ جس کی جماعت بدمعاش، بدکردار، جھوٹ بولنے والی۔ زانی۔ شرابی۔ مال مردم خور۔ دغاباز مسلمانوں کو دام میں لا کر ان کا مال لوٹ کر کھانے والا۔ ایسے سوال و جواب میں یہ کہنا ...... حرام زدگی کی نشانی ہے۔ اس کے پیرو خران بے تمیز۔"

(دیکھو الکتاب البریہ صفحہ ۱۳۰-۱۳۸)

اسی طرح مولوی محمد حسین صاحب نے احمدیوں کے پیچھے نماز پڑھنے کا فتویٰ دیا کہ:۔

"قادیانی کے مرید رہنا اور مسلمانوں کا امام بننا دونوں باہم ضدین ہیں یہ جمع نہیں ہو سکتیں۔"

(شرعی فیصلہ صفحہ ۳۱)

پیشگوئی پورا ہونے پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا کامل ایمان

چنانچہ ایک دفعہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی پیشگوئی "مولوی محمد حسین بٹالوی اپنے فتویٰ تکفیر سے رجوع کرے گا" کے بارہ میں گفتگو کرتے ہوئے فرمایا جیسے جناب ایڈیٹر صاحب الحکم نے لکھا کہ:۔

"ایک دفعہ مولوی محمد حسین بٹالوی کی پیشگوئی کے متعلق ذکر تھا۔ فرمایا: اس میں کیا شک ہے زور سے دعویٰ کیا گیا ہے وہ رجوع کرے گا۔ اور اللہ تعالیٰ نے ایسا ہی مقدر کیا ہے۔ اصل میں محمد حسین زیرک آدمی تھا مگر میں دیکھتا تھا کہ ابتدا سے اس میں ایک قسم کی تکبر پسندی تھی۔ پس اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ اس طرح اس کا تنقیہ کرے۔ یہ جو اس کے لئے استغراق ہے ...... فرمایا یہ تو اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔ مگر اس نے ایک کام تو کیا ہے جو براہین احمدیہ پر ریویو لکھا ہے اور وہ اخلاص سے لکھا تھا کیونکہ وہ بہ حالت تھی کہ بعض وقت میرے جوتے اٹھا کر جھاڑ کر آگے رکھ دیا کرتا تھا اور ایک بار مجھے اپنے مکان پر اس غرض سے لے گیا کہ وہ مبارک ہو جاوے اور ایک بار اصرار کر کے مجھے وضو کرایا۔ غرض بڑا اخلاص ظاہر کرتا تھا۔ کئی بار اس نے ارادہ کیا کہ قادیان میں ہی آ کر رہوں مگر میں نے اس وقت بھی کہا کہ ابھی وقت نہیں آیا۔ اس کے بعد اسے ابتلا پیش آیا۔ تعجب ہے کہ اس اخلاص کے بدلہ میں خدا نے اس کا انجام اچھا رکھا ہو۔ اس پر ایک بھائی نے سوال کیا کہ اب اسے کیا سمجھیں۔ فرمایا "اب تو حکم حالت موجودہ ہی پر ہوگا۔ وہ دشمن ہے اور دشمن ہی اسلام کا ہے۔ دیکھو جب نطفہ ہوتا ہے اس کا نام نطفہ رکھتے ہیں گو اس کا انسان بن جاوے مگر جوں جوں اس کی حالتیں بدلتی جاتی ہیں اس کا نام بدلتا جاتا ہے علقہ۔ مضغہ وغیرہ وغیرہ ہو جاتا ہے۔ آخر اپنے وقت پر جا کر انسان بنتا ہے یہی حال اس کا ہے مگر ہمت تو وہ اسلام کا دشمن ہے اور یہی اس کو سمجھنا چاہیئے۔"

(الحکم ۱۷ جون ۱۹۰۳ء)

احباب کرام ذرا حالات کا جائزہ لیں کہ پہلے تو مولوی محمد حسین بٹالوی نے سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو ایذا رسانی میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا صرف کفر کا فتویٰ ہی نہیں دیا بلکہ حضور کے خلاف کئی جھوٹے مقدمات کھڑے کئے اور جھوٹے قتل کے مقدمات میں گواہیاں دیں اور پھر خود بھی حضور کو قتل کرنے کا منصوبہ بنایا مگر اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے مسیح موعود علیہ السلام کی ہر میدان میں حفاظت فرمائی اور عزت و شہرت کو چار چاند لگائے اور پھر حضور کی پیشگوئی پورا ہونے کا وقت آ گیا۔

مولوی محمد حسین کا فتویٰ تکفیر سے رجوع

مولوی محمد حسین بٹالوی نے لالہ دیوکی نندن منصف درجہ اول گوجرانوالہ کی عدالت میں ۱۹۱۲ء میں بمقدمہ کریم بی بی بنت محمد الدین لوہار بنام رحمت اللہ ولد عبد اللہ قوم لوہار

ہر قسم کا کاغذ اور گتہ
بازار سے رعایتی نرخوں پر خریدنے کے لئے
پیپر کارنر گنپت روڈ لاہور
پر
تشریف لاویں
فون نمبر دکان ۶۲۵۲۳ گھر ملک عبد اللطیف ستکوہی ۶۲۵۱۶ گھر ملک محمد حنیف ۶۲۵۱۸

Digitized by Khilafat Library Rabwah

معجون نوفل سیلان الرحم (لیکوریا) کے لئے مفید دوائی قیمت مکمل کورس -/۵ روپے دواخانہ خدمت خلق رجسٹرڈ گولبازار ربوہ

سے ایک شخص ... میں مدعا علیہ کی طرف سے
صفائی گواہی دی اور اپنے بیان میں کہا کہ
احمدی فرقے کے مسلمان کافر نہیں ہیں انہوں نے اپنی
شہادت میں کہا کہ ۔

"سب سے اول فرقہ حنفی ۔ اس کے
بعد تھوڑے عرصہ میں فرقہ مالکی جو امام
مالک کی طرف منسوب ہے اس کے بعد
فرقہ شافعی اس کے بعد فرقہ حنبلی جو
امام احمد بن حنبل کی طرف منسوب
ہے پہلے تمام اہل اسلام کا ایک مذہب
تھا اور امت کا زمانہ تھا اور کوئی
کشمکش ان کی باہمی نہ تھی ۔ اور قریب
زمانہ رسول اللہ کے صحابہ اور اصحاب
رسول اللہ کے بعد ان کے تابعین
کے سبب امن تھا آپس میں ایک
اختلاف نہ تھا جس کے سبب ایک دوسرے
کو برا کہے یا مخالفت کرے اس کے
بعد جب باہمی نفسانیت پیدا ہوگئی
اور اعتقاد بدعت کے پیدا ہوگئے
تو لوگوں نے اپنے اماموں کی طرف
رجوع کی ان کو زیادہ ترجیحت و اعتقاد
تھا پیروی اختیار کی اور فرقہ بندی
ہوگئی ۔ یہ سب فرقے قرآن مجید
کو خدا کا کلام مانتے ہیں اور
یہ سب فرقے قرآن کی مانند
حدیث کو بھی مانتے ہیں ۔ ایک
فرقہ احمدی بھی اب تھوڑے
عرصہ سے پیدا ہوا ہے جب سے
مرزا غلام احمد صاحب قادیانی
نے دعویٰ مسیحیت اور مہدویت
کا کیا ہے یہ فرقہ بھی قرآن اور
حدیث کو یکساں مانتا ہے ....
کسی فرقہ کو جن کا ذکر اوپر
ہو چکا ہے ہمارا فرقہ مطلق
کافر نہیں کہتا ۔"

(بحوالہ الفضل جلد ۳ مورخہ
۱۱ فروری ۱۹۱۴ء ص ۳)

دیکھئے تقریباً بیس سال کے بعد سیدنا
حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام
کی پیشگوئی کس شان سے پوری ہوتی ہے
آپ کا شدید ترین مخالف کفر کا فتویٰ دینے والا
اور جن علماء کو کفر کے فتوے دینے پر
برانگیختہ کرنے والا پیشگوئی کے مطابق
خود تکفیر سے رجوع کر لیتا ہے ۔ کیا اس
ایک عظیم الشان نشان سے سیدنا حضرت
اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی
صداقت ظاہر نہیں ہوتی ؟ ع
کافی ہے سوچنے کو اگر اہل کوئی ہے

پیشگوئی کے پورا ہونے پر
ایک غیر احمدی کی شہادت

ایک معزز غیر احمدی جناب مولوی
سمیع اللہ خاں صاحب فاروقی جالندھری
نے حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ
علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کئی ایک پیشگوئیوں
کا تذکرہ کرتے ہوئے مولوی محمد حسین
بٹالوی کے فتویٰ تکفیر سے رجوع کرنے کی
پیشگوئی کے بارہ میں لکھتے ہیں :۔

"۱۸۹۳ء میں مرزا صاحب
(حضرت مرزا غلام احمد قادیانی
علیہ السلام) کو معلوم ہوا کہ مولوی
محمد حسین صاحب بٹالوی مرنے سے
پہلے میرا مومن ہونا تسلیم کر لیں گے
اس پیشگوئی کے پورے بیس برس
بعد ۱۹۱۳ء میں جبکہ مرزا صاحب
کو فوت ہوئے چھ برس گزر چکے
تھے گوجرانوالہ کی ایک عدالت
میں بیان دیتے ہوئے تسلیم کر لیا
کہ فرقہ احمدیہ بھی قرآن اور
حدیث کو مانتا ہے اور ہمارا فرقہ
کسی ایسے فرقے کو جو قرآن اور
حدیث کو مانے کافر نہیں کہتا ۔
(دیکھو مقدمہ نمبر ۱۳۰ بعدالت
دیوان چند مجسٹریٹ درجہ اول)
واضح رہے کہ مولوی محمد حسین
صاحب بٹالوی مرزا صاحب کے سخت
مخالف تھے ۔ حتیٰ کہ انہی نے مرزا صاحب
پر کفر کے فتوے لگائے ۔ لیکن اس
زمانہ میں مرزا صاحب نے پیشگوئی
کی کہ موصوف وفات سے
قبل میرا مومن ہونا تسلیم کر لیں گے
چنانچہ ایسا ہی ہوا اور مولوی
صاحب کو عدالت میں یہ بیان دینا
پڑا کہ ان کا فرقہ جماعت مرزائیہ
کو مطلق کافر نہیں کہتا ۔ یہ ایک
ایسا بدیہی نشان ہے جس سے
انکار نہیں ہو سکتا ۔"

(استشہاد انوار حق
بحوالہ رسالہ التبلیغ ص ۹۵ ۔ ۹۶)

ایک اور شہادت

مولوی فقیر دین صاحب شملوی (چولہ پانی)
ہیں ہماری جماعت احمدیہ قادیان سے تعلق
رکھتے تھے اور شملہ میں قیام پذیر تھے ۔ انہوں
نے مولوی محمد حسین بٹالوی کے چندہ مانگنے
اور ان سے ضروری ملاقات کے بارہ میں
ایک اہم تحریری بیان شائع کیا کہ :۔

"مولانا نور الدین صاحب کو شملہ پہنچی
ایک دفعہ مولوی محمد حسین صاحب
چندہ جمع کرتے شملہ آئے ہماری
جماعت احمدیہ شملہ سے بھی چندہ
مانگا ۔ جب ہم لوگوں نے چندہ دینے
سے انکار کیا تو مولوی صاحب نے
کہا کہ مجھے تو مولوی نور الدین صاحب
نے بھی اس دینی کام کے لئے چندہ
دیا ہے اور یہ کام مسلمانوں کے فائدہ
کا ہے ۔ تب ہم نے قادیان سے
دریافت کیا تو وہاں سے حضرت
مولانا نور الدین صاحب نے لکھا
کہ فوراً چندہ دے دیا جائے
بحیثیت جماعت چندہ دے دیا
جانے لگے ۔ اس کے دو سال بعد غالباً
۱۹۱۱ء میں مولوی محمد حسین صاحب
نے جماعت احمدیہ شملہ کو سنجولی میں
جہاں وہ ٹھہرے ہوئے تھے بلایا
اور ہم تمام احمدیوں سے بہت محبت
سے ملے سب سے مصافحہ کیا اور
بعض کو چھاتی سے لگایا اور وہاں
کی مسجد اہل حدیث میں جس میں
مولوی صاحب خود بھی نماز پڑھا
کرتے تھے ہم سب کو نماز باجماعت
پڑھنے کی خوشی سے اجازت دی ۔
میں نے کہا مولوی صاحب اب تو
آپ بھی کافر ہو گئے کیونکہ آپ کا
فتوےٰ یہی تھا کہ احمدیوں سے سلام و
کلام کرنے والا بھی کافر ہے اور
آج آپ تو مصافحہ و معانقہ
کر رہے ہیں تو مولوی صاحب نے مجھے
کہا کہ چپ رہو ایسی باتیں مت
کرو میں لوگوں کو کافر نہیں جانتا"
چنانچہ اس کے بعد انہوں نے [؟]
دیوان چند کی عدالت میں حلفی بیان
دیتے ہوئے احمدیوں کی نسبت یہ

فون نمبر ۶۰۲۰۹
Digitized by Khilafat Library Rabwah
لاہور میں آپ کا اپنا واحد اور جدید پریس
سن آرٹ پرنٹرز
سادہ و رنگین چھپوائی
کا
بہترین مرکز
۶۸ فلیمنگ روڈ (عقب لاہور ہوٹل) لاہور

معجون کہربا زنانہ امراض کے لئے مفید نسخے قیمت مکمل کورس ۸/- روپے ۔ دواخانہ خدمت خلق ربوہ

کہا کہ ہم احمدیوں کو کافر نہیں کہتے یعنی مومن جانتے ہیں اس کے کچھ عرصہ بعد مولوی محمد حسین صاحب پھر شملہ تشریف لائے تو بڑا بازار میں مستری محمد خلیل جالندھری کی جو میرے بہنوئی تھے دکان پر حسب معمول تشریف لے گئے بابو عبد الرحمن صاحب شملوی اور مستری محمد خلیل صاحب موجود تھے بابو محمد یوسف صاحب جو وفات آپ وہیں ہیں پر ملازمت تھے وہ بھی موجود تھے بابو محمد حسین صاحب نے مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کو کہا کہ مولانا اب آپ نے حضرت اقدس کی وفات کو دیکھ لیا ہے ۔۔۔ حضرت مرزا صاحب کی صداقت کو اب تو آپ مان لیں۔ مولوی محمد حسین صاحب نے کہا اگر حضرت مرزا صاحب زندہ ہوتے تو میں ان کی بیعت کر لیتا مگر وہ تو اب فوت ہو چکے ہیں۔ بابو محمد یوسف صاحب نے کہا کہ مولانا حضرت مولوی نور الدین صاحب ان کے خلیفہ موجود ہیں آپ اب ان کے ہاتھ پر بیعت کر لیں۔ مولوی محمد حسین صاحب نے کہا کہ نور الدین تو مجھ سے زیادہ نہیں جانتا وہ تو میرے برابر بھی نہیں ہیں اس کی بیعت نہیں کر سکتا ہاں اگر مرزا صاحب زندہ ہوتے تو میں ان کی بیعت کر لیتا۔

(بحوالہ حیات احمد صفحہ ۹۹۔۔۔)

یہی نہیں بلکہ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی پر یہ زمانہ بھی آیا کہ اس کے دونوں لڑکے عیسائیت سے سخت متاثر ہو گئے تو ان کو عیسائیت کے چنگل سے چھڑانے کے لئے جو پناہ گاہ نظر آئی وہ قادیان کی بستی تھی کہتے ہیں "العلم حجاب الاکبر" مولوی محمد حسین بٹالوی باوجود اس کے کہ اپنے علم پر نازاں تھے یہی علم کی نحوست سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ایمان لانے پر روک ثابت ہوا۔ اور اس مہدی آخر الزمان علیہ السلام کی برکت سے محروم ہو گئے جن کے متعلق بزرگ ہستیاں اولیاء امت رو رو کر دعائیں کرتے ہوئے دنیا سے گزر گئے کہ ہمیں اس مسیح و مہدی علیہ السلام کو ہمارا سلام پہنچا دینا جن کے ساتھ اسلام کی فتح ہو چکی مقدر ہے تاکہ ہم ان کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سلام پہنچائیں اور ان کی غلامی کا جوا اپنی گردنوں پر اٹھا کر ہم فخر محسوس کریں۔ مگر جن لوگوں کے زمانہ میں وہ پاک وجود ظاہر ہوا اس زمانہ کے علماء نے پیشگوئیوں کے مطابق کفر کے فتووں سے ان کا استقبال کیا اور ان کی مخالفت کرنے اور اس کے مشن کو ناکام بنانے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگا دیا مگر دنیا نے دیکھا کہ کفر کا فتویٰ دینے والے مخالفت کرنے والے اور ایذائیں پہنچانے والے خود ذلیل و رسوا ہو کر خود مٹ گئے مگر سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ فتح و نصرت عطا فرمائی اور حضور کی پیشگوئی کے مطابق اوّل المکفرین و المکذبین مولوی محمد حسین بٹالوی نے فتویٰ تکفیر سے رجوع کیا اور آپ کے مومن ہونے کی صداقت بیان کی۔ دیکھا یہ حضور کی صداقت کا ایک زبردست اور روشن نشان ظاہر ہوا۔ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں ۔

"اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جس کی ترقی آسمانی نشانوں کے ذریعہ سے ہمیشہ ہوتی رہی ہے اور اس کے بے شمار انوار اور برکات نے خدا تعالیٰ کو قریب کر کے دکھلا دیا ہے یقیناً سمجھو کہ اسلام اپنے آسمانی نشانوں کی وجہ سے کسی زمانہ کے آگے شرمندہ نہیں۔ اسلام اپنے زمانہ کو دیکھ جس میں اگر تم چاہو تو اسلام کے لئے موجود نشانی گواہی دے سکتے ہو۔ تم سچ سچ کہو کیا اس زمانہ میں تم نے اسلام کے نشان نہیں دیکھے؟ پھر بتاؤ کہ دنیا میں اور کونسا مذہب ہے کہ یہ گواہیاں اب تک موجود رکھتا ہے؟ یہی باتیں تو ہیں جن سے پادری صاحبوں کی کمر ٹوٹ گئی جس شخص کو وہ خدا بناتے ہیں اس کی تائید میں بجز چند بے سروپا قصوں اور جھوٹی روایتوں کے ان کے ہاتھ میں کچھ نہیں۔ اور جس پاک نبی کی وہ تکذیب کرتے ہیں اس کی سچائی کے نشان اس زمانہ میں بھی بارش کی طرح برس رہے ہیں۔ ڈھونڈنے والوں کے لئے اب بھی نشانوں کے دروازے کھلے ہیں جیسا کہ پہلے کھلے تھے

رجسٹر حسابات متعلقہ تمام کاروبار

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دیگر

۔ روڈ ٹرانسپورٹ ۔ ایکسائز ۔ کاٹن فیکٹری ۔ رجسٹرڈ فیکٹری

کے متعلق تمام رجسٹر

بمطابق گورنمنٹ آرڈی ننس سٹاک میں موجود ہیں

ہم سے منگوائیے

لائل پریس ہسپتال روڈ لاہور

ٹیلیفون نمبر ۳۰۸۷

ٹیلیفون نمبر ۳۰۸۷

۔ دیدہ زیب طباعت ۔ نفاست ۔ عمدگی

یہ خصوصیات آپ کو ہمارے تیار کردہ سامان میں ملیں گی جو سالہا سال کے تجربہ کی آئینہ دار ہیں

اور سچائی کے جویوں کے لئے
اب بھی خدا کی نعمت موجود
ہے جیسے کہ پہلے تھا۔ زندہ
مذہب وہی ہوتا ہے جس پر
ہمیشہ کے لئے زندہ خدا کا ہاتھ
ہو سو وہ اسلام ہے۔ قرآن
میں دو نہریں اب تک موجود
ہیں۔ ایک دلائل عقلیہ کی نہر
دوسرے آسمانی نشانوں کی
نہر لیکن عیسائیوں کی انجیل
دونوں سے بے نصیب اور
خشک رہی ہے۔

گہ پرستند مردہ را جو گند ناداں بود
پس مجید برا وخداں ہر کہ خدائے بود
آں خدا زندہ کہ نامش ہست برہر غیرتش
ہر کہ جوید آں خدا را او مسلماں بود

(کتاب البریہ صفحہ ۲۰۹)

اس حقیقت کا کبھی انکار نہیں کیا جا سکتا کہ اس مادہ پرستی کے دور میں سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دنیا کو زندہ خدا دکھا دیا۔ اور وہ خشک علماء جو خدا تعالیٰ کے متعلق ہوا چاہیئے کہ مقام پر تھے کوئی روحانی انقلاب برپا نہ کر سکے۔ مگر سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خدا تعالیٰ کی ہستی کو حق الیقین کے طور پر ثابت کر دکھایا اور ہزاروں روشن نشانات اسلام کی صداقت کے لئے دکھلائے۔ ان میں سے ایک نشان مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی اول المکفرین کا اپنے فتویٰ تکفیر سے رجوع کرنے کے بارہ میں تھا جس کی قدرے تفصیل اوپر بیان کی گئی ہے۔ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سچ فرمایا ہے

اس قدر ظاہر ہوئے ہیں فضل حق سے معجزات
دیکھنے سے جن کے شیطاں بھی ہوا ہے دلفگار
پر نہیں اکثر مخالف لوگوں کو شرم و حیا
دیکھ کر سو سو نشاں پھر بھی ہے توہیں کاروبار
صاف دل کو کثرت اعجاز کی حاجت نہیں
اک نشاں کافی ہے گر دل میں ہے خوف کردگار

وآخر دعوانا ان الحمد للہ
رب العالمین

ھوالشافی

طب جدید کی مفید ترین اکسیر

ٹکیاں نمک نور

(۱) نمک نور۔ گیس جیسی موذی بیماری کو دور کرتا ہے اور دل کو قوی کرتا ہے۔
(۲) نمک نور۔ بدہضمی، کم اشتہا، دائمی قبض کو رفع کر دیتا ہے۔
(۳) نمک نور۔ جگر اور معدہ کے فعل کو باقاعدہ کرنے میں خاص اثر رکھتا ہے۔
(۴) نمک نور۔ چہرہ کی زردی۔ اگر بدہضمی سے چہرہ پر کیل چھائیاں ہو جائیں ان کو اللہ تعالیٰ کے فضل سے رفع کر دیتا ہے۔
(۵) نمک نور کے استعمال سے ریح اور بادی کی ہر قسم کی امراض دور ہو جاتی ہیں۔

قیمت۔ ۵۰ ٹکیوں کا ڈبہ ایک روپیہ چار آنہ ۲۵ ٹکیاں قیمت دس آنہ علاوہ ڈاک محصول۔

زیر سرپرستی حکیم فقیر احمد خان سابق انچارج گورنمنٹ یونانی ڈسپنسری

منگانے کا پتہ: شاہ نور طبی کارپوریشن نوشہرہ ورکاں پنجاب

ہر صاحب استطاعت احمدی کا فرض ہے کہ وہ
روزنامہ الفضل ربوہ
خود خرید کر پڑھے

گورنمنٹ سے منظور شدہ — لائسنس نمبر ۱۲/۶۵ — ٹیلی فون نمبر ۶۴۳۵۹

Digitized by Khilafat Library Rabwah

میسرز محمد اسمٰعیل اینڈ سنز

موٹر باڈی بلڈنگ کنٹریکٹرز

۱۱۶ کشمیر (سابقہ ڈلہوزی) روڈ۔ راولپنڈی کینٹ

بہترین اسٹیل بس باڈی۔ عام بس۔ اسٹیشن ویگن۔ سپیشلسٹ سٹیل باڈی بنانیوالا ادارہ

زد جام عشق طاقت پیدا کرنیوالی مفید و مجرب دوائی قیمت مکمل کورس ۲۰/- روپے دواخانہ خدمت خلق ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت بانی جماعت احمدیہ نے جملہ مذاہب کے بالمقابل اسلام کو زندہ مذہب ثابت کر دیا

"موجودہ ہندی مسلمانوں میں مرزا غلام احمد قادیانی سب سے بڑے مفکر تھے"

(علامہ اقبال)

مکرم شیخ نور احمد صاحب منیر سابق مبلغ بلاد عربیہ

> مجھے بھیجا گیا ہے تا میں ثابت کروں کہ اسلام ہی ہے جو زندہ مذہب ہے ۔ ۔ ۔ ۔ میں اس میں صاحب تجربہ ہوں ۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ خدا تعالیٰ کے ساتھ زندہ تعلق ہو جانا بجز اسلام قبول کرنے کے ہرگز ممکن نہیں
> (حضرت بانی سلسلہ احمدیہ)

(۱)

تیرھویں صدی ہجری مذہبی لحاظ سے بہت ہی نازک دور میں سے گذری۔ جبکہ اسلام پر مشکلات و مصائب کے سیلاب امڈ رہے تھے۔ اطراف عالم سے معاندین اسلام نے اسلام کے خلاف حملے شروع کر دئے۔ مسلمانوں کی سیاسی برتری و تفوق تو پہلے ہی تقریباً کالعدم ہو چکا تھا۔ اب مذہبی شان بھی ختم ہو گئی۔ اسلام کے خلاف۔ اور بانی اسلام کی توہین پر مشتمل لٹریچر کثرت سے شائع کیا گیا۔ عیسائیت نے اسلام کے خلاف نفرت مستحکم کر رکھی تھی۔ عیسائی منادوں نے مادی سلطنت کے بل بوتے پر اور اپنے مذہب کی اپنی کثرت پر اتراتے ہوئے اسلام کو ختم کرنے کے لئے بازی لگا دی۔ مسیحی پروپیگنڈا اس عروج پر تھا کہ پادری عماد الدین جیسے شخص نے تحریر کیا:

"محمدی مذہب کے لئے اگرچہ ایک صورت تو ہے۔ مگر اس میں جان ہرگز نہیں اسلئے وہ ایک مردہ دین ہے یا ایک پتلا ہے جو آدمی نے ہڈی کا ڈھیر سے بنایا مگر اس میں جان نہ ڈال سکا؟"

(تعلیم محمدی ص۳ مطبوعہ ۱۸۷۸ء)

برہمو سماج اور آریہ سماج کا زہریلا پروپیگنڈا بھی اسلام کے خلاف نفرت کا موجب ہو چکا تھا۔ مثلاً دل آزار تحریروں اور فحش لٹریچر سے مسلمانوں کے قلوب کی تک بانی کی گئی۔ کمزور طبائع پر ان مذاہب نے اثر کیا اور وہ مرتد ہو کر ان کی آغوش میں چلے گئے۔ اس صورت حال کے پیش نظر ہندوستان میں مختلف مذہبی تحریکات کا ایک دنگل شروع ہو گیا ——— جہاں ہر مذہب کا نام لیوا اور نمائندہ موجود تھا۔ تمام مذاہب کی عزت اس غرض کے لئے کوشش تھی کہ کون مذہب اس جنگ میں بازی لے جاتا ہے اور کامیاب و کامران ہوتا ہے۔ تمام درد مند مسلمان اس امر کی انتظار میں تھے کہ کوئی خدا کا بندہ اس نازک وقت میں اسلام کی طرف سے نمائندگی کرے اور مدافعت کا صحیح اور کما حقہ فرض ادا کرے۔

(۲)

خدا کے وعدے نے اپنا عظیم جلوہ دکھایا اور جری اللہ فی حلل الانبیاء کو اسلام کی مدافعت کے لئے کھڑا کر دیا۔ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام کے مخصوص علم کلام طرز استدلال اور ایمان افروز اسلوب بیان سے مخالفین کے علم کا دھواں نکلنے لگا۔ آپ کی تحریرات سے جہاں مسلمانوں کے مردہ جسم زندہ ہونے لگے اور ان کی جان میں جان آئی۔ وہاں مخالفین اسلام کے کیمپ میں کھلبلی مچ گئی اور آپ کی قلم نے ایسی کاری ضرب لگائی کہ ان کو لینے کے دینے پڑ گئے۔ آپ نے اسلام کی فضیلت جملہ مذاہب پر ثابت فرمائی۔ مخالفین اسلام کو چیلنج پر چیلنج دئے اور ان کو مقابلہ کے لئے بلایا۔ مگر کسی کو آپ کے مقابل پر آنے کی جرأت نہ ہوئی۔

آزمائش کے لئے کوئی نہ آیا ہر چند
ہر مخالف کو مقابل پہ بلایا ہم نے

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کی بعثت سے قبل سر سید احمد خاں نے اس امر کی کوشش ضرور کی کہ یورپ کے جدید فلسفہ کے مقابلہ میں اسلام کا دفاع کیا جائے مگر افسوس کہ سر سید نے دفاع کرتے وقت اسلام کی شکل و صورت کو مسخ کر دیا۔ اسلام کی روح اور روحانیت کو ایک طرف پھینک دیا گیا۔ اس وقت کے علماء نے اس حالت کے پیش نظر سر سید کے خلاف رد لکھے۔ بلکہ ان کے مداح مولانا شبلی مرحوم نے اپنی مشہور علم الکلام ص ۔ پر رد کرتے ہوئے لکھا:

"سر سید کا علم کلام دو قسم کا ہے یا تو وہی فرسودہ اور دور از کار مسائل ہیں وہ تو بجائے خود شاعرانہ ۔۔۔ یا یہ کہ یورپ کے مسلّم قسم کے معتقدات اور خیالات کو حق کا معیار قرار دیا اور پھر قرآن و حدیث کو زبردستی کھینچ تان کر ان سے ملا دیا۔"

سر سید نے فلسفہ یورپ سے متاثر ہو کر بعض اسلامی نصوص۔ اسلامی عقائد و نظریات کی ایسے رنگ میں توجیہات و تاویلات کیں جو اسلامی روح کے قطعاً مخالف تھیں۔ چنانچہ سر سید مرحوم نے الدعاء والاستجابۃ اور دوسرا رسالہ تحریر فی اصول التفسیر تحریر کیا ان ہر دو رسالوں میں تاثیر دعا اور معجزات و ملائکہ کی ہستی سے انکار کیا گیا۔ وحی و الہام کی غلط توجیہات کیں۔ اس کے مقابل حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لٹریچر کے مطالعہ سے واضح ہوتا ہے کہ آپ کا مخصوص علم کلام افراط اور تفریط سے منزہ ہے۔ آپکا علم کلام کسی زمانہ کا پابند نہیں ہے کیونکہ زمانہ کے حالات اور تقاضے بدلتے رہتے ہیں۔ اسلام کے اکثر علماء و متکلمین کا یہ اصول رہا ہے کہ ان کے کلام کی بنیاد ہی اپنے زمانہ کے مسلّم فلسفہ پر مبنی ہیں اور اصل حقیقت کو اس طرح سے نظر انداز کر دیا گیا ہے۔ بانی احمدیت نے اپنی کتب میں یہ امر واضح پیش فرمایا۔ کہ میرا علم کلام قرآن پر مبنی ہے۔ اس امر کا سب سے پہلا اظہار آپ کی عظیم الشان تصنیف براہین احمدیہ سے ہوتا ہے۔ جس کے متعلق اس وقت کے عالم و فاضل مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے تبصرہ کرتے ہوئے لکھا:

"یہ کتاب اس زمانہ میں موجودہ حالات کی نظر سے ایسی کتاب ہے جس کی نظیر آج تک اسلام میں شائع نہیں ہوئی اور آئندہ کی خبر نہیں لعل اللہ یحدث بعد ذالک امرا"

اسی طرح ۱۸۹۳ء میں بمقام امرتسر ڈپٹی عبد اللہ آتھم سے اسلام اور عیسائیت پر مناظرہ ہوا جس کی روئیداد ڈاکٹر کلارک نے Great ۔۔۔ "Contemporary" ۔۔۔ یعنی ایک عظیم الشان مباحثہ قرار دیا۔ اس مباحثہ کو جنگ مقدس کا نام خود ڈاکٹر ہنری مارٹن کلارک نے دیا۔ اس میں آپ نے فریق ثانی کو تحدی کی کہ الہامی کتاب کا ہر دعویٰ اور دلیل اولین ہے اور جو اصول وہ پیش کرے اس کی صداقت اور دلائل بھی وہ خود پیش کرے۔ صرف یہ نہیں کہ ایک دعویٰ کر دیا جائے مگر اس کے دلائل اس کتاب سے مفقود ہوں۔ اسی اصول کے مطابق قرآن کریم کی صداقت ہم پیش کریں گے۔ اور عیسائیت کے غلط عقائد کی تردید بھی قرآن سے پیش کی جائے گی۔ اس کے مقابل اگر انجیل کامل کتاب ہے تو عیسائیت کے مخصوص عقائد اور اسلام کے عقائد کی تردید انجیل سے پیش کی جائے۔ آپ کا علم کلام آپ کی ہر تصنیف میں ہویدا نظر آتا ہے وہ قرآن کریم کے ہی پیش کردہ نادر اور دلائل پر مشتمل تھا۔ آپ کے علم کلام کی یہ نادر خصوصیت تھی کہ اس مناظرہ میں عیسائیت کو شکست فاش ہوئی۔ اسی طرح دسمبر ۱۸۹۶ء میں لاہور میں جلسہ اعظم تحقیق مذاہب بڑے وسیع پیمانے پر منعقد ہوا۔ جملہ مذاہب کے اکابرین نے اس میں حصہ لیا۔

جلسہ میں ذیل پانچ سوالات زیر بحث تھے اور یہ وہ سوالات ہیں جن کے ذریعہ ہر مذہب کی کامیابی اور حقانیت نمایاں مقصود تھی۔

۱۔ انسان کی جسمانی اخلاقی اور روحانی حالتیں۔
۲۔ انسان کی زندگی کے بعد کے حالات
۳۔ دنیا میں انسان کی ہستی کی اصلی غرض کیا ہے اور وہ کس طرح پوری ہو سکتی ہے۔
۴۔ کرم یعنی اعمال کا اثر دنیا اور عاقبت میں کیا ہوتا ہے
۵۔ علم یعنی گیان و معرفت کے ذرائع کیا کیا ہیں۔

اس جلسہ میں یہ بنیادی مطالبہ تھا کہ ہر لیکچرار اپنی مذہبی کتب کی رو سے ان کا جواب دے۔ لیکن حضرت بانی احمدیت نے ہی اس کی پابندی کی اور ان تمام سوالات کے شافی و کافی جوابات قرآن کریم سے پیش فرمائے اور اس کے دلائل بھی قرآنی نصوص سے دئے۔ اپنوں اور غیروں نے اس لیکچر کو خراج تحسین پیش کیا۔ بلکہ اخبار جنرل و گوہر آصفی "کلکتہ" نے آپ کے اس مشہور لیکچر کے متعلق تحریر کیا۔

حق تو یہ ہے کہ اگر اس

94
Digitized by Khilafat Library Rabwah

جلسہ میں حضرت مرزا صاحب کا مضمون نہ ہوتا تو اسلام کو غیر مذاہب والوں کے روبرو ذلت و ندامت کا قشقہ لگتا مگر خدا تعالیٰ کے زبردست ہاتھ نے مقدس اسلام کو گرنے سے بچا لیا۔ بلکہ اس کو اس مضمون کی بدولت ایسی فتح نصیب فرمائی کہ موافقین اور مخالفین بھی سچے فطرتی جوش سے کہہ اٹھے کہ یہ مضمون سب پر بالا ہے بالا ہے۔"

صرف اسی قدر نہیں بلکہ اختتام مضمون پر اس نے لکھا کہ:-

"صرف ایک مرزا غلام احمد صاحب رئیس قادیان تھے جنہوں نے اس میدان مقابلہ میں اسلامی پہلوانی کا پورا حق ادا فرمایا ہے"

آپ نے اپنی جملہ تصنیفات میں اسی اصل کو مدنظر رکھا اور عظمت قرآن کا زبردست اصول قائم کر دکھایا اور یہی وہ بنیادی اصل تھا کہ آپ نے جملہ مذاہب عالم پر اسلام کی فوقیت اور برتری کو ثابت کر دکھایا آپ کے تبحر علمی کا یہ عالم ہے کہ کوئی ذرا کوئی اہم اسلامی مسئلہ نہیں ہے جس پر آپ نے بحث نہ کی ہو۔ ہستی باری تعالیٰ۔ توحید صفات باری تعالیٰ۔ وحی و الہام۔ حیات الآخرت۔ ملائکۃ اللہ۔ تقدیر۔ جنت و دوزخ کی حقیقت الغرض بیسیوں ایسے اہم مسائل ہیں کہ جن پر آپ نے اپنے مخصوص علم کی روشنی میں اظہار خیال فرمایا اور شرح و بسط سے ان مسائل پر روشنی ڈالی اسی اصل کو مدنظر رکھ کر آپ نے منکرین خدا۔ منکرین انبیاء ...... آریہ سماج۔ عیسائیت۔ بدھ مذہب یہودی مذہب اور سکھوں پر اتمام حجت فرمائی۔ آپ نے ان تمام مذاہب پر جو اسلام پر حملہ آور تھے۔ عقلی و نقلی دلائل سے اتمام حجت کر کے ان پر کاری ضرب لگائی اور انھوں نے جاء الحق و زہق الباطل کا ایمان افروز منظر دیکھا۔

(۳)

اللہ تعالیٰ نے بانی احمدیت کو جو مخصوص علم کلام عطا فرمایا تھا اس کے پیش نظر آپ کیسے تحدی سے فرماتے ہیں:-

"مجھے بھیجا گیا ہے تا میں ثابت کروں کہ اسلام ہی ہے جو زندہ مذہب ہے اور وہ کرامات مجھے عطا کئے گئے ہیں کہ جن کے مقابلہ سے تمام غیر مذاہب اور ہمارے اندرونی مخالف بھی عاجز ہیں۔ میں ہر ایک مخالف کو دکھلا سکتا ہوں کہ قرآن شریف اپنی تعلیموں اور اپنے علوم حکمیہ اور اپنے معارف دقیقہ اور بلاغت کاملہ کے رو سے معجزہ ہے موسیٰ کے معجزہ سے بڑھ کر اور عیسیٰ کے معجزات سے صدہا درجہ زیادہ میں بار بار کہتا ہوں اور بلند آواز سے کہتا ہوں کہ قرآن کریم اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سچی محبت رکھنا اور سچی تابعداری اختیار کرنا انسان کو صاحب کرامات بنا دیتا ہے اور اسی کامل انسان پر علوم غیبیہ کے دروازے کھولے جاتے ہیں اور دنیا میں کسی مذہب والا روحانی برکات میں اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا چنانچہ میں اس میں صاحب تجربہ ہوں۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ بجز اسلام تمام مذاہب مردے ان کے خدا مردے اور خود وہ تمام پیرو مردے ہیں اور خدا تعالیٰ کے ساتھ زندہ تعلق ہو جانا بجز اسلام قبول کرنے کے ہرگز ممکن نہیں" (انجام آتھم)

یہ وہ عظیم مقصد اور بلند مطمح نظر ہے جو آپ کی تصنیفات میں پایا جاتا ہے۔ اور آپ کے مخصوص علم کلام کی روح ہے۔ کس قدر پر شوکت تحدی ہے اس تحریر کی روشنی میں جب ایک طائرانہ نظر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کارہائے نمایاں پر ڈالتے ہیں۔ تو دل پکار اٹھتا ہے کہ بلاشبہ آپ نے مذہب اسلام کو زندہ مذہب ثابت کر کے دکھا دیا جس کا اعتراف حالی و قالی سے اپنوں اور بیگانوں نے بھی کیا اور اس میدان میں آپ کو فتح نصیب ہوئی اور اسلام کا پہلوان تسلیم کیا گیا علامہ اقبال نے آپ کی علمی خدمات مرزا تحریرات اور باکمال تصنیفات کو دیکھ کر تحریر کیا:

"موجودہ ہندی مسلمانوں میں مرزا غلام احمد قادیانی سب سے بڑے دینی مفکر ہیں۔"

(رسالہ انڈین انٹی کویری [illegible])

۱۸۹۳ء میں جنگ مقدس کے نام سے جو تاریخی مناظرہ آپ کا عیسائیوں سے ہوا اسکی وجہ سے آپ کے علم کلام اور دلائل کا یہ اثر ہوا کہ [illegible] پادریوں کی حالت کا نقشہ ہی بدل گیا۔

"آج اسلام اپنی نوعیت میں مدافعانہ ہی نہیں بلکہ جارحانہ حیثیت کا بھی حامل ہے"

(۴)

بانی احمدیت کے علم کلام کا بنیادی محور قرآن کریم ہے۔ آپ نے مسلمانوں میں جو غلط عقائد و نظریات رائج تھے۔ جب ان کی تردید فرمائی تو اس کی تائید کے سب سے علامہ رشید رضا مفتی مصر۔ الاستاذ محمد عبدہ مفتی مصر الشیخ مصطفیٰ مراغی رئیس الازہر الشیخ محمود شلتوت شیخ الازہر اور مصر کا ادیب شہیر الاستاذ عقاد نے تحریر کیا کہ واقعی حضرت مسیح علیہ السلام وفات پا چکے ہیں۔ اور جو لوگ حیات مسیح کے قائل ہیں ان میں عقلی جمود ہے انہوں نے یہ بھی اعتراف کیا کہ کشمیر میں قبر مسیح کی تحقیق کو بھی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا دوسری طرف عیسائی بھی اب اس عقیدہ سے بیزار ہو رہے ہیں چنانچہ عیسائیوں کے مذہبی سکالرز نے علمی تحقیق و تدقیق کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق آسمان پر جانے کی آیات انجیل کے متن سے خارج کر دی ہیں اسی پر بس نہیں بلکہ [illegible] میں ایبرڈین یونیورسٹی کی ایک لیکچرار نے عالمی ریڈیو سٹیشن بی بی سی سے ایک تقریر نشر کرتے ہوئے کہا۔

"حضرت مسیح واقعی ایک انسان گزرے ہیں جو یہودیوں کو غلط کیا کرتے تھے یہ سب ڈھکوسلہ ہے کہ وہ خدا اور کنواری ماں کے بیٹے تھے یا وہ وفات کے بعد آسمان پر اٹھ گئے۔" (بحوالہ نوائے وقت لاہور [illegible])

آپ نے حیات مسیح کے نظریہ کو غلط ثابت کر کے اور قرآنی دلائل سے وفات مسیح ثابت کر کے مسیح کی خدائی کو ختم کر دیا گیا یورپ کا تعلیم یافتہ طبقہ اس نظریہ اور عقیدہ سے متنفر ہو چکا ہے چنانچہ ایڈون لوئس نے جو امریکہ میں ایک مذہبی ادارے کے پروفیسر ہیں۔ "دی مینٹل آف کرسچن بیلیفس" میں تحریر کرتے ہیں:

"اب موجودہ صدی کے لوگ مسیح کو خدا ماننے کے لئے تیار نہیں ہیں۔"

[illegible] یورپ کا مزاج
[illegible] چلنے لگی مردوں کی ناگاہ زندہ وار

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

زکوٰۃ کی ادائیگی
اموال کو بڑھاتی
اور تزکیہ نفس کرتی
ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اسلامی پردہ اور اس کا پس منظر

(بقیہ ۱۷)

ظاہر ہونے دیا۔

پھر فرمایا:۔

خلق لکم من انفسکم ازواجا لتسکنوا الیھا وجعل بینکم مودۃ ورحمۃ۔

یعنی ہم نے تمہارے لئے بیویاں اس لئے بنائی ہیں کہ تم ان سے تسکین حاصل کرو۔ اور تمہارے درمیان محبت و رحمت کے تعلقات ہوں۔

پس ان قیود اور احتیاطوں پر اعتراض کرنا محض حماقت کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے؟

اسلام نے عورت پر پابندیاں قیود اور حد بندیاں قائم کرکے اس کی عزت کو دوبالا کر دیا ہے۔ عورت ماں بہن۔ بیوی کے مقام میں زیادہ قابل عزت اور عظیم الشان درجہ پاتی ہے۔ اسلامی پردے کا صحیح مفہوم نہ سمجھنے والے اور کم علمی کے باعث غلط طریق پر عمل کرنے والوں کا تو اپنا قصور ہے جنہوں نے اس قسم کے اعتراضات پیدا کروائے۔ ورنہ اسلام کا ہر حکم اپنے اندر بے شمار حکمتیں اور بھلائیاں لئے ہوئے ہے۔

دعا ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے حکموں پر کما حقہ چلنے کی توفیق دے۔ وہ ہمیں اپنا سچا عبد بنائے۔ اور اپنی کتاب کے تمام تر علم و عرفان ہم پر زیادہ سے زیادہ واضح کرے اور باعمل بنائے۔ آمین *

---

۵۰ فیصد کمیشن

ستلاقاس خون اور طاقت پیدا کرتی ہے۔ ہڈیوں کے ہر قسم دردوں کا علاج پاکستان میں خالص اور رعایتی صرف ہم ہی تیار کرتے ہیں۔ قیمت ۱۰ تولہ دس روپے۔ ایجنٹ چاہئیں پتہ: ہمدم الجنی سپلائی مانسہرہ ہزارہ

ھو الشافی

پاکستان میں ایجاد ہونیوالی ادویات کی کامیابیاں

بفضلہ تعالیٰ ہم کئی ایک پرانی اور لا علاج امراض کے لئے اونچی طاقت کی چار خوراکی اکسیریں تیار کرنے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔ چار خوراکی اکسیروں کو آزما کر کامیاب قرار دینے والے چند معززین کے اسماء درج ذیل ہیں:۔

— جناب سید کمال یوسف صاحب مبلغ اسلام کوپن ہیگن — جناب ملک صلاح الدین صاحب مؤلف اصحاب احمد قادیان — جناب میجر حمید احمد صاحب کلیم (آف ربوہ) پاک آرمی — جناب سردار محمد اسلم صاحب کرشن نگر لاہور — جناب ملک سلیم احمد صاحب آف ٹریڈ و کیمسٹ چنیوٹ — جناب خواجہ محمد حنیف صاحب دکان دار گولبازار ربوہ اور — جناب چوہدری انور محمد صاحب چیف اکاؤنٹنٹ کریسنٹ فیکٹریز لمیٹڈ لائل پور۔

بفضلہ تعالیٰ مندرجہ ذیل اکسیریں اپنی متعلقہ امراض کا مکمل علاج ہیں۔

(۱) اکسیر بواسیر	PILES CURE	(۸) اکسیر چشم	EYES' CURE
(۲) اکسیر درد	PAINS CURE	(۹) اکسیر جریان و سوزاک	OTORRHOEA CURE
(جوڑوں اور اعصاب کی دردوں اور گٹھیا کیلئے)		(۱۰) اکسیر ناسور	FISTULA CURE
(۳) اکسیر سر درد	HEADACHE CURE	(۱۱) اکسیر تبخیر	FLATULENCE CURE
(۴) اکسیر زکام (نزلہ و زکام)	COLD CURE	(۱۲) اکسیر درد شکم	COLIC CURE
(۵) اکسیر نزلہ (حلق سے نزلہ)	CATARRH CURE	(۱۳) اکسیر سیلان الرحم	LEUCORRHOEA CURE
(۶) اکسیر دمہ (ضیق النفس)	ASTHMA CURE	(۱۴) اکسیر بانجھ پن	STERILITY CURE
(۷) اکسیر نکسیر	EPISTAXIS CURE		

ہر دوا کے مکمل کورس (چار خوراک) کی قیمت دس روپے۔ خرچ ڈاک بذریعہ وی پی ڈیڑھ روپیہ۔

- کیور ٹو میڈیسن کمپنی رجسٹرڈ ۳۵ کمرشل بلڈنگ دی مال لاہور
- ڈاکٹر راجہ ہومیو اینڈ کمپنی متصل ڈاک خانہ گولبازار ربوہ

رشید اینڈ برادر سیالکوٹ

کے

نئے ماڈل کے چولہے

— بہ لحاظ اپنی خوبصورتی مضبوطی، تیل کی بچت

اور

افراطِ حرارت دنیا بھر میں بے مثال ہیں —

اپنے شہر کے ہر ڈیلر سے طلب فرماویں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جماعتِ احمدیہ کے اندرونی اختلاف

سے متعلق

حضرت بابا نانک صاحب کی پیشگوئی

(مکرم گیانی عباد اللہ صاحب)

جناب بابا نانک صاحب نے سنلوں ہے کہ ہونے والے پورے گورو کی موٹی موٹی اور عام نشانیاں بیان کرنے کے بعد ایک نشانی یہ بھی بتائی ہے کہ جب وہ گورو اپنا کام پورا کرکے اس دنیا سے رخصت ہو جائیگا تو اس کے بعد اس کی جماعت پر ایک ایسا وقت آئے گا جبکہ اس میں اختلاف پیدا ہو گا اور اس کے نتیجہ میں وہ دو حصوں میں بٹ جائے گی۔ ایک گروہ "بچے" لوگوں پر مشتمل ہو گا اور دوسرے گروہ میں "بڈھے" لوگ شامل ہوں گے۔ چنانچہ جناب بابا نانک صاحب فرماتے ہیں کہ:۔

ایسا پاسا ڈھالی
دور دیبان ابھنگ
نوتن جامہ پہنے
بچے اگے انگ
ات بڈھے اک پیہان
گوروکھ بچے نہال
کتھن شبھی نانکا
جو توڑے آپ دیال

(جنم ساکھی بھائی بالا صفحہ ۲۳۶)

یعنی اس پورے گورو کی جماعت میں اس کے بعد ایک ایسا نظام قائم ہو گا جو دائمی ہو گا اور اس کا سلسلہ غیر منقطع ہو گا۔ بابا جی نے اپنے رنگ میں اس نظام کو "دور دیبان ابھنگ" کے الفاظ میں بیان کیا ہے۔ لغات میں ان الفاظ کے یہ معنے بیان کئے گئے ہیں۔

دیبان:۔ انصاف کرنے والا حاکم۔ (مہان کوش صفحہ ۱۹۱)

دیبان:۔ وہ حاکم جس کے پاس داد فریاد کی جائے۔
(شبد ارتھ گورو گرنتھ صفحہ ۱)

دیوان:۔ حاکم۔ بند وبست کرنیوالا خزانے والا حاکم۔
(گورو گرنتھ کوش صفحہ ۳۲۷)

دیبان:۔ وہ حاکم جس کی کچہری میں داد فریاد کی جائے۔
(شبد ارتھ گورو گرنتھ صفحہ ۸)

ابھنگ:۔ غیر منقطع ... جو کبھی نہ ٹوٹے۔
(گورو گرنتھ کوش صفحہ ۲۹)

جناب بابا نانک صاحب نے خود بھی "دور دیبان ابھنگ" کی تشریح بیان کی ہے کہ جو غیر منقطع ہو جیسا کہ آپ کا ارشاد ہے:۔

"ایسا دیوان لگائے گا جو کبھی نہ ٹوٹے گا"
(جنم ساکھی بھائی بالا اردو صفحہ ۲۹۳)

لغات کے مندرجہ بالا معنوں اور خود جناب بابا نانک صاحب کی تشریح کے مطابق آپ کی اس مندرجہ بالا پیشگوئی کا یہی مفہوم ہے کہ اس پورے گورو کے وصال کے بعد اس کی جماعت میں انصاف کرنے والے ایسے حکام مقرر ہوں گے جن کے پاس بیت المال بھی ہو گا اور جن کے پاس لوگ داد فریاد کیلئے جایا کریں گے اور ایسے حکام کا سلسلہ دائمی اور غیر منقطع ہو گا۔ اور حقیقت میں سلسلہ خلافت ہی ہے۔ خود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی اس سلسلہ خلافت کو مندرجہ ذیل الفاظ میں دائمی اور غیر منقطع قرار دیا ہے:۔

"تم میری اس بات سے جو میں نے تمہارے پاس بیان کی ہے غمگین مت ہو۔ اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے۔ کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہو گا۔ اور وہ دوسری قدرت نہیں آسکتی جب تک کہ میں نہ جاؤں۔ لیکن جب میں جاؤنگا تو پھر خدا اس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہیگی"
(الوصیت صفحہ ۶)

پس خلافت باقی رہنے والی چیز ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تو اس کے باقی رہنے کو دائمی کے لفظ سے ظاہر فرمایا ہے۔ اور جناب بابا نانک صاحب نے "دور دیبان ابھنگ" کے الفاظ میں یہ مفہوم ادا کیا ہے۔

بابا جی نے اس پورے گورو کے بعد دور دیبان ابھنگ (یعنی خلافت) کا سلسلہ قائم ہونے کے ساتھ ہی یہ پیشگوئی بھی بیان فرمائی ہے کہ پھر وہ پورا گورو اک نئے رنگ اور نئے لباس میں دنیا میں ظاہر ہو گا اور اس وقت اس کی جماعت میں اختلاف پیدا ہو گا اور وہ دو حصوں میں بٹ جائے گی۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں کہ:۔

نوتن جامہ پہنے
بچے اگے انگ

یاد رہے کہ "نوتن" لفظ کے معنے لغات میں "نویں" (نیا) "نواں بچہ" (نیا اور تازہ دم)۔ "جوان"۔ "بڑھاپے کے بغیر"۔ "جنم" (پیدائش)۔ اور "جسم" وغیرہ کئے گئے ہیں۔ (ملاحظہ ہو پنجابی شبد بھنڈار۔ گورو گرنتھ کوش۔ گرنتھ گورو گرنتھ کوش۔ اور انسائیکلوپیڈیا آف دی سکھ لٹریچر وغیرہ)

پس لغات کے ان معنوں کی رو سے جناب بابا صاحب کے ارشاد "نوتن جامہ پہنے" کا یہ مفہوم بھی لیا جاسکتا ہے کہ اس پورے گورو کی جماعت میں پہلے خلافت کا سلسلہ قائم ہو گا۔ اور تمام قوم اس بات پر متفق ہو گی کہ حضور کی وفات کے بعد ایک شخص جماعت کا واجب الاطاعت امام اور پیشوا ہو۔ اس کے بعد وہ پورا گورو ایک نئے جامہ میں ظاہر ہو گا۔ یعنی ایک ایسا وجود اس کا جانشین ہو گا جو اس کی خوبو پر ہو گا اور مثیلہ و خلیفہ کا مصداق ہونے کی وجہ سے حسن و احسان میں اس کا نظیر ہو گا گویا اس کی آمد ایک رنگ میں اس پورے گورو کی ہی دوبارہ آمد ہو گی اور وہ جوانی کے عالم میں دنیا کے سامنے آئے گا اور اس کے خیالات اور عزائم میں کبھی بھی بڑھاپا نہیں آئے گا۔ کیونکہ لغات میں نوتن کے معنے "جوان" اور "بڑھاپے کے بغیر" بھی مذکور ہیں۔

الغرض بابا نانک صاحب کا جماعت احمدیہ کے اختلاف سے متعلق پیشگوئی میں یہ بیان کرنا کہ وہ پورا گورو نئے رنگ میں ظاہر ہو گا یہی معنے رکھتا ہے کہ اس کا ظہور بروزی رنگ میں ہو گا اور اس کی تجرد پر ایک نیا وجود دنیا میں ظاہر ہو گا۔ گویا اس میں جناب بابا نانک صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کی طرف اشارہ کیا ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حسن و احسان میں نظیر ہونے کی وجہ سے حضور کے بروز کہلانے کے مستحق ہیں۔

جناب بابا نانک صاحب نے اپنی اس پیشگوئی میں "نوتن جامہ پہنے" کے بعد "بچے اگے انگ" کے الفاظ بیان کئے ہیں۔ گویا اس کے بعد اس کی جماعت میں اختلاف پیدا ہو گا اور اس کے نتیجہ میں اس کی جماعت دو حصوں میں بٹ جائے گی۔ اس کے آگے بابا نانک صاحب نے اپنی اس پیشگوئی میں ان دونوں حصوں سے تعلق رکھنے والے

ٰ ہم یہاں بیان کر دینا بھی ضروری خیال کرتے ہیں کہ بعض جنم ساکھیوں میں "بچے اگے انگ" کی بجائے "بچے الگ الگ" مرقوم ہے۔ اگر تو یہ پریس غلطی نہیں تو پھر اسکے یہ معنے ہوں گے کہ جب اسکی جماعت میں اختلاف ہو گا تو اختلاف کرنے والے اکثریت میں خیال کریں گے کیونکہ الگ کے معنے زیادہ تعداد یا بے شمار کے بھی ہیں اور غیر مبائعین حضرات نے جب اختلاف کیا تھا تو انہیں یہ دعویٰ تھا کہ وہ اکثریت میں ہیں جیسا کہ ان دنوں انہوں نے یہ دعویٰ کیا تھا:۔

"وہ پانچ ہزار آدمیوں میں سے کوئی حصہ بھی اب نہیں دکھا سکتے جس نے انہیں خلیفہ اور مطاع تسلیم کیا ہو"
(پیغام صلح ۱۹ اپریل ۱۹۱۴ء)

ایک اور مقام پر اخبار مذکور میں خلافت نے اپنے ایڈیٹوریل اعلان میں لکھا تھا کہ:۔

"اکثر حصہ قوم نے میاں محمود صاحب کو خلیفہ تسلیم نہیں کیا" (پیغام صلح ۵ مئی ۱۹۱۴ء)

بہر حال کچھ معنے بھی لئے جاویں جو کچھ جناب بابا صاحب نے حسن کے یہ معنے بھی ہو سکتے ہیں کہ اختلاف کرنے والوں کی حقیقت کو کچھ دیکھیں گے اور جماعت سے کٹ جائیں گے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لوگوں کے وہ مختلف نام بیان کئے ہیں اور
وہ نام "کچے" اور "پکے" ہیں۔ یہ بہت ہی
عجیب، لطیف اور حقیقت پر مبنی نام ہیں
بابا جی نے ان مختصر الفاظ میں نہایت عمدہ
پیرایہ میں حقیقت بیان کر دی ہے۔ لغات
میں ان الفاظ کے مندرجہ ذیل معنے مذکور
ہیں:۔

کچا:۔ (۱) جو پکا نہیں۔ خرد عادت
جس وچ صحیح وچ تشخیص نہیں۔۔۔۔
جھوٹا۔ پیٹیا جھنگ کرن والا"
(جہان کوش صفحہ ۸۶۳)

(۲) "جھوٹے۔ پرمانک یوکتہ"
(گرنتھ گورگرہ کوش صفحہ ۲۰۳)

(۳) "ڈھلا۔ بے ٹھکانہ۔ اٹکل پچو۔
دو معنی گفتگو والا"
(پنجابی شبد جلد ۱ صفحہ ۲۸۲)

(۴) جو پکے نہ ہوں۔ پیار وچ
لگ کے چھیتی ٹٹ جان والے۔
جھوٹے۔ بے صدقے۔
(گورو گرنتھ کوش صفحہ ۲۹۳)

لغات کے بیان کردہ مندرجہ بالا
معنوں کے علاوہ گورو گرنتھ صاحب میں
بھی پکے کا لفظ خدا تعالیٰ سے دُور
جانے والے۔ عہد کو توڑنے والے۔
منافق طبع لوگوں اور جن کا خدا تعالیٰ سے
کوئی تعلق نہیں ہوتا، کے بارہ میں بکثرت
استعمال ہوا ہے۔ ذیل میں ہم اس کی
کچھ مثالیں ناظرین کی دلچسپی کے لئے
نقل کرتے ہیں:۔

(۱) جن کا خدا تعالیٰ سے تعلق نہیں
جن کر پریت نہیں پریتا
تے ساکت مورکھ کچا
(گوڑی محلہ ۴ صفحہ ۱۶۹)
یعنی جن لوگوں کے دل خدا تعالیٰ کی
محبت سے خالی ہیں۔ وہ بے وقوف ہی
کچے ہیں۔

(ب) نجات کے راز سے ناواقف
ادھیا تم کرم کرے
تاں سا چا
مکت بھید کیا جانے کاچا
(گوڑی محلہ ۱ صفحہ ۲۲۳)
یعنی اگر کوئی شخص روحانیت کے
مطابق اعمال بجا لاکرے تو وہ سچا ہے۔
اور کچا شخص نجات کے راز سے واقف
نہیں ہو سکتا۔

(ج) زندگی بے کار اور بے فائدہ
تت بیچار کہے جن ساچا
جنم مرے سو کاچو کاچا
(گوڑی سکھنی محلہ ۱ صفحہ ۲۲۸)
یعنی جو شخص حقیقت کو سوچ بچار کر
بیان کرتا ہے وہ سچا ہے اور کچے لوگوں
کی زندگی بے کار اور رائگاں جاتی ہے
اور وہ خیالات کے لحاظ سے کئی بار مرتے
اور کئی بار پیدا ہوتے ہیں۔ یعنی انہیں
اک جگہ تسلی نہیں ہوتی۔

(د) تباہ و برباد ہونے والے
جس جائے کوڑ کچے پا جا
(گوڑی محلہ ۴ صفحہ ۹۳)
یعنی جھوٹے اور کچے لوگ انجام کار
تباہ و برباد ہوں گے ان کا مقصد کبھی بھی
پورا نہ ہوگا۔

(ہ) شرک کرنے والے
دوجے کا کاب جگ کاچا
(مارو محلہ ۳ صفحہ ۱۰۳۹)
یعنی دوئیت یعنی شرک میں مبتلا
تمام دنیا کچی ہے۔

(و) روحانی بینائی سے محروم
اندھا کچا کچن بھے
(سری راگ محلہ ۱ صفحہ ۲۵)
یعنی کچے لوگ اندھے ہیں ان کو
روحانی بینائی نصیب نہیں ہوتی۔

(ز) عقل اور سمجھ سے عاری
من پھر نہ سمجھے
چنچل کا کچے
(مارو محلہ ۵ صفحہ ۱۰۲۳)
یعنی کچے لوگ سمجھ اور عقل سے
عاری ہوتے ہیں۔

(ح) خدا تعالیٰ کے نافرمان
جو حکم نہ بوجھے خصم کا
سوئی نر کچا
(وار مارو محلہ ۳ صفحہ ۱۰۹۳)
یعنی۔ جو لوگ خدا تعالیٰ کے نافرمان
ہیں اس کے احکامات کو سمجھنے کی کوشش نہیں
کرتے وہ کچے ہیں۔

(ط) عہد کو توڑنے والے
بچن کرے تے کھسک جائے
بولے سب کچ
(وار مارو محلہ ۵ صفحہ ۱۰۹۹)
یعنی جو لوگ عہد کو توڑتے ہیں اور
وعدہ خلافی کرتے ہیں وہ کچے ہیں۔

(ی) بھٹکنے والے
من کچے بہتے کا چی
منمکھ آ ڈولے
انگم نہ سمجھے کہانی
(سارنگ محلہ ۳ صفحہ ۱۲۳۳)
یعنی۔ نافرمانوں اور خدا سے دور
لوگوں کی عقل کچی ہوتی ہے اور وہ ادھر
ادھر بھٹکتے پھرتے ہیں اور خدا تعالیٰ
کی باتوں کو نہیں سمجھ سکتے۔

لیڈیز پارچات
خریدتے وقت ہمیشہ اپنی دوکان
۸۵۔ انارکلی لاہور
الفردوس کلاتھ مرچنٹ
کو یاد رکھیں
ہمارے ہاں نئے دیدہ زیب ڈیزائنوں میں کریپ پرنٹ۔ کاٹن پرنٹ ٹشو ساٹن۔ بروکیڈ ٹینیل
کشمیری شالیں اور سٹولز کا تازہ سٹاک موجود ہے۔ تشریف لاکر خدمت کا موقع دیں۔
الفردوس کلاتھ مرچنٹ ۸۵۔ انارکلی لاہور

(ک) سچائی سے خالی
رکھن وچہ ساریح بن لاوی
میا پوچھ گور اپنا
(ماڑ محلہ ۱ صفحہ ۱۲۴۲)

(ل) ناکام ونامراد
من مکھ مارے پچھاڑ
مورکھ کچیا
آپ بھڑے مارے آپ
آپ کارج رچیا
(وار محلہ ۱ صفحہ ۱۲۶۶)

یعنی بابا نانک صاحب فرماتے ہیں کہ بے وقوف لوگوں کو خدا تعالیٰ ناکام و نامراد کرتا ہے۔ وہ خدا تعالیٰ سے لڑائی کرنے سے بھی دریغ نہیں کرتے مگر انہیں اپنے مقاصد میں کامیابی نصیب نہیں ہوتی۔

(م) خدا کی درگاہ میں ذلیل
من مکھ کچے کوڑیار
ہتھی ہیر درگاہ ہاریا
(وار محلہ ۱ صفحہ [illegible])

یعنی من مکھ (نافرمان) اکھڑے اور جھوٹے ہوتے ہیں اور وہ خدا تعالیٰ کی درگاہ میں ذلیل ہوتے ہیں اور انہیں شکست نصیب ہوتی ہے۔

(ن) ٹوٹ جانے والے
جھڑ جھڑ پوے کچے برہا
جناں کا رنہ آئی
(سوہی محلہ ۵ صفحہ ۱۳۲۲)

یعنی کچے لوگوں کا تعلق جلد ٹوٹ جاتا ہے وہ ساتھ چھوڑ جاتے ہیں ان کو محبت اور عقیدت سے کوئی سروکار نہیں ہوتا۔

(س) خدا تعالیٰ کے کلام سے ناآشنا
کاچی ہنڈی سبد نہ چینے
اور بھرے جیسے ڈھور
(مارو محلہ ۵ صفحہ [illegible])

یعنی کچے لوگ خدا تعالیٰ کے کلام کو شناخت نہیں کرتے اور حیوانوں کی طرح پیٹ بھرتے ہیں۔

(ع) اگیانی گیان اور عمل میں پختہ نہیں
کاچے گرتے
ملت نہ ہوا
(رامکلی محلہ ۵ صفحہ ۹۳۲)

یعنی جو لوگ گیان اور عمل میں خود پختہ نہیں ہیں وہ کچے ہیں اور وہ خود بھی ڈوبتے ہیں اور دوسروں کو بھی ڈبونے کا باعث بنتے ہیں۔

(ف) کچے گورو کی بانی سے دور
بانی ساں کی سنگور بابھوں
اکوہ کچی بانی
اکھدے کچے سندے کچے
کچی آکھ وکھانی
([illegible])

یعنی کچے گورو کی بانی کے علاوہ دوسروں کی بانی بھی ہے اور اس کی بانی سے کچے لوگوں کو ہی دلچسپی ہوتی ہے اور کچے لوگ ہی اسے سنتے سناتے ہیں۔

(ص) منافق طبع لوگ
جن من ہور مکھ ہور
سے کانڈے کچیا
(آسا فرید صفحہ ۴۸۸)

یعنی جن لوگوں کے دلوں میں کچھ ہو اور منہ میں کچھ وہ کچے ہیں۔

(ق) کچے لوگ ساتھ چھوڑ دیتے ہیں
جھڑ جھڑ پوندے
کچے برہا
جناں نہ آئی

(ر) دنیا کی دولت کچی ہے
سو متارو پاسیچے
دھن کا چا بچھ چھار
(رامکلی محلہ ۵ صفحہ ۹۳۶)

ان مندرجہ بالا حوالہ جات میں کچے لوگوں کے بارہ میں جو کچھ بیان کیا گیا ہے اگر اس پر تفصیل سے بحث کی جائے تو وہ تمام باتیں جماعت احمدیہ سے الگ ہونے والے حضرات میں پائی جاتی ہیں۔ سکھ مت کی رو سے کچے "ان لوگوں کو کہا جاتا ہے جو قابل اعتبار نہ ہوں اور جو عہد کے توڑنے والے ہوں۔ یعنی وعدہ خلافی جن کا خاص شیوہ ہو۔ اور جو ایک مسلک کو اختیار کر کے پھر اسے ترک کر دینے والے ہوں اور جن کا خدا تعالیٰ سے کوئی تعلق نہ ہو۔

اختلاف کرنے کے بعد اور علیحدگی اختیار کرنے کے بعد جو لوگوں نے جن باتوں کو اپنایا اور جس مسلک کو اختیار کیا وہ خود ان کے اپنے سابقہ رویہ اور مسلک کے سراسر الٹ ہے اور جن عقائد کو وہ آجکل پیر پرستی اور غلو کے نام سے موسوم کرتے ہیں انہیں پہلے وہ خود بھی اپناتے رہے ہیں اور آج بھی احمدیت اور حقیقی اسلام تصور کرتے رہے ہیں مثلاً خلافت اور نبوت کے وہ ایسے مسائل ہیں جنہیں آج پیغامی حضرات تسلیم نہیں کرتے اور جہاں تک حقیقت کا تعلق ہے آج بھی وہ دونوں بڑے مسائل ہیں جو مبائعین اور غیر مبائعین میں بنیادی طور پر اختلافی مسائل ہیں اور انہی مسائل کے اختلاف کی بنا پر جماعت احمدیہ دو حصوں میں بٹ چکی ہے۔

اخبار الحکم کے ایک واضح اعلان سے اس بات کی وضاحت ہو جاتی ہے کہ جماعت احمدیہ نے حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل کی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

عمارتی لکڑی

ہمارے ہاں عمارتی لکڑی دیار۔ کیل۔ پڑتل۔ چیل کافی تعداد میں موجود ہے بضرورتمند احباب ہمیں خدمت کا موقع دے کر مشکور فرماویں۔

گلوب ٹمبر کارپوریشن | ستار ٹمبر سٹور | لائل پور ٹمبر سٹور

۲۵۔ نیو ٹمبر مارکیٹ لاہور۔ فون ۶۲۶۱۸ | ۹۰۔ فیروز پور روڈ لاہور | راجباہ روڈ لائل پور۔ فون ۳۸۰۸

خلافت کو الوصیت میں بیان کردہ قدرتِ ثانیہ کے مطابق سمجھتے تھے اور تمام جماعت نے اس بات پر خوشی کا اظہار کیا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے ان سے حضرت حکیم نورالدین خلیفۃ المسیح کی شکل میں قدرتِ ثانیہ کا مظہر اوّل عطا کیا ہے۔ اسی سے یہ بات بھی واضح ہو جاتی ہے کہ جماعت احمدیہ نے متفقہ طور پر اس بات کا اقرار کیا تھا کہ قدرتِ ثانیہ کے مظہر ایک سے زائد ہوں گے اور اسی بناء پر حضرت خلیفۃ المسیح اوّل کو قدرتِ ثانیہ کا مظہر اوّل تسلیم کیا گیا تھا۔

جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں کہ باباجی کی بیان کردہ پیشگوئی میں "پچھے" لوگوں کی ایک نشانی یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ اپنے سابقہ خیالات اور عقائد میں تبدیلی کر لیں گے۔ چنانچہ اس پیشگوئی کے مطابق غیر مبائعین حضرات نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیان کردہ "قدرتِ ثانیہ" کے بارہ میں بھی اپنا نظریہ تبدیل کر لیا۔ چنانچہ جب انہوں نے خلافتِ ثانیہ کے انتخاب کے وقت خلافت سے علیحدگی اختیار کر کے لاہور میں اپنا الگ مرکز قائم کر لیا تو اس کے بعد انہوں نے قدرتِ ثانیہ کے بارہ میں یہ کہنا شروع کر دیا کہ اس میں کسی شخصی خلافت کا کوئی ذکر نہیں۔ چنانچہ مولوی محمد علی صاحب ایم اے نے اس بارہ میں اپنے خیالات کا اظہار مندرجہ ذیل الفاظ میں کیا کہ:۔

"دوسری قدرت یا قدرتِ ثانیہ سے مراد صرف تائید الٰہی ہے جس کا ظہور بعد وفات حضرت مسیح موعود کے ضروری ہے ۔۔۔۔ قدرتِ ثانیہ سے مراد کسی نامزد شخص کو لینا الفاظ کے سیاق سے بھی کہاں ہے؟"

(رسالہ الوصیت شائع کردہ غیر مبائعین ۱۹۱۷ء)

جناب مولوی محمد علی صاحب کی پیروی میں اخبار پیغام صلح نے لکھا ہے کہ:۔

"قدرتِ ثانیہ کے الفاظ میں خلافت کا کوئی ذکر نہیں بلکہ ان تائیداتِ الٰہیہ اور فتوحات کا ذکر ہے جو حضرت مسیح موعود کے اس سلسلہ کو ملنے والی تھیں۔"

(پیغام صلح ۵ ستمبر ۱۹۵۶ء)

حضرت بابا نانک صاحب کی پیشگوئی کے مطابق انہیں "کچھ کا کچھ" اور نظر آنے لگ گیا۔ کیا تو وہ اس محمود رضی اللہ عنہ کے بابرکت وجود کو دوسروں کے سامنے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کی ایک دلیل پیش کر کے اس کی نظیر پیش کرنے کا چیلنج کرتے تھے۔ اور کہاں اب خود اپنے ہاتھوں یہی اس دلیل کو توڑنے میں مصروف ہیں۔ حالانکہ انہیں یہ سوچنا چاہئے کہ اگر وہ اپنے عمل سے دنیا میں یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے اپنی اولاد کے بارہ میں جو خوشخبریاں دی تھیں وہ سب کی سب نعوذ باللہ غلط اور بے بنیاد تھیں۔ اور حضور کا یہ فرمانا

"خدا نے نیک اور بابرکت اولاد کا وعدہ کیا اور پورا کیا"

بھی نعوذ باللہ باطل تھا۔

پس آج اگر غیر مبائعین حضرات کو خدا کے مقدس مسیح کا لختِ جگر اور حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کا پیارا محمود، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیمات کو بلاٹنے والا پولوس نظر آ رہا ہے تو اس طرح وہ اپنے عمل سے جناب بابا نانک صاحب کی پیشگوئی کو پورا کر رہے ہیں۔ کیونکہ باباجی کی پیشگوئی سے یہ واضح ہوتا ہے کہ جو لوگ اس پوت کے گروہ کی جماعت سے کٹ جائیں گے انہیں کچھ کا کچھ اور نظر آنے لگے گا۔ یعنی وہ اختلاف کے بعد جو کچھ بیان کریں گے وہ نہ صرف یہ کہ حقیقت کے خلاف ہو گا بلکہ ان کے سابقہ خیالات اور عقائد سے بھی اس کی تغلیط ہو رہی ہو گی۔

آج اگر وہ اپنے بغض اور عناد کی وجہ سے سیدنا محمود رضی اللہ کو پولوس قرار دے رہے ہیں تو وہ اس طرح مخالفین اور معاندین سلسلہ کے ہاتھوں میں ایک خطرناک حربہ دے رہے ہیں کیونکہ خود مولوی محمد علی صاحب نے یسوع کے بیٹے کے ہونا ہونے پر بحث کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:۔

"ابن اللہ کی اس سے بڑھ کر ناکامی اور کیا ہو گی کہ اس کا بیٹا جو اس کی جگہ پر خلیفہ ہوا اس کے مذہب کا ستیاناس کر رہا ہے"

(ریویو آف ریلیجنز جلد ۶ صفحہ ...)

پس اگر ہمارا اللہ کے بیٹے کا اپنے باپ کا جانشین بن کر اس کے مذہب کا ستیاناس کرنا ہمارا اللہ کی ناکامی کی دلیل ہے تو اس صورت میں غیر مبائعین کو ٹھنڈے دل سے سوچنا چاہئے کہ اگر ان کے خیال کے مطابق (نعوذ باللہ من ذلک) سیدنا محمود حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے جانشین بن کر حضور کی تعلیمات کو بگاڑ رہے ہیں تو اس صورت میں حضور کی صداقت کا کیا حشر ہو گا۔ فاعتبروا یا اولی الابصار

باباجی کی پیشگوئی میں بیان کردہ

دوسرا گروہ

جناب بابا نانک صاحب نے اپنی اس پیشگوئی میں دوسرے گروہ کے لوگوں کو "پچھے" کے نام سے موسوم کیا ہے۔ اور لغات میں "پچھا" لفظ کے معنی مندرجہ ذیل بیان کئے ہیں:۔

پچھا۔ پچھے رہنا ہوں۔ پچھلی حالت نوں پہنچیا ۔۔۔۔ پیروی دا اعتبار

(ہمایوں کوش ...)

(۲) پرلا پچھا ہوا ۔۔۔ مضبوط کوٹ والا ۔۔۔

۔۔۔ جیسا اتنی کچھ ہووے و

رنگی وا کرنا ۔ پٹو ۔ دلیر ۔ سیانا ۔

چیز سب توں اچا جتن والا۔

(پنجابی شبد بھنڈار صفحہ ۱۹۲)

(۳) جو اپنے اعتقاد و بچار زمان کے اصول تے دوڑھ ہووے۔ آکڑ کے آونا ...

جلسہ سالانہ کی مبارک تقریب پر شمولیت پر تمام احباب جماعت کی خدمت میں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ھدیہ تبریک پیش کرتے ہیں

دنیا بھر کے بہترین ملبوسات کیلئے

ملتان کلاتھ ہاؤس (رجسٹرڈ)

چوک بازار ملتان شہر کو یاد رکھیں

ٹیلیفون ۲۵۱۰ — رہائش ۲۵۱۰/۹

مالکان چوہدری عبدالرحمٰن عبدالرحیم احمد

ہر قسم کا چمڑا، کنوس کے ٹرنک، سوٹ کیس، ہولڈال، ہینڈ بیگ، سامان سیڈلری، سفر کی ضروریات کا سامان اور جہیز میں دینے والے تحائف وغیرہ خریدنے کے لئے ہمارے شوروم میں تشریف لائیں۔

ایم الٰہی بخش حسین بخش ۱۳۱۔ انارکلی لاہور

دوائی فضلِ الٰہی اولاد نرینہ کی گولیاں جن کے استعمال سے بفضل تعالیٰ لڑکا پیدا ہو گا۔ مکمل کورس ۱۶/- دواخانہ خدمتِ خلق (رجسٹرڈ) ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سرزمین قادیان کا اولین دواخانہ

جسے حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ نے خود اپنے مبارک ہاتھوں قائم فرمایا

سنہ ۱۹۱۱ء سے آپکی جملہ طبی ضروریات بہ احسن پوری کر رہا ہے

پیچیدہ سے پیچیدہ زنانہ اندرونی امراض کا بھی علاج کیا جاتا ہے

زنانہ معائنہ کا معقول انتظام ہے

دوائی خاص
زنانہ امراض کا واحد علاج
قیمت فی شیشی چھ روپے

حب مفید النساء
عورتوں کی جملہ بیماریوں کی دوا
قیمت خوراک ایک ماہ ۳ روپے

حب مسان
سوکھے کی مجرب دوا
فی شیشی دو روپے

شہزین
خرابی جگر کمزوری جسم اور
مرض اٹھرا کی دوا
قیمت ۳۲ خوراک ۶ روپے

تسہیل ولادت
پیدائش کی گھڑیوں کو آسان کرنیکی دوا
قیمت ۴ روپے

قدیمی — اولین — شہرہ آفاق
حب اٹھرا رجسٹرڈ
مکمل کورس پونے چودہ روپے

ہمارا اصول

- صاف ستھرے اجزاء
- دیانتدارانہ دواسازی
- عمدہ پیکنگ
- غریبانہ قیمت
- مخلصانہ مشورہ

اور
اسی اصول کے تحت سنہ ۱۹۱۱ء سے آپکی خدمت کرتے چلے آ رہے ہیں

مقوی دماغ گولیاں
ذہنی کام کرنیوالوں کی بہترین معاون
قیمت فی شیشی دو روپیہ

زود جام عشق
طاقت کی لاثانی دوا
قیمت ۴۰ گولی ۴ روپے

نرینہ اولاد گولیاں
سو فیصدی مجرب دوا
قیمت فی کورس ۹ روپے

تریاق خاص
نوجوانوں کی صحت کا نگہبان
۳ روپے

معین الصحت
تلی بخس ۔ خرابی جگر اور
یرقان کا علاج
قیمت ۱۶ دن کی خوراک ۴ روپے

مقوی دانت منجن
دانتوں کی عمر اور صحت بڑھانے کیلئے
قیمت فی شیشی ۵۰ پیسے

حکیم نظام جان اینڈ سنز چوک گھنٹہ گھر گوجرانوالہ

ایام جلسہ سالانہ میں ملنے کا پتہ:۔ نزد فضل برادرز گولبازار ربوہ

خدا کے فضل اور رحم کیساتھ کہتے ہوئے آگے قدم بڑھاتے جاؤ

(المصلح الموعود)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پرنس ٹرانسپورٹ کمپنی لمیٹڈ

اب

خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ اپنے کرمفرماؤں کے لئے گوجرانوالہ کے علاوہ لاہور اور لائلپور کے لئے اعلیٰ۔ عمدہ اور نئی بسیں چلا رہی ہے۔ احباب با اخلاق عملہ کی خدمات اعلیٰ سروس سے فائدہ اٹھائیں اور اپنی کمپنی کی حوصلہ افزائی فرمائیں۔ ٹائم ٹیبل حسب ذیل ہے:۔

از سرگودہا برائے لاہور	از لاہور برائے سرگودہا	از سرگودہا برائے گوجرانوالہ	از گوجرانوالہ برائے سرگودہا
۱- ۱۵—۴ بجے صبح	۱- ۳۰—۷ بجے صبح	۱- ۰۰—۴ بجے صبح	۱- ۳۰—۸ بجے صبح
۲- ۴۵—۵ " "	۲- ۱۵—۱۱ قبل دوپہر	۲- ۳۰—۸ " "	۲- ۳۰—۱ بعد دوپہر
۳- ۴۵—۶ " "	۳- ۳۰—۱۲ بعد دوپہر	۳- ۳۰—۱ بعد دوپہر	۳- ۰۰—۶ شام
۴- ۴۵—۲ بعد دوپہر	۴- ۴۵—۱ " "	۴- —	۴- —

از لاہور برائے لائلپور	از لائلپور برائے لاہور
۱- ۳۰—۷ بجے صبح	۱- ۰۰—۹ بجے صبح
۲- ۳۰—۱ بعد دوپہر	۲- ۰۰—۳ شام

چوہدری محمد نواز منیجنگ ڈائریکٹر

پرنس ٹرانسپورٹ کمپنی لمیٹڈ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

گُن وچ
(گورو گرنتھ کوش صفحہ ۳۱۵)

گورو گرنتھ صاحب میں بھی یہ لفظ قابل تعریف اور خدا رسیدہ اور روحانیت میں پورے لوگوں کے حق میں استعمال کیا گیا ہے۔ یعنی ان کو بچے قرار دیا گیا ہے جن کے دل میں خدا تعالیٰ کی محبت بھری ہے۔ اور جو معرفت کو حاصل کئے ہوئے ہیں۔ چنانچہ ایک مقام پر مرقوم ہے کہ:۔

بچے بھلائی اوکھے بائی
جپ جی صفحہ

یعنی وحدہٗ لاشریک کی پرکھ خدا تعالیٰ کی درگاہ میں ہوتی ہے۔

گورو گرنتھ صاحب کے ایک اور مقام پر مرقوم ہے کہ:۔

آپے دھر دیکھے
بچی پکی ساری
ماجھ محلہ ۳ صفحہ ۱۱۳
شطرنج بازی بچے نرد
بچی آوے ساری
(آسا محلہ ۱ صفحہ ۳۵۹)

سکھ دوستوں نے گورو گرنتھ صاحب کے مندرجہ بالا اقوال کے معنے کرتے ہوئے "بچے" لفظ کی یوں تشریح کی ہے کہ بچے سے مراد وہ لوگ ہیں جنہیں معرفت حاصل ہو چکی ہے اور جو گیان کو حاصل کئے ہوئے ہیں۔ ملاحظہ ہو شبدارتھ گورو گرنتھ صاحب صفحہ ۱۱۳ و مہان کوش صفحہ ۳۱۸ وغیرہ)

گورو گرنتھ صاحب کے ایک اور مقام پر یوں مرقوم ہے کہ:۔

بچے کرم دھیان
محلہ ۱ صفحہ ۱۴۱

یعنی انسان عمل اور خدا تعالیٰ کی یاد کے ذریعہ بچہ ہوتا ہے۔

اس کے علاوہ گورو گرنتھ صاحب میں یہ بھی لکھا ہے کہ

کبیر جو تو ہے سادھو پریم کی
پاکے سیتی کھیل
شلوک کبیر ۲۴۴

یعنی کبیر جی کہتے ہیں کہ اے انسان اگر تجھے خدا تعالیٰ کی محبت کی خواہش ہے تو بچے لوگوں سے اپنے تعلقات استوار کر۔ باباجی کے بیان کردہ لفظ "بچے" کو اگر لغات میں بیان کردہ مذکورہ بالا معنوں اور گورو گرنتھ صاحب میں بیان کردہ مفہوم کو مدنظر رکھ کر دیکھا جائے تو ان میں بیان کردہ تمام باتیں ایک ایک کرکے مبائعین کی جماعت میں پائی جاتی ہیں۔ چنانچہ جب اختلاف پیدا ہوا تو اس وقت غیر مبائعین کے اپنے قول کے مطابق ہی جماعت کی اکثریت ان کے ساتھ تھی مگر چونکہ فتح اچھے لوگوں کے لئے ہی مقدر تھی اس لئے اللہ تعالیٰ نے جلد ہی غیر مبائعین کی اکثریت کو اقلیت میں تبدیل کر دیا اور بچے گروہ کو اس رنگ میں بھی فتح نصیب ہوئی۔ اس کے علاوہ لغات میں بچے لوگوں کی ایک یہ تعریف بیان کی گئی ہے کہ وہ سوچ بچار کرنے کے بعد ایک مسلک کو اختیار کرتے ہیں اور پھر اس پر گامزن رہتے ہیں۔ اور اپنے کسی عقیدہ میں کوئی تبدیلی نہیں کرتے بلکہ پختگی سے اس پر قائم رہتے ہیں۔ چنانچہ آج یہ حقیقت دنیا کے سامنے ہے کہ جہاں غیر مبائعین حضرات نے اپنے عقائد میں کئی تبدیلیاں کیں اور اپنے بیان کردہ سابقہ خیالات کے خلاف کئی نئے خیالات دنیا کے سامنے پیش کئے وہاں مبائعین کی جماعت اپنے پہلے عقائد پر ہی قائم رہی اور اس نے اپنے مسلک کو نہ چھوڑا۔ چنانچہ مبائعین کی جماعت شروع سے ہی یہ عقیدہ رکھتی ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام تابع شریعت محمدیہ نبی ہیں اور حضور کو یہ نبوت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں ملی ہے۔ اس کے علاوہ ہم مبائعین کا یہ عقیدہ بھی ہے کہ سلسلہ احمدیہ کے لئے خلافت کا سلسلہ اشد ضروری ہے۔ اس کے بغیر جماعت کی تنظیم اور اتحاد قائم نہیں رہ سکتا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے خود ہی اپنے خاص فضل کے ماتحت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد تمام جماعت کی راہنمائی خلافت کے قیام کی طرف کی۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل خلافت پر متمکن ہوئے گو غیر مبائعین نے حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل کی بھی تغلیط کر دی کیونکہ انہوں نے بھی یہی رٹ "لگائی تھی کہ خلیفے خدا تعالیٰ ہی بناتا ہے۔ چنانچہ حضور نے اپنے بارہ میں یہ فرمایا تھا کہ:۔

مجھے خدا نے ہی خلیفہ بنایا ہے

اور اپنے بعد آنے والے کے بارہ میں یہ فرمایا تھا کہ:۔

"خدا اس کو آپ کھڑا
کرے گا"

اس سے صاف ظاہر ہے کہ بابا نانک جی کی پیشگوئی میں بیان کردہ بچے لوگوں سے مراد مبائعین حضرات ہیں جنہوں نے صحیح مسلک اختیار کرنے کے بعد پھر اسے ترک نہ کیا۔ اور بچے لوگوں سے مراد مبائعین کی جماعت ہے جو خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے صحیح مسلک پر گامزن ہے اور جس نے اپنے کسی عقیدہ میں کوئی تبدیلی نہیں کی۔ عجیب بات تو یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہام میں بھی "کچا" لفظ اس مفہوم میں استعمال ہوا ہے جیسا کہ حضور کا الہام ہے:۔

"سلسلہ قبول الہامات میں
سب سے کچا مولوی تھا"
(تذکرہ صفحہ ۶۸۶)

حضور کے اس الہام سے اس امر پر روشنی پڑتی ہے کہ کوئی مولوی کہلانے والا حضور کے الہامات کے قبول کرنے میں کچا نکلے گا۔ یعنی وہ ابتداً ایک حالت پر قائم نہیں رہے گا اور وہ حضور کے الہامات کے قبول کرنے میں کچا ہوگا۔ یہ بات بھی ہمیں غیر مبائعین کے اکابرین میں نمایاں طور پر نظر آتی ہے چنانچہ مولوی محمد احسن صاحب امروہی نے اختلاف کے بعد ایک مرتبہ حضور کے الہامات کے بارہ میں یہ خیال ظاہر کیا تھا کہ:۔

"میرے نزدیک حدیث ضعیف
بھی اقوال و الہامات سے
مقدم ہے بشرطیکہ کتاب اللہ
اور سنت کے مخالف نہ ہو"
(القول الممجد و تاویل صفحہ ۲)

اور مولوی محمد علی صاحب ایم۔اے نے حضور کی منشاء کے سراسر خلاف بیان کیا تھا کہ:۔

"خود حضرت صاحب نے لکھا
ہے کہ میں اپنے الہامات کو
کتاب اللہ اور حدیث پر پیش
کرتا ہوں اور کسی الہام کو
کتاب اللہ اور حدیث کے
خلاف پاؤں تو اسے کھنگار
کی طرح پھینک دیتا ہوں"
(شناخت مامورین صفحہ ۲۳)

جہاں تک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات کا تعلق ہے اس قسم کی حضور کی کوئی تحریر نہیں۔ مولوی محمد علی صاحب نے حضور کی جس تحریر کو توڑ مروڑ کر لکھا ہے وہ اصل یوں ہے:۔

"مجھ پر خدا تعالیٰ کی طرف
سے کھولا گیا ہے کہ میرا ہر ایک
الہام صحیح اور خالص ہے
اور شریعت کے مطابق ہے۔

قادیان کا قدیمی مشہور عالم اور بے نظیر تحفہ
سرمہ نور رجسٹرڈ
جملہ امراض چشم کے لئے اکسیر
ثابت ہو چکا ہے ہمیشہ خریدتے
وقت شفاخانہ رفیق حیات کا لیبل
ملاحظہ فرمایا کریں۔
بڑی شیشی درمیانی چھوٹی
دو روپے ایک روپیہ آٹھ آنے
دوران جلسہ پرگول بازار ربوہ
میں ہمارا اسٹال ہوگا

زوجام عشق
طاقت کا بہترین تحفہ
قیمت خوراک ایک ماہ
پچھ روپے

اکسیر حیات
اعضائے رئیسہ کی زائل شدہ
طاقت کو بحال کرتا ہے۔
قیمت خوراک دو ہفتہ چھ روپے

سرمہ نور والوں کا
نورانی کاجل
آنکھوں کی صفائی اور خوبصورتی
کے لئے بہترین تحفہ۔
بڑی شیشی کی قیمت ایک روپیہ بارہ آنے
چھوٹی دس آنے
مگر
جلسہ سالانہ کے ایام کے لئے
بڑی شیشی ایک روپیہ
چھوٹی آٹھ آنے

ادویات ملنے کا پتہ:۔ شفاخانہ رفیق حیات رجسٹرڈ ٹرنک بازار سیالکوٹ

سفوف جند کمی ماہواری ایام کے لئے مفید نسخہ۔ قیمت مکمل کورس -/۵ روپے۔ ملنے کا پتہ دواخانہ خدمت خلق رجسٹرڈ ربوہ

اور میرا اس الہام میں کوئی
شک ہے اور نہ کچھ ملاوٹ
اور نہ کوئی شبہ ہے اور اگر
فرضِ محال کے طور پر معاملہ
اس کے خلاف ہو تو تم ان
سب الہامات کو ردی چیز اور
کناس کے مادہ کی طرح اپنے
ہاتھوں سے پھینک دینا۔"
(دیکھئے کمالاتِ اسلام ترجمہ عربی عبارت)
حضور کی تحریر کو تبدیل کر کے ایک
اپنے مفہوم میں پیش کرنا جو حضور کے
منشاء کے سراسر خلاف ہے۔ مولوی
صاحب کو حضور کے الہام سلسلہ قبول
اجابات میں سب سے کچا مرزی تھا یا
مصداق بناتا ہے

باباجی نے رقی میں پیشگوئی میں اس
سے آگے گورمکھی کچھ قبائل کے الفاظ استعمال
کئے ہیں جن کا مطلب ہے کہ اس پورے
گورو کی جماعت میں پیدا شدہ اختلاف
کو بظاہر ایک بہت بڑا اصرار ہو گا لیکن
اس پورے گورو کے سچے فرمانبردار اور
جانباز اس اختلاف کو بھی ایک رحمت ہی
خیال کریں گے۔ جماعت کا اس طرح دو
حصوں میں بٹ جانا ان کی کچھ کمزوری
کا باعث نہ ہو گا بلکہ وہ سب کے سب اپنے
رب کی رضا پر راضی ہوں گے اور کسی قسم
کی گھبراہٹ یا پریشانی ان کے نزدیک نہ
آئے گی۔ باباجی نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ
جو لوگ الگ ہوں گے ان کا الگ ہونا بھی
بحیثیت ارادہ کے ماتحت ہو گا اور
خدا تعالیٰ کی تقدیر ان کو خود الگ کر دے گی
چنانچہ آپ نے فرمایا ہے کہ:۔

تس سیتی ناتا
جو توڑے آپ بیال

یعنی اس پورے گورو کی جماعت سے
وہی لوگ الگ ہوں گے جنہیں خدا تعالیٰ
کی تقدیر خود الگ کر دے گی۔ جو شخص کا
جماعت میں شامل رہنا جماعت کے لئے
مضر ہو گا اس لئے خدا تعالیٰ آپ انہیں
الگ کر دے گا۔

جناب باباجی نے "بچے" اور "سچے"
گروہ کے بارہ میں جو پیشگوئی بیان کی
ہے اس سے اس امر کا بخوبی پتہ چلتا
ہے کہ باباجی کے نزدیک "سچے" گروہ کیلئے
کامیابیاں اور کامرانیاں مقدر ہیں کیونکہ
لغات میں سچے کے معنے رب سے اونچا
رہنے والا اور فتح پانے والا بھی مذکور
ہیں۔ ان معنوں کی رو سے یہ واضح ہوتا
ہے کہ اللہ تعالیٰ سچے دلوں کو ہی ہر لحاظ
سے فتح دے گا۔ اور حضرت مسیح موعود
علیہ السلام کے الہام

میری فتح ہوئی
میرا غلبہ ہوا

کے حقیقی معنوں میں مصداق ہوں گے
کیونکہ فتح اور کامرانی ان کے قدم
چومے گی۔

اس کے برعکس کچے دلوں کو
قدم قدم پر ناکامیاں اور نامرادیاں
نصیب ہوں گی۔ چنانچہ یہ حقیقت بھی
دنیا کے سامنے ہے کہ غیر مبائعین حضرات
نے اختلاف پیدا ہونے پر اور نظام
خلافت سے الگ ہونے کے بعد اپنے
عقائد میں تبدیلیاں کیں۔ اور ان تبدیلیوں
کے نتیجہ میں مسئلہ خلافت اور نبوت
کا انکار کیا۔ ان کا خیال تو یہ تھا کہ وہ
اس طرح اپنے خیالات میں تبدیلیاں
کرنے سے عام مسلمانوں میں زیادہ
مقبول ہو سکیں گے اور اس طرح
انہیں مبائعین کے مقابلہ پر زیادہ
اثر و رسوخ حاصل ہو گا۔ لیکن ان کی
ان تبدیلیوں کا جو نتیجہ نکلا وہ اظہر من الشمس
ہے۔ عام مسلمانوں نے ان کی ان تبدیلیوں
پر خوش ہونے کی بجائے اظہار نفرت کا
اظہار کیا اور انہیں منافق کہہ کر ٹھکرا
دیا۔ چنانچہ غیر مبائعین کے ایک مشہور رکن
حافظ محمد حسن صاحب چیمہ نے اپنے
ایک مضمون میں اس امر کا انکشاف کیا
ہے کہ:۔

"تحقیقاتی عدالت کے سامنے
جب مودودی صاحب بیان
دینے کے لئے پیش ہوئے
تو ہم نے ان پر جرح کرتے
ہوئے یہ سوال کیا تھا کہ اب
جماعت احمدیہ لاہور کے متعلق
کیا خیال ہے۔ انہوں نے
جوش غضب میں آ کر کہا کہ
میں اس جماعت کو منافق
خیال کرتا ہوں۔"
(اخبار پیغام صلح
۳۱-اکتوبر ۱۹۵۶ء)

جناب باباناک صاحب کی بیان کردہ
اس پیشگوئی پر اس وقت تک ہم نے
جس قدر بھی لکھا ہے وہ اس پیشگوئی کے
مذکورہ الفاظ کے لغوی معنوں کی بناء پر
ہے۔ اور اس میں یہ ثابت کیا ہے کہ
باباصاحب نے اس پیشگوئی میں جو کچھ بیان

ہر قسم کے سامان بجلی مثلاً پنکھے، موٹریں، پمپ، الیکٹرک کیبلز، سامان وائرنگ کیلئے
ملتان ڈویژن کی واحد بڑی دکان
پاؤنیر الیکٹرک کمپنی
فون ۲۷۳۸
Digitized by Khilafat Library Rabwah
(ڈسٹری بیوٹرز فلپس لیمپس اینڈ الائیڈ آئیٹمز برائے ملتان و بہاولپور ڈویژن)
بیرون حرم گیٹ ملتان شہر سے رجوع فرماویں
پرنٹر پبلشر۔ چوہدری عبداللطیف قادیانی

کیا ہے۔ وہ سب کا سب جماعت احمدیہ پر چسپاں ہوتا ہے۔ کیونکہ ۱۹۱۴ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الاول کی وفات پر جماعت احمدیہ دو حصوں میں بٹ گئی تھی اور یہی اس پیشگوئی کا بنیادی مضمون ہے کہ اس پورے گورو کی جماعت پر ایک وقت ایسا آئے گا جبکہ وہ دو حصوں میں بٹ جائیگی جو "پکے" اور "کچے" لوگوں پر مشتمل ہوں گے۔

باباجی کی تشریح

باباجی نے خود بھی اپنی اس پیشگوئی کی کچھ تشریح کی ہے وہ بھی عجیب وغریب ہے۔ یعنی باباجی نے اس تشریح میں نہایت لطیف پیرایہ میں غیر مبائعین اور مبائعین کے اختلافات کو بیان کر دیا ہے اور اس میں بعض باتوں کا تعلق غیر مبائعین سے ہے اور بعض باتیں مبائعین سے تعلق رکھتی ہیں۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں کہ:۔

"کس کا پرمارتھ
وو دو بیان ابھگ کیسے ایسا
باسا ڈھانے گا دنیا تے
وو رہے گا۔ ویان جو ہے
سو بھگ لگے گا سو سنتے کا
گورے نابی اکھراک بچے اک
پکیاں ہوگی ہے۔ پکے تاں
گورمکھ نہیں سو سنتے کے رتے
توڑی۔ گورمکھ کہیں گے جو ایسا
پورن پورکھ اباشی مرشٹ کا
کرتا کہنے ہارا ہے۔ اور جو
کچے ہیں سو بھرمائیں گے سو
کہیں گے ایسا رہا ہے۔
اب گورمکھ سنکو گورو کے
پیارے ہیں تن کو تنتاں گے
تن کو سنگتو دو آپ توڑے گا
تمن جیسی تا کا
جو توڑے آپ دیال
(جنم ساکھی بھائی بالا ص ۳۳۳)

باباجی نے اس مندرجہ بالا تشریح میں پکے اور کچے لوگوں کی حالت کو مزید واضح کر دیا ہے۔ اور صاف الفاظ میں کہہ دیا ہے کہ:۔

پکے تاں گورمکھ
ہیں سو سنتے کے تابی

یعنی پکے لوگ اس کی جماعت سے کسی حالت میں بھی الگ نہ ہوں گے۔ وہ اس کے سچے خادم اور فرمانبردار ثابت ہوں گے اور کچے لوگوں کی حالت اس کے بالکل الٹ ہوگی۔ وہ اس کی جماعت سے کٹ جائیں گے۔

اس کے ساتھ ہی باباجی نے نہایت عجیب رنگ میں ان دونوں گروہوں سے تعلق رکھنے والے لوگوں کی حالت کو بیان کر دیا ہے اور ان کے عقائد اور اختلافات کی بھی وضاحت کر دی ہے۔ چنانچہ پکے لوگوں کے بارہ میں جہاں آپ نے یہ فرمایا ہے کہ وہ گورو سے جدا نہ ہوں گے بلکہ اس کی جماعت میں شامل رہیں گے وہاں ان کے بارہ میں آپ نے یہ بھی بیان کر دیا ہے کہ ان میں یہ تین باتیں نمایاں طور پر پائی جائیں گی اور یہی ان کے بنیادی عقائد ہوں گے کہ [illegible] گورو

اوّل ۔ پورن پورکھ ہے۔

دوم ۔ اباشی ہے۔

سوم ۔ مرشٹ کا کرتا کہنے ہارا ہے۔

ظاہر ہے کہ ان تینوں کا کمال نبوت ہے۔ سوائے نبی کے کوئی انسان حقیقی معنوں میں کامل انسان کہلانے کا مستحق نہیں ہو سکتا۔ جناب باباناک صاحب "پکے" لوگوں کے بارہ میں یہ بیان کرنا کہ وہ اسے پورن پورکھ تسلیم کریں گے اپنے اندر یہی مفہوم لئے ہوئے ہے کہ وہ اسے انسانیت کا کمال پانے والا یقین کریں گے۔ یعنی اسے نبی تسلیم کریں گے کیونکہ انسانیت کے کمال کا آخری اور مرکزی نقطہ نبوت ہی ہے اور جس میں نبوت پائی جائے وہی حقیقی معنوں میں کامل انسان ہے۔

یاد رہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خود بھی اپنی تحریرات میں "کامل انسان" کے الفاظ نبی کے معنوں میں اور خدا تعالیٰ کے نبیوں کے بارہ میں استعمال کئے ہیں۔

احباب سے گذارش

ہم نے نواں کوٹ ملتان روڈ پر دوائیاں بنانے کا کارخانہ شروع کیا ہے احباب کرام سے تعاون ۔ ہمدردی اور دعا کی درخواست ہے۔

برٹش فارمیسوٹیکل کارپوریشن
۲/۱۶ نواں کوٹ ملتان روڈ ۔ لاہور

UNITED NATIONS — NATIONS UNIES

[illegible]

.. February, 19..

Dear Mr. Kosar,

Thank you for your letter dated .. February 19..; I wish to confirm that we have received the books of Cossor [illegible] Shorthand [illegible] which we find interesting and I wish to thank you for your prompt cooperation in supplying us the material which will no doubt be very useful to our technical assistance mission in Afghanistan.

I have just received your letter dated .. February 19.. about your interest and offer of services in developing a system of shorthand in Persian for the Afghan Government. Please be advised that the Afghan Government is making arrangements to evolve a system of shorthand with the help of United Nations experts [illegible] and they do not require additional experts [illegible].

Yours sincerely,

[illegible]
Deputy Resident Representative

Mr. [illegible]
[illegible]

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حکومت پاکستان اُردو زبان ہر شعبہ میں رائج کر رہی ہے اُردو شارٹ ہینڈ جاننے والوں کی گورنمنٹ ایجنسی، پریس، [illegible] میں شدید ضرورت ہے۔ [illegible]

اُردو کی کوثر کتاب سے ہی سیکھ کر مستفیض ہوں۔

حکومت مغربی پاکستان بورڈ آف ٹیکنیکل ایجوکیشن [illegible]

اقتباس

یہ کتاب [illegible] شارٹ ہینڈ [illegible] پاکستان [illegible] ہے اور [illegible] کی بنیادی [illegible] پورا کرتی ہے۔

پیش لفظ

[illegible] ڈاکٹر [illegible] شجاع الدین [illegible]
سابق [illegible] پنجاب یونیورسٹی [illegible]

فون ۶۳۳۸۲

سیکرٹری
ایس سی کالج کمرشل بلڈنگ دی مال لاہور

ایس۔سی۔کالج۔کمرشل بلڈنگ دی مال لاہور

اعلان داخلہ

برائے اُردو۔ عربی۔ انگریزی شارٹ ہینڈ داخلہ جاری ہے
فیس سیشن (۴ ماہ) ۱۵۰/- روپے
واقفِ زندگی سے کوئی فیس نہیں لی جائے گی۔ تصدیق مرکز سے لازمی ہے۔

جاوید کوثر جاوید
سیکرٹری شارٹ ہینڈ ریسرچ انسٹی ٹیوٹ
فون ۶۳۳۸۲

Digitized by Khilafat Library Rabwah

شفا میڈیکو کا سٹال جلسہ سالانہ

اس سال جلسہ سالانہ کے موقع پر ہم نے پہلی مرتبہ اپنا سٹال لگانے کا فیصلہ کیا ہے جس میں اسی سال میں بعض نہایت ہی مفید اور اہم ادویات جو کہ غیر ممالک سے آتی ہیں اور بہت ہی مقبول ہو چکی ہیں بغرض فروخت پیش کی جاویں گی۔ اُن کی مختصر تفصیل درج ذیل ہے۔

۱۔ افرودور:- ذہنی پریشانی۔ کام کرنے کو جی نہ چاہنا۔ ذہنی کھچاؤ۔ چڑچڑاپن۔ جلد غصہ آجانا۔ ذہنی انتشار۔ جلد تھک جانا۔ بے حد کمزوری۔ مردانہ کمزوری اور بانجھ پن۔ دماغی کام کرنے والوں کے لئے ایک بے بہا تحفہ ہے۔ قیمت ۵۰ گولیاں -/۱۵ روپے۔

۲۔ ڈاڈا ایسن:- عورتوں اور مردوں دونوں کے لئے موٹاپے کو دور کرنے کے لئے اور وزن کم کرنے کیلئے بے ضرر اور نہایت مفید دوائی ہے۔ اپنی افادیت کی وجہ سے بے حد مقبول ہے۔ قیمت ۵۰ گولیاں -/۱۴ روپے

۳۔ ایکزا مرہم:- ہر قسم کے ایگزیمے اور دھدری کے لئے بالکل نئے مرکبات سے تیار کردہ جرمنی مرہم ہے۔ قیمت فی ٹیوب -/۶ روپے ہے

۴۔ پوسٹریسان:- بواسیر کے لئے نہایت مفید مرہم ہے۔ قیمت فی ٹیوب -/۳ روپے ہے۔

۵۔ اینٹی ایپی لیپٹی کم:- مرگی کی بیماری کا اس وقت تک کوئی علاج نہیں مگر یہ دوائی نہایت ہی مجرب ہے اور مرگی کی تمام اقسام کے لئے مکمل علاج ہے۔ کئی ایسے مریض جو سالوں سے لاعلاج قرار دیئے جا چکے تھے۔ اسی سے شفا پا چکے ہیں۔ قیمت ۳۰ کیپسول -/۱۰ روپے ہے۔

۶۔ ایم ٹو ویلم:- شہد کو اللہ تعالیٰ نے شفا کا موجب قرار دیا ہے جرمن قوم نے اب شہد کے متعلق تحقیقات کر کے شہد کیپسول نکالے ہیں۔ جو کہ جلدی جملہ امراض کیلئے عورتوں اور مردوں دونوں میں عام کمزوری خاص طور پر دل کی کمزوری اور بڑھاپے کی کمزوری کیلئے بے حد مفید ہیں ایسے مریض جن کو پیشاب سے شکر آتی ہو وہ بھی اسے بے خطر استعمال کر سکتے ہیں کیونکہ اس کے استعمال سے شکر بجائے بڑھنے کے کم ہو جاتی ہے

۷۔ لاگان:- ہر قسم کی قبض کے لئے نہایت مفید گولیاں ہیں ۳۰ گولیوں کی شیشی

۸۔ ریووی سی لوگن:- اگر کسی جگہ زخم ہو جائے تو اس کے چند قطرے زخم پر ڈالنے سے خون فوراً بند ہو جاتا ہے بچوں والوں کے گھروں میں۔ کارخانوں میں۔ موٹر کار میں سفر کرنے والوں کے لئے بسوں وغیرہ اور ڈسپنسریوں میں اس کا رکھنا نہایت ہی مفید ہے۔

۹۔ کے ایچ ۳:- ۲۵ سال کی عمر کے بعد اگر اس کا ایک کیپسول روزانہ کھایا جائے تو انسان دل کی بیماریوں۔ شریانوں کی بیماریوں۔ نظر کی کمزوری۔ قوت سماعت تمام کمزوری۔ جوڑوں وغیرہ کی دردوں۔ خون کے دباؤ کی بیماری سے بہت حد تک محفوظ رہتا ہے اور بڑھاپا اپنے ساتھ جو گونا گوں تکلیف لاتا ہے اس سے انسان محفوظ رہتا ہے لیکن یہ دوائی چونکہ مہنگی ہے اسلئے خوشحال لوگ ہی استعمال کر سکتے ہیں۔ قیمت ۳۰ کیپسول -/۲۵ روپے

۱۰۔ ایکٹیف کیپسول:- جرمنی کے نہایت مشہور وٹامن کیپسول جو کہ بچے مرد اور عورتیں استعمال کر سکتے ہیں۔ سستے ہونے کے علاوہ اگر روزانہ کیپسول استعمال کئے جاویں تو انسان کو چوق و چوبند رکھتے ہیں۔

۱۱۔ سینز بیکیس الف:- عورتوں میں نسوانی اور جنسی کمزوریوں نیز رحم وغیرہ کی کمزوری کے لئے بے حد مفید دوائی ہے۔

ان تمام ادویات کے متعلق نہایت مفید لٹریچر بھی ہمارے سٹال سے مل سکے گا اور زبانی معلومات حاصل کرنے کیلئے قابل اسٹاف ہر وقت سٹال پر تعینات ہوگا عورتوں کیلئے علیحدہ کا انتظام ہوگا اور عورتیں ہی اس سٹال پر تعینات ہوں گی۔

اس کے علاوہ ڈاکٹر حضرات اور کیمسٹ حضرات کے لئے اعلیٰ نہایت مفید ادویات اور Instruments رکھے جاویں گے۔ امید ہے کہ دونوں طبقات کے لوگ تشریف لاکر شکریہ کا موقع دیں گے۔

شفا میڈیکو لاہور

فَمِنْهُمْ مَنْ قَضٰى نَحْبَهٗ

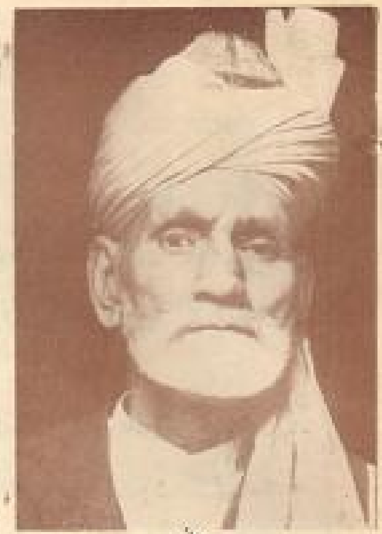

حضرت مولوی عبد المغنی خان صاحب سابق امیر جماعت احمدیہ ...
(تاریخ وفات ۱۱ر جون ۱۹۶۶ء)

حضرت قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل
(تاریخ وفات ۲۸ر ستمبر ۱۹۶۶ء)

محترم نیک محمد خان صاحب غزنوی
(تاریخ وفات ۱۰ر نومبر ۱۹۶۶ء)

محترم مولانا شیخ عبد القادر صاحب سابق سوداگر مل
(تاریخ وفات ۱۰ر نومبر ۱۹۶۶ء)

محترم چوہدری محمد شریف صاحب امیر جماعت احمدیہ منٹگمری
(تاریخ وفات ۲ر نومبر ۱۹۶۶ء)

(خالد احمدیت حضرت مولانا جلال الدین صاحب شمس تاریخ وفات ۱۳ر اکتوبر ۱۹۶۶ء)

محترم خان صاحب میاں محمد یوسف صاحب
تاریخ وفات ۱۵ر دسمبر ۱۹۶۶ء

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت منشی محمد عبد اللہ صاحب سیالکوٹی
تاریخ وفات ۱۳ر اگست ۱۹۶۶ء

محترم چوہدری اللہ داد صاحب ربوہ
تاریخ وفات ۹ر جولائی ۱۹۶۶ء

محترم مولوی محمد اسد اللہ صاحب
تاریخ وفات ۲۵ر ستمبر ۱۹۶۶ء

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خوشخبری

دنیا کی موجودہ ایجادات میں چپ بورڈ کا نام بڑا نمایاں ہے۔ مغربی ممالک میں چپ بورڈ کے استعمال سے فرنیچر سازی اور عمارتی کام میں پائیداری اور نفاست نمایاں ہوگئی ہے۔ یورپ میں ۸۰٪ کام لکڑی کی بجائے چپ بورڈ سے ہی لیا جاتا ہے۔

چپ بورڈ کیا ہے؟ لکڑی کے چھوٹے چھوٹے اور صاف ٹکڑوں کو کیمیائی گوند کے ساتھ گودے کی صورت میں ملایا جاتا ہے۔ پھر اس گودے کو بجلی اور بھاپ سے گرم ہونے والی مشینوں میں ڈالا جاتا ہے۔ ان مشینوں کا بے پناہ دباؤ اس گودے کو خشک کر کے بڑے بڑے تختوں کی شکل دے دیتا ہے۔ اِن خشک اور مضبوط تختوں کا نام چپ بورڈ ہے۔ یہ مضبوط خوبصورت اور صاف چپ بورڈ کے تختے پلائی وُڈ۔ لکڑی اور دیگر اشیاء کے مقابلہ میں زیادہ پائیدار اور سستے ہیں۔ ہمیں فخر ہے کہ ہم ٹالی مارکہ چپ بورڈ تیار کرتے ہیں۔ یہ پاکستان کا سب سے مشہور۔ سب سے مضبوط۔ سب سے بہترین اور پائیدار چپ بورڈ مانا گیا ہے۔ کیونکہ یہ ہی واحد چپ بورڈ ہے جو صاف اور ستھری پہاڑی لکڑی سے بنایا جاتا ہے۔ ٹالی مارکہ چپ بورڈ لکڑی کا مکمل نعم البدل ہے بلکہ لکڑی سے بہتر ہے۔ کیونکہ یہ گانٹھوں۔ سوراخ۔ آگ اور کیڑہ لگنے سے محفوظ ہے۔ ترکھان کے تمام اوزاروں کے ساتھ لکڑی کی طرح بآسانی کاٹا جاسکتا ہے۔ ہر قسم کے فرنیچر اور عمارتی کام میں لایا جاسکتا ہے۔ چپ بورڈ کے بنے ہوئے فرنیچر پر گرمی۔ سردی اور نمی کا اثر نہیں ہوتا۔ اِسکی سطح ہموار اور صاف ہوتی ہے۔ استعمال سے پہلے رندہ لگانے کی ضرورت نہیں۔ مزید خوبصورت بنانے کیلئے اس پر ہر قسم کا رنگ و روغن اور وارنش کیا جاسکتا ہے نیز فارمیکا اور پلاسٹک شیٹ بھی پریس کی جاسکتی ہے۔ ایک دفعہ آزمانے کے بعد آپ ہمیشہ ٹالی مارکہ چپ بورڈ ہی استعمال کریں گے۔

اپنے کرمفرماؤں کی سہولت کے پیشِ نظر مندرجہ ذیل مقامات پر اپنے گودام کھول دیئے ہیں اور سٹاکسٹ مقرر کر دیئے ہیں جہاں سے آپ کو ہمارا ٹالی مارکہ چپ بورڈ ہر سائز میں کمپنی کے مقرر کردہ نرخوں پر مل سکتا ہے۔ اس طرح خریدار کو چونگی اور کرایہ وغیرہ کی خاصی بچت ہو جائے گی۔

پشاور:۔ میسرز جنرل اینڈ انڈسٹریل سپلائی کارپوریشن ۴۔ نیو گیٹ پشاور۔

لاہور:۔ ۱۔ میسرز سن اینڈ سٹار کارپوریشن ۱۵۔ اے کوپر روڈ۔ ہیرا مینشن۔ لاہور۔

۲۔ شیخ شوکت علی۔ ۴۰ میکلوڈ روڈ لاہور (۳) میسرز محبوبی ٹریڈرز۔ بیرون دہلی گیٹ۔ جہازی بلڈنگ۔ لاہور۔

کراچی:۔ میسرز عیسےٰ جی ابراہیم جی اینڈ کمپنی۔ ہرچند رائے روڈ کراچی۔

جہلم:۔ میسرز عبدالکریم لون اینڈ سنز۔ چھوڑی بازار۔ غلہ منڈی۔ جہلم۔

راولپنڈی:۔ پاکستان چپ بورڈ لمیٹڈ۔ بالمقابل سینٹرل گورنمنٹ ہسپتال۔ مری روڈ۔ راولپنڈی۔

گجرات:۔ پاکستان چپ بورڈ لمیٹڈ۔ ریلوے روڈ۔ بالمقابل بینک آف بہاولپور۔ گجرات۔

لائل پور:۔ پاکستان چپ بورڈ لمیٹڈ P/۱۹۱۔ سرکلر روڈ۔ لائلپور۔

پاکستان چپ بورڈ لمیٹڈ

جی۔ٹی۔روڈ۔ پوسٹ بکس ۱۸ جہلم

فون نمبر ۱۷۹/۱۸۲

مسعود احمد پرنٹر پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپوا کر دفتر الفضل دارالرحمت غربی ربوہ سے شائع کیا

قدرت ثانیہ کے تیسرے مظہر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت مرزا ناصر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز